CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

Saligram Shar
Vichar Nagh
K.M.A.

راتوں کو چلنے والے رہ جائیں تھک کے جس دم
امید ان کی میرا ٹوٹا ہوا دیا ہو

اقبال

خضرِ فارسی

انٹرمیڈیٹ پرشین گائیڈ

پیش لفظ

رات کی تاریکی میں جب فطرت آغوشِ سکوت میں سو رہی ہو۔ فضا پر کامل سکون طاری ہو۔ ع غوطہ زن دریائے خاموشی میں ہے موجِ ہوا
انسان و حیوان۔ وحش و طیور خوابِ گراں میں خراٹے لے رہے ہوں۔ کوسوں آبادی کا نشان نہ ہو۔ ہر سو بھیانک خاموشی چھائی ہوئی ہو۔ راہیں پر پیچ اور پر خطر۔ خاردار اور رغار دار ہوں۔ جنگل کی ہولناک وسعت میں ایک بھولے بھٹکے مسافر کو دور سے ایک ٹمٹماتے چراغ کی روشنی نظر آتی ہے۔ یہ اس کے لئے امید کی جھلک ہے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ کور کو عصا۔ قافلے سے مہجور کو آوازِ جرس۔ ٹوٹے دل کی ڈھارس۔ مگر امتحان کی دشوار اور صبر آزما راہ پر گامزن اور زلالِ کامرانی کے طالب تشنہ لب و شب بیدار کے لئے خضرِ راہ کیا ہے؟ "خضرِ فارسی"!

راتوں کو چلنے والے رہ جائیں تھک کے جس دم
امید ان کی میرا ٹوٹا ہوا دیا ہو

"خضرِ فارسی" کے مواد کی فراہمی اور ترتیب سے پہلے میں نے یونیورسٹی سلیبس اور گزشتہ سالوں کے امتحانی پرچہ جات کا بغور مطالعہ کیا۔ اور انتخابِ سوالات میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ممتحن کے نظریہ کو سمجھنے کی کوشش کی۔ چنانچہ اس کا رجحان یہ ہے کہ غزلیات اور شاہنامہ فردوسی میں سے محض ترجمہ کے سوالات پوچھے جاتے ہیں۔ اور قصاید سعدی اور عرفی میں سے تشریح کے۔ اس کے علاوہ ایک سوال گرامر کا اور ایک ترکیب نحوی کا ہوا کرتا ہے۔

جہاں تک حصہ نثر کا تعلق ہے۔ اکثر ترجمہ کے سوالات پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ نصاب سے خارج ایک پارۂ نثر بھی ترجمہ کے لیئے شامل ہوتا ہے۔ اور آخر میں انگلش اور اردو سے فارسی میں ترجمہ کا سوال دیا جاتا ہے۔

کتاب کے آغاز میں چند شعرا کی زندگی اور کلام پر مختصر سا تبصرہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ بعض اوقات ان سے متعلق بھی ایک آدھ سوال کی توقع ہوسکتی ہے۔ نیز طلباء کے افادہ کے لیئے اصناف سخن پر نوٹ لکھ دیئے گئے ہیں۔

یہ عرض کر دینا بیجا نہ ہوگا کہ کچھ آرائش سخن کی خاطر اور کچھ جوابات میں رنگینی اور دلآویزی پیدا کرنے کی غرض سے انہیں متناسب اشعار کا تکیہ دیا گیا ہے۔

حصہ فارسی کے آخر میں پرچہ جات کے علاوہ دیگر اہم امتحانی اشعار کی ایک فہرست کا اضافہ کیا گیا ہے۔

جوہر فارسی کی ضخامت زیادہ نہیں۔ اس لیئے کہ یہ طلباء کے لیئے ایک معاون کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور جب امتحان سر پہ ہو ان کی نظر میں ایک ایک لمحہ بیش بہا ہوتا ہے۔ لہٰذا کتاب کی اس نوعیت کے لحاظ سے اس کا حجم زیادہ ہونا بھی نہ چاہیئے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی کام کی بات نظرانداز کر دی گئی ہے۔ ہر چہ بقامت کہتر بہ قیمت بہتر۔ امید واثق ہے کہ امتحانی پرچہ جات کا بیشتر حصہ اسی کتاب میں سے ہوگا۔

نیاز کیش

گوہر

(ماہ کئو لیہ فارسی ایم اے۔ انٹیویرنیٹل ہائی اسکول)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شعرا کی زندگی اور کلام پر تبصرہ

فردوسی

ابو القاسم حسن (منصور) ابن علی (فرخ) فردوسی شاداب (طوس) کے مقام پر سنہ ۹۳۵-۳۶ء
کے لگ بھگ پیدا ہوا۔ وہ ایک امیر دہقان تھا۔ بچپن سے ہی اسے پرانی کہانیوں کے سننے
کا شوق تھا۔ ابو منصور المعمری کی تالیف کی ہوئی کتاب جس میں قدیم بادشاہوں کے قصے درج
تھے فردوسی کی دلچسپیوں میں اور بھی اضافے کا سامان بنی۔ یہاں تک کہ بعض امراء کے کہنے
سے اس نے "شاہنامہ" لکھنے کا اتنا بڑا کام ہاتھ میں لے لیا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ اس
کا مقصد اپنی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی کے بیاہ کے لئے مال و زر حاصل کرنا تھا۔ بہر حال شاہنامہ
کی پہلی ایڈیشن پچیس برس کی محنت کے بعد سنہ ۹۹۹ء کے قریب مکمل ہوئی۔ دوسری ایڈیشن
جسے فردوسی نے محمود غزنوی کی خدمت میں پیش کیا سنہ ۱۰۱۰ء کے لگ بھگ تیار ہوئی کئی محققین
اس خیال کیساتھ اتفاق نہیں رکھتے کہ محمود نے فردوسی کو شاہنامہ کی تکمیل کے لئے کہا۔ اور
ہر ایک شعر کے لئے سونے کی ایک اشرفی دینے کا وعدہ کیا۔ خیر جیسے بھی ہو بادشاہ نے یہ صلہ
ادا نہ کیا۔ صحیح وجہ ابھی تک اچھی طرح سے معلوم نہیں ہو سکی۔ ساٹھ ہزار سونے کی اشرفیوں کی بجائے
چاندی کی مہریں ملتی دیکھ کر فردوسی بہت مایوس ہو گیا۔ اور محمود سے رنجیدہ ہو کر طوس کو چلا گیا۔ محمود
کی پشیمانی کے متعلق کئی قصے مشہور ہیں۔ سب سے زیادہ عام یہ ہے کہ اس نے ساٹھ ہزار سونے
کی اشرفیاں یا ان کے برابر نیل اونٹوں پر لدوا کر طوس بھیجا۔ لیکن جب اونٹ ایک دروازے سے
داخل ہو رہے تھے تو دوسرے دروازے سے بوڑھے اور غمزدہ شاعر کا جنازہ نکل رہا تھا۔ اس میں
شک نہیں کہ یہ اونٹوں اور جنازے کی کہانی قصے کو شاعرانہ طور پر دردناک بنانے کے لئے
گھڑی گئی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہا جاتا ہے کہ فردوسی نے محمود غزنوی کی بدسلوکی کے سبب ایک ہجو بھی لکھی۔ لیکن اس امر کے متعلق بھی کئی مختلف خیال ہیں۔ کئی تنقید نگاروں نے اس ہجو کو بعد کے کسی شاعر کی اختراع بتایا ہے کئی محققوں نے یہ کہا ہے کہ یہ ہجو خود شاہنامہ میں سے کچھ اشعار نکال کر تیار کی گئی۔

شاہنامہ کے علاوہ فردوسی نے یوسف زلیخا کے قصے کو بھی نظم کیا۔ اس میں کوئی نو ہزار شعر ہیں۔ اور یہ فارسی نظم میں سب سے پہلی طویل اور باقاعدہ عشقیہ داستان ہے۔ یوسف زلیخا میں جا بجا فردوسی کی مایوسی کی جھلک ہے۔ وہ زندگی اور شگفتگی جو شاہنامے کے کچھ بزمیہ شعروں میں نظر آتی ہے اس نظم میں غائب ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ یہ نظم بعد میں نظامی گنجوی ایسے بےمثال مثنوی گو کے لئے نمونہ بنی۔

کچھ غزلیہ اشعار بھی فردوسی کے نام سے منسوب ہیں۔ لیکن تذکرہ نویسوں نے انہیں کوئی خاص اہمیت نہیں دی۔ البتہ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان شعروں سے کئی ایسی باتیں اخذ ہوتی ہیں جو شاعر کی زندگی سے متعلق ہیں۔

فردوسی نے کوئی نوے برس کی عمر پا کر ۲۱-۲۲-۱۰ء اور ۱۰۲۵-۲۶ء کے درمیان انتقال کیا۔

شاہنامہ کی زبان کی خصوصیات

۱۔ ضمیروں کی انوکھی ترکیب۔ ع زشادی زخاں شاں چو گل بر دمید

درخاں شاں۔ رخ ایشاں)

۲۔ غیر جاندار چیزوں کی جمع الف نون سے۔ ع اگر عمر باشد مرا سالیاں

سالیاں۔ سالہا

۳۔ اسم اور فعل کے آخر میں الف زائد۔ ع سیامک برآمد برہنہ تنا

تنا۔ تن

ع بہ ہر روز گیتی بہ، بپمایدا

بپمایدا۔ بپماید

۴۔ فارسی الفاظ پدشتیبان، خوشی، زنبد، خم، مژہ، وغیرہم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۵۔ بعض زاید حرف :۔ چوناں بجائے چناں۔ اشیواء بجائے اشیاء۔

۶۔ اندروں بجائے در :۔ ع به جنگ اندروں گرزه گاؤ رنگ

۷۔ تبدیلی حرکت و سکون :۔ ع بگویم زمادرش و هم از پدرش

ماذرش۔ مادرش۔ پذرش۔ پدرش

ع به شادی همه جاں برافشاندند

(افشاندند۔ افشاندند)

۸۔ ـنے کے پہلے الف زاید :۔ ع انے او نباشیم در جنگ شاد

۹۔ دیا بمعنی یا۔

۱۰۔ کجا بمعنی کہ :۔ ع درفشش کجا پیل پیکر بود

۱۱۔ ازبر بمعنی بر۔ ۱۲۔ ایچ بمعنی ہیچ۔

۱۳۔ تائے خطاب کا استعمال :۔ ع هزارانت کودک و هم نوش لب

۱۴۔ ورا بمعنی اورا۔ ۱۵۔ ازوی بجائے ازو

۱۶۔ ازیرا بجائے ازیں رو۔ ۱۷۔ آزموں بجائے آزمائش

۱۸۔ میم متکلم کا گرا دینا۔ ع اگر من نه رفتے به مازندراں (رفتے۔ رفتمے)

ان تصرفات کے علاوہ سینکڑوں الفاظ ہیں جو بالکل متروک ہو گئے ہیں۔ یا ان کی صورتیں بدل گئیں۔ یا ان کی بجائے اور اور الفاظ استعمال ہو رہے ہیں۔

فردوسی کے کلام میں جو خاص بات کئی جگہ دیکھنے میں آتی ہے وہ یہ ہے۔ جب وہ کوئی فلسفیانہ نصیحت کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ ایک بہت بڑے ریفارمر سے کم نظر نہیں آتا۔ ع

تو تا خاک باشی همه دوست کار ۔ ایک اور جگہ کیا خوب کہتا ہے ؎

شنیدم ز دانا که دانش بسے است ولیکن پراگنده با هر کسے است

بنا هم بلند ار به غلطی به خون به از زندگانی به ننگ اندروں

عقلمند کی باتوں کو غور کیساتھ سننے اور ان پر عمل کرنے کی اس سے بہتر ترغیب کیا ہو سکتی تھی۔

اگر دانشے مردِ راند سخن ! تو بشنو که دانش نگردد کہن

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شاہنامے پر بہت سی زبانوں میں تنقیدیں لکھی گئی ہیں۔ اور ترجمے کئے گئے ہیں۔

خواجہ حافظ شیرازی

ترجمان البلاغت۔ لسان الغیب خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی غالباً چودھویں صدی عیسوی کے اوائل میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۳۸۸ء میں وفات پائی۔ آپ کی رنگ و بو سے معمور زندگی کے بیشتر ایام مظفری شہزادوں کے زیر سایہ بسر ہوئے۔ ابتدائی عمر کی یتیمی و مالی مشکلات کے باوجود حافظ نے اچھی خاصی تعلیم پائی۔ اور قرآن شریف کو بھی حفظ کیا۔ یہی مناسبت آپ کے تخلص کا موجب ہوئی۔

حافظ بیش در بیش صوفیوں کے زمرے میں بھی شریک رہے۔ لیکن آزاد مشربی اور مے گساری کی بنا پر خارج کئے گئے۔ یہی وہ چیز تھی جس نے بعد میں حافظ کو صوفیوں کی ریاکاریوں کا بھانڈا پھوڑنے پر مجبور کیا۔ فلسفہ حیات میں خواجہ کو بہت دسترس حاصل تھی۔ ظاہری اور باطنی کیفیات انسانی کے بیان کرنے میں آپ ایک خاص سرور محسوس فرماتے تھے۔

حافظ کو فارسی غزل نگاروں کا سرتاج مانا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میرزا قزوینی کے خیال کے مطابق اگر سعدی کے کلام کو شاعری کا جسم تصور کیا جائے۔ تو اس جسم کا دل حافظ کا کلام ہوگا۔

سر آغا خاں فرماتے ہیں کہ حافظ ان رنگین مقال اہلِ قلم کا امام ہے۔ جو آج تک انسانی روح کے گیت الاپتے آئے ہیں۔ دریائے گنگا سے لے کر دریائے نیل تک جملہ اقوام کے لئے حافظ کا دیوان ایک فالنامے کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ ہندوستان کے مشہور پلیڈر و سر تیج بہادر سپرو فرمایا کرتے ہیں کہ جب تمام طرفوں سے ان پر مصیبتیں ٹوٹتی نظر آئیں تو وہ دنیا و ما فیہا کو بھولنے کی خاطر دیوان حافظ لے کر بیٹھ جاتے ہیں۔

حافظ کے کلام کی نمایاں خصوصیات سپردِ قلم ہیں:۔

۱۔ جوش بیان: خواجہ صرف [illegible] ہیں پھر نہیں [illegible] اس جوش بیان

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور زورِ کلام کے ساتھ ادا کرتے کہ ایک عالم چھا جاتا ہے ؎

ندائے عشقِ تو دوشم در اندروں دادند — فضائے سینۂ حافظ ہنوز پر ز صدا است

اے خوشا حالتِ آں مست کہ در پائے حریف — سر و دستار نداند کہ کدام اندازد

۲۔ فلسفۂ محبت اور بیخودی :۔ وصالِ الہی کے لئے وصالِ دوست لازمی ہے ؎

نہ ہر زخشت سرشتِ من خاکِ درت بہشتِ من

عشقِ تو سرنوشتِ من، راحتِ من رضائے تو

فراق و وصل چہ باشد؟ رضائے دوست طلب

کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے

۳۔ جدت و خوبی ادا ؎

پیرِ دردی کشِ ما گرچہ ندارد زر و زور — خوش عطا بخش و خطا پوش خدائے دارد

۴۔ شگفتگی و رنگینی :۔ خواجہ حافظ وارداتِ عشق کو جس آزادی۔ بلند آہنگی۔ رنگینیٔ لطفِ طبع اور خوش ظرفی کے ساتھ بیان کرتے ہیں وہ کچھ انہیں کا حصہ ہیں ؎

مے ترسم از خرابیٔ ایماں کہ مے برد — محرابِ ابروئے تو حضورِ نمازِ من

فارسی میں ہر چند کہ اپیکیورس اور عمر خیام کے فلسفۂ تعیش کو سب سے پہلے رودکی نے ہی روشناس کیا تھا۔ لیکن اس میدان کا شہسوار حافظ ہے۔

۵۔ فلسفۂ اخلاق :۔ اعلیٰ ترین اخلاقی تعلیم ہے ؎

مباش در پئے آزار و ہر چہ خواہی کن — کہ در طریقتِ ما غیر ازیں گناہے نیست

عیبِ درویش و تونگر بہ کم و بیش بد است — کار بد مصلحت آنست کہ مطلق نکنیم

۶۔ علما نام نہاد صوفیوں اور واعظوں کی پردہ دری ؎

بادہ با محتسبِ شہر نہ نوشی زنہار — کہ خورد بادۂ تو سنگ بہ جام اندازد

۷۔ روزمرہ و محاورہ :۔ فصیح سلیس اور رواں محاوروں کا اکثر استعمال کیا ہے ؎

صلاحِ کار کجا و منِ خراب کجا! — ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

من و انکارِ شراب ایں چہ حکایت باشد — غالباً ایں قدرم عقل کفایت باشد

۸۔ تسلسل مضامین:۔ ایشائی شعرا میں سب سے پہلے خواجہ حافظ نے ہی مسلسل غزلوں کو رواج دیا۔

۹۔ مغربی نقاد بھی اس حقیقت پر متفق ہیں کہ حافظ کا کلام دنیا کے اکثر بڑے شعرا کی شاعری پر اس لحاظ سے فوقیت رکھتا ہے کہ ادنےٰ سے ادنےٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ غرضیکہ ہر طبقہ اس سے یکساں طور پر محظوظ ہو سکتا ہے۔

۱۰۔ بدیع الاسلوبی:۔ تصویر نگاری۔ خوش نوائی۔ موسیقی۔ چستی بندش۔ حسن بیان۔ شگفتگی الفاظ۔ لطافت خیال۔ نزاکت۔ لطافت۔ لوچ۔ شیرینی۔ سلاست کے علاوہ حافظ کی سب سے بڑی خصوصیت اس کی شوخی اور ظرافت ہے۔ ہم صرف ایک شعر پر اکتفا کریں گے ؂

واعظ شہر کہ مردم ملکش مے خوانند قول ما نیز ہمیں است کہ او آدم نیست

شیخ سعدی شیرازی

شیخ مشرف الدین بن مصلح الدین عبداللہ سعدی شیرازی کی ولادت کے متعلق عام خیال ہے کہ ۱۱۸۴ء کے قریب ہوئی۔ سرگور اوسلی نے ۵۸۹ھ یا ۱۱۹۳ء لکھا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اتابک مظفر الدین تکلا بن زنگی کے عہد میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ نظامیہ بغداد میں علامہ ابن جوزی سے تعلیم پائی۔ آپ کی کلی رغبت فقر۔ درویشی۔ دینیات۔ علم سلوک اور علم ادب سے تھی۔ شیخ نے یہ تخلص اپنے سرپرست سعد بن زنگی اتابک فارس کے نام کی نسبت سے کیا تھا۔

۱۲۲۶ء تک شیخ تعلیم میں مصروف رہے۔ ۱۲۵۶ء تک سفر میں۔ سرگور اوسلی لکھتے ہیں کہ مشرقی سیاحوں میں ابن بطوطہ کو چھوڑ کر سعدی سے بڑھ کر کوئی سیاح نہیں دیکھا۔ اسلامی ممالک کی وسیع سیاحت کے علاوہ چار بار ہند میں آنا ہوا۔ دس بارہ دفعہ پاپیادہ حج کئے۔ شیخ کی زندگی کا تیسرا اور اہم ترین دور جو ۱۲۵۶ء سے شروع ہو کر ۱۲۹۱ء یا بقول دیگراں ۱۲۹۱ء میں ہی بہرحال ان کی وفات کے سال میں ختم ہوا سب سے زیادہ قابل التفات ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کیونکہ اسی دوران میں آپ کے شاہکار معرضِ وجود میں آئے۔ شہرہ آفاق مثنوی بوستان ۱۲۵۷ء میں اور ملی جلی نثر و نظم کا بے نظیر مرقع گلستان ۱۲۵۸ء ہیں۔ شیخ کی نثر میں مسجع اور مرصع فقرے سادہ فقروں میں ایسی آمیزش رکھتے ہیں جیسے پشمینے کی شال میں ریشم کے تار۔ فطرت کے بیان میں سعدی کا کلام فی الواقع لاثانی ہے۔ وہ کوئی نئی بات نہیں بتاتا۔ بلکہ بھولی ہوئی باتیں یاد دلاتا ہے۔ اس نے پند و موعظت کے جو دریا بہائے ہیں ان میں براہ راست حاصل کئے ہوئے تجربات کی موجیں کچھ اس انداز سے جھلکتی ہیں کہ اہلِ نظر کے دل و دماغ مسحور ہو جاتے ہیں۔ سعدی کی لطافت۔ نظافت اور بذلہ سنجی روما کے مشہور شاعر ہوریس سے ملتی ہے۔ شیکسپیئر اور سعدی میں جو مشترکہ چیز نظر آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ دونوں عقل و عادت کی سرحد سے آگے نہیں بڑھتے۔ بالکل فطری تصاویر پیش کرتے ہیں۔ بیان سادہ اور ڈھلا ہوا کلام کی بنیاد بلند نظری اور فصیحت پر رکھتے ہیں۔ مولینا حالیؔ گلستان کی یہ یہ خوبیاں بیان کرتے ہیں:-

"داستان کی سادگی۔ الفاظ کی نرمی اور گھلاوٹ۔ ترکیبوں کا سلجھاؤ۔ بیان کی صفائی۔ عبارت کی دل نشینی۔ خیالات کی ہمواری۔ مبالغہ میں اعتدال۔ ماخذ کی سہولت۔ حسنِ ترتیب۔ تمثیلات کی لطافت اور برجستگی۔ استعارات کی نزاکت اور کنایات کی شوخی۔

شیخ کی غزلیات کے چار دیوان ہیں۔ (۱) غزلیات قدیم۔ (۲) خواتیم۔ (۳) بدائع (۴) طیبات چاروں میں باعتبار صفائی۔ روانی۔ بے محابا نگاری اور سلاست کے بہت کم فرق معلوم ہوتا ہے۔ آپ کے دیوان کو اکثر تذکرہ نویسوں نے نمکدان شعر لکھا ہے۔ شیخ کو غزل کا موجد گردانا جاتا ہے۔ ہر چند کہ سب سے پہلے کمال اصفہانی نے ہی اس کا خاکہ قائم کیا۔ وجہ یہ ہے کہ شیخ نے غزل کو بہت ترقی دی۔ کمال درجے کی صفائی اور سادگی کے پہلو بہ پہلو ایک گونہ نزاکت اور چوچلاپن بھی آپ میں پایا جاتا ہے۔ سنگریزوں کو ترتیب دیگر موتیوں کی لڑی سے زیادہ خوشنما اور گرانبہا بنا دیتے ہیں ؎

دل و جانم بتو مشغول و نظر در چپ و راست || تا نداند حریفاں کہ تو منظور منی!
گر کند میل بہ خوباں دلِ من خردہ مگیر || کایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند
ہر کس از دستِ غیر نالہ کند || سعدی از دستِ خویشتن فریاد

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شیخ کا کلام ہمیشہ کے لئے انسان کے واسطے سرمایہ صد افتخار رہے گا ۔

بد اندر حقِ مردمِ نیک و بد — مگو اے جوانمرد صاحب خرد
کہ بد مرد را خصمِ خود مے کنی — وگر نیک مرد است بد مے کنی

یہ تقسیم جس قدر فلسفیانہ ہے ۔ اور اس استدلال میں جس قدر فلسفہ ہے ۔ اسی قدر واقعی اور عملی ہے ۔ علامہ شبلی نے شیخ کی اس تلخ پردہ دری کو بہت ۔ سراہا ہے ۔ جو آپ نے نام نہاد صوفیوں کو سامنے رکھ کر کی ہے ۔ سعدیؔ کی ہمہ گیر شہرت و پسندیدگی کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اس کے یہاں ہر ذوق کے موافق اور ہر مزاج کے مطابق کافی مسالہ موجود ہے ۔

گلستان ۔ بوستان اور غزلیات کے علاوہ شیخ کی کلیات میں قصاید عربی، قصاید فارسی ۔ مراثی ۔ ملمعات ۔ ترجیع بند ۔ رباعیات ۔ قطعات ۔ ہزلیات ۔ خبیثات ۔ مضحکات اور پندنامہ وغیرہ بھی شامل ہیں ۔

مندرجہ ذیل چار امور شاعری کی جان ہوا کرتے ہیں ۔ اور یہ چاروں عناصر شیخ کی شاعری میں بدرجۂ اتم جلوہ فروز ہیں :۔

۱ ۔ خیالات حقیقت واقعہ پر مبنی ہوں ۔ ۲ ۔ ایسے خیالات ہوں کہ ان میں ایک قسم کا نرالا پن پایا جائے ۔ ۳ ۔ خیالات عمدہ لباس میں ظاہر ہوں ۔ ۴ ۔ شاعر کے دل میں جبکہ وہ مضمون لکھ رہا ہو ۔ کم و بیش اس مضمون کا جوش اور ولولہ موجود ہونا چاہئے ۔

ڈی ٹیسی کا عقیدہ ہے کہ سعدی پہلا شخص ہے جس نے ہندوستانی میں شعر کہا ۔ مگر ہندی شعرائے کے سوانح نگاروں کا مطالعہ کرنے سے یہ بات روشن ہو جائے گی کہ وہ سعدی دکن کی سرزمین سے اٹھا تھا ۔

" انوریؔ "

اوحدالدین انوریؔ صوبہ خراسان میں بمقام مہنہ یا خاوران پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ منصوریہ طوس میں حاصل کی ۔ جہاں اس نے اپنے دن نہایت تنگدستی کی حالت میں بسر کئے ۔

CC-0 Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

انوریؔ نے اپنا سب سے پہلا مشہور قصیدہ انہیں دنوں کے کچھ عرصہ بعد لکھا جس کا مطلع ہے ؎

گر دل ودست بحر وکاں باشد　　　دلِ ودست خدایگاں باشد

اس پر سلجوق بادشاہ سنجر اسے اپنے ساتھ مرو لے گیا۔ اگرچہ انوریؔ سنجر کے بعد تیس چالیس سال تک زندہ رہا۔ لیکن اس کی شہرت کا زمانہ سنجر کا عہدِ حکومت ہی ہے۔ اور اس کے بیشتر قصیدے اسی سلطان کی تعریف میں لکھے گئے۔ انوریؔ کے قصیدوں میں خاقانی کی شوکتِ الفاظ، بلندیٔ تخیل اور مطالب کی گہرائی نہیں۔ لیکن دنیا نے اسے قصیدہ گوئی کا پیغمبر تسلیم کیا ہے ؎

در شعر سہ تن پیمبرانند　　　ہر چند کہ لانبی بعدی

ابیات وقصیدہ وغزل را　　　فردوسی وانوری وسعدی

مولانا شبلی فرماتے ہیں ”انوری کی پیغمبری کے ثبوت میں کوئی معجزہ موجود نہیں۔ البتہ اپنے معاصرین سے بعض باتوں میں ممتاز ہے۔ انوریؔ کا اصلی مایہ فخر ہجو ہے۔ اور کچھ شبہ نہیں کہ اگر ہجو کی کوئی شریعت ہوتی تو انوری اس کا پیغمبر ہوتا“۔

انوریؔ کو علوم عربیہ، موسیقی، اقلیدس اور منطق کے علاوہ علم نجوم میں کافی دستگاہ حاصل تھی۔ کہتے ہیں کہ اس نے ۵۸۱ھ میں بہت بڑے زلزلوں اور طوفانوں کی پیشگوئی کی تھی۔ جو بد قسمتی سے غلط ثابت ہوئی۔ اور انوریؔ کی ذلت اور ملامت کا موجب بنی۔ یہاں تک کہ اسے جان بچانے کے لئے نیشاپور اور بعد میں بلخ کی طرف بھاگنا پڑا۔

مرزا محمد قزوینی کی رائے میں انوریؔ کی شہرت کا دار ومدار زیادہ تر ان قصیدوں پر ہے۔ جو کسی کی مدح میں نہیں لکھے گئے۔ اس نے غزلیں رباعیاں اور قطعات وغیرہ بھی لکھے۔ لیکن ان کا پایہ اس کے قصیدوں تک نہیں پہنچتا۔ اگرچہ بعض اوقات وہ بہت لطیف خیال اچھوتی ادا سے بیان کر جاتا ہے ؎

بوسہ میخواہم ازاں لب توچہ مے فرمائی　　　گر صواب است بگو ورنہ خطائے بکنم

اگرچہ انوریؔ کو مجبوراً شاعری اختیار کرنا پڑی۔ لیکن وہ اس فن کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھتا۔ اور ابو علی سینا کی طرح آزاد زندگی بسر کرنا چاہتا تھا۔ وہ سچے دل سے بادشاہوں یا امراء کی تعریف نہ کرتا ؎

غزل ومدح وہجا بہر ازاں مے گفتم　　　کہ مرا شہوت وحرص وغضبے بود بہم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

واقعات اور معاملات کو نادر تراکیب اور بندشوں میں ادا کر کے انوری نے زبان کو زیادہ وسیع کر دیا۔ اور اس کے طفیل قصائد کا دائرہ فراخ ہو گیا۔ کئی محققوں نے اس کے اسلوب بیان کی یکسانیت کو ناپسند کیا ہے۔ انوری کے آخری ایام مشکلوں اور ناکامیوں میں گذرے۔ سوزنی یا فتوحی نے بلخ کی ہجو میں ایک نظم خرنامہ کے عنوان سے لکھی اور انوری کے نام سے مشہور کر دی۔ اس پر بلخ کے لوگوں نے انوری کی بہت بری گت بنائی۔ لیکن بعض معتبر اصحاب کی امداد سے اس کی جان بچ گئی۔ ان اصحاب کا ذکر اس نے اپنے مشہور قصیدے میں کیا ہے جو اس طرح سے شروع ہوتا ہے۔

اے مسلماناں! فغاں از جور چرخ دو ری چنبری

"اشک ہائے خراساں" انوری کا سب سے زیادہ مشہور قصیدہ ہے۔ یہ ۵۵۱ھ کے لگ بھگ لکھا گیا۔ جب کہ سلطان سنجر ترکوں کے ہاتھ میں قید تھا۔ اس قصیدے میں انوری نے ترکوں کے مظالم اور خراسان کی تباہی کی ہو بہو تصویر کھینچ کر رکھ دی ہے۔ جذبات بالکل قدرتی ہیں۔ زبان۔ رواں اور صاف۔ طرزِ ادا پر جوش اور دلکش خیال کیا جاتا ہے کہ یہ قصیدہ سمرقند کے شہزادے محمد بن سلیمان کو مخاطب کر کے لکھا گیا ہے۔

"اشک ہائے خراسان" میں زبان، خیالات اور اسلوب بیان کی گوناگوں خوبیوں کے علاوہ جو سب سے بڑی قابل توجہ چیز ہے وہ ہے اس کی تاریخی دلچسپی۔ انوری نے نہایت سنجیدہ اور دردناک طریقے سے ایسے تاریخی واقعات کو بیان کیا ہے۔ جو ہمارے سامنے زندہ تصویر کی مانند پھر جاتے ہیں۔

دولت شاہ سمرقندی۔ شیر خاں لودھی۔ لطف علی بیگ۔ امین احمد رازی اور دوسرے تذکرہ نویسوں نے "اشک ہائے خراسان" کو فارسی ادبیات کے بہترین شاہکاروں میں شمار کیا ہے۔ مغربی نقادوں نے بھی اس کی بہت تعریف کی ہے۔ یہ قصیدہ کل ۴۷ اشعار پر مشتمل ہے۔ خیالات۔ طرزِ بیان اور بحر میں ایک عجیب مطابقت ہے۔ انوری نے ۵۸۷ھ کے قریب وفات پائی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عرفی شیرازی

محمد جلال الدین عرفی سنہ ۹۶۳ھ میں بمقام شیراز پیدا ہوا۔ معمولی علوم کیساتھ ساتھ مصوری اور نقاشی بھی سیکھی۔ اگرچہ ایران میں شاہ طہماسپ اور شاہ عباس کے دربار علم و ہنر رکھنے والوں کے لئے کافی صلے ادا کرتے تھے۔ لیکن عرفی نے ہندوستان میں آنے کو ترجیح دی۔ یہاں آکر وہ فیضی کو فتح پور سیکری میں ملا۔ اور اسی کے وسیلے سے اکبر بادشاہ کے حضور میں پہنچا۔ حکیم ابوالفتح گیلانی کی ملاقات نے عرفی کے شاعرانہ جوہر کو بہت چمکایا۔ اس کی وفات کے بعد عبدالرحیم خانخاناں کے درباریوں میں شامل ہوگیا۔ سنہ ۱۵۸۸ء میں عرفی اکبر کے ساتھ کشمیر گیا۔ عرفی سنہ ۹۹۹ھ بمطابق سنہ ۱۵۹۱ء بمقام لاہور انتقال کرگیا۔ یہاں سے اسکی ہڈیاں نجف میں لے جاکر دفن کردی گئیں۔

عبدالقادر بدایونی لکھتا ہے کہ اس وقت کے ہندوستان کے فارسی شعراء میں سب سے زیادہ ممتاز حیثیت عرفی اور ثنائی کی تھی۔ گب نے لکھا ہے کہ جامی کے بعد ترکی شاعری پر سب سے زیادہ اثر عرفی اور فیضی نے ڈالا ہے۔ مولانا شبلی نے عرفی کی شاعری پر سیر حاصل بحث کی ہے جس کا خلاصہ ہم یہاں درج کرتے ہیں:-

زورِ کلام جس کی ابتدا نظامی نے کی تھی۔ عرفی نے اسکو کمال کے درجے تک پہنچا دیا۔ عرفی نے سینکڑوں نئی نئی ترکیبیں اور استعارے پیدا کئے جن سے جدت اور طرفگی کے علاوہ نفسِ مضمون پر خاص اثر پڑتا ہے۔ اس کی پیدا کی ہوئی سرگرمیوں سے مضمون میں جو زور۔ وسعت اور رنگینی آگئی محتاج اظہار نہیں۔ اس قسم کی ترکیبیں متوسطین اور متاخرین کی خاص ایجاد ہیں۔ عرفی اگران کی ایجاد کا حدائے یکتا نہیں ہے تاہم خدائے ضرور ہے۔ عرفی کے کلام کی خصوصیات میں سے ایک بڑی خصوصیت استعارات و تشبیہات کی جدت طرفگی اور تنوع ہے۔

عرفی کا زورِ طبع اور فصاحت و بلاغت کا زور شور وہاں نظر آتا ہے جہاں وہ قصائد میں کوئی مسلسل مضمون ادا کرتا ہے۔ اور یہ اس کا خاص انداز ہے۔

عرفی چونکہ بالطبع نہایت غیور اور خوددار تھا۔ اس لئے مجبوری اور ضرورت کی وجہ سے اکبر شاہزادہ سلیم حکیم ابوالفتح اور خانخاناں کیسے سلاطین و امراء کی مدح کرتا تھا لیکن ساتھ ہی اپنے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فضائل اور اوصاف بھی جی کھول کر بیان کرتا تھا۔ اور مزے لے لے کر کہتا تھا۔ اہل ادب نے انواع شاعری میں فخریہ کو ایک خاص صنف قرار دیا ہے۔ فارسی میں اس خاص صنف میں عرفی کا کوئی ہمسر نہیں۔ اس کے اچھے اچھے دوست بھی اس کے غرور کو ناپسند کرتے تھے۔ حاضر جوابی اور ظرافت میں بھی وہ بے مثل تھا۔ لیکن خوبی یہ ہے کہ اس نے کبھی کسی کی ہجو نہ لکھی۔

رضا قلی خان نے عرفی کے اسلوبِ بیان کو پسند نہیں کیا۔ لیکن اس کے باوجود دوست اور دشمن دونوں نے اسکی مضمون آفرینی اور نازک خیالی کا اقرار کیا ہے۔ اس میں مطلق شبہ نہیں ہو سکتا کہ اسکی قوتِ تخیل نہایت زبردست تھی۔ لیکن بدقسمتی سے اس زمانہ کا مذاق ہی یہی تھا۔ کہ یہ قوت صرف مبالغہ۔ جدت تشبیہ اور حسن تعلیل پر صرف کی جاتی۔ عرفی کو اگر اس سے بجا طور پر کام لینے کا موقعہ مل جاتا تو شاعری کی سرحد کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہوتی ؎

فارغ ز خیرگی نگر در روئے آفتاب　　　　این دیدہ آزمودہ نظارہ کسے است

مجازی عشق میں جو واردات اور معاملات پیش آتے ہیں ان کے بیان کرنے میں بھی عرفی اپنے تمام ہمعصروں سے ممتاز ہے۔ کیونکہ وہ سطحی اور سرسری وارداتیں نہیں ادا کرتا۔ بلکہ اسکی نظر دقیق اور عمیق معاملات پر پڑتی ہے۔ اور انہی کو وہ شاعرانہ انداز میں بیان کرتا ہے ؎

حسن را از شیوہ ہا گاہے بود میلے بناز　　　　ورنہ موسیٰ بے طلب صدرہ تماشا کردہ بود

عرفی بہ حالِ نزع رسیدی و بہ شدی　　　　شرمت نیامداز دلِ امیدوار دوست

عرفی نے غزل میں جس قدر فلسفیانہ خیالات ادا کئے ہیں۔ کسی شاعر نے نہ کئے ہوں گے ؎

ساکن کعبہ کجا دولتِ دیدار کجا؟　　　　این قدر ہست کہ در سایۂ دیوارے ہست

عرفی نے اخلاق کے اکثر مسائل بیان کئے ہیں۔ لیکن وہ صرف ان اخلاقی مسائل کو لیتا ہے جو عزتِ نفس اور علو حوصلہ سے علاقہ رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ اگر یہ اوصاف غرور و نخوت کی حد تک بھی پہنچ جائیں تو اس کے نزدیک ان اوصاف سے بہتر ہیں جن کی سرحد پست ہمتی سے مل جاتی ہے مثلاً تواضع۔ عجز۔ توکل اور قناعت وغیرہ ؎

کفرانِ نعمت گلہ مندانِ بے ادب　　　　در کیشِ من ز شکر گدایانہ بہتر است

گر فتم آنکہ ہست دم بخشش بے طاعت　　　　قبول کردن و رفتن نہ شرط انصاف است

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عرفی کی تصنیفات یہ ہیں:۔ ۱۔ نفسیہ (رسالہ نثر در تصوف) ۲۔ مثنوی بجواب مخزن الاسرار نظامی۔ ۳۔ مثنوی بجواب خسرو شیریں نظامی۔ ۴۔ کلیات۔ قصاید و غزلیات جو ۱۵۸۸ء میں جمع کی گئیں۔ مثنوی میں عرفی کو وہ رتبہ حاصل نہیں جو اسے غزل اور قصیدہ میں میسر ہے ؎

مثنویش رنگ فصاحت نداشت کان نمک بود ملاحت نداشت

محتشم کاشی

محتشم کاشان کا رہنے والا تھا۔ وہ مشہور صفوی بادشاہ شاہ طہماسپ کے درباری شاعروں میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔ رضا قلی خان نے ایک مشہور تذکرے میں لکھا ہے کہ محتشم کی شاعری کا آغاز عشقیہ غزلوں سے ہوا۔ لیکن صفوی بادشاہ اور خاص کر شاہ طہماسپ تو اپنی مدح میں قصیدے سننا چاہتے اور نہ ہی انہیں غزلیات سے کوئی رغبت تھی۔

بڑے بڑے درباریوں اور عام رعایا کا مذہب شیعہ تھا۔ اس لئے ہر خاص و عام کی توجہ عشق و محبت کی داستانوں سے ہٹ کر مذہب کی طرف لگ چکی تھی۔ چنانچہ محتشم نے بھی اپنے آپ کو وقت اور ماحول کی ضروریات کے مطابق ڈھال لیا۔

اس نے سب سے پہلا اور مشہور مرثیہ ہفت بند کے نام پر لکھا۔ اس میں سات سات اشعار کے بارہ بند ہیں۔ اہل بیت پر جو آفتیں ٹوٹیں انکا نقشہ نہایت کامیابی سے پیش کیا گیا ہے۔ کلام میں درد ہے۔ سوز و گداز، بیان میں سلاست اور روانی پائی جاتی ہے شاہ طہماسپ نے محتشم کو اس مرثیے کے لئے اچھا خاصہ صلہ دیا۔ پھر کیا تھا کئی شاعروں نے کربلا کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے مرثیوں پر مرثیے لکھنے شروع کر دیئے۔ لیکن جو بات محتشم کے کلام میں پائی جاتی ہے دوسروں کو نصیب نہ ہو سکی۔

محتشم کی پیروی میں جو مرثیے لکھے گئے ان سے یہ فائدہ ضرور ہو گیا کہ فارسی شاعری میں ایک طرح سے ایک عظیم انقلاب کا آغاز ہو گیا۔ وہ شاعر جو مدت سے وہی حسن و عشق کے فرسودہ گیت گاتے چلے آرہے تھے اس پرانی روش سے الگ ہٹ کر فارسی شاعری میں ایک نئے اور اہم باب کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اضافہ کرنے کا ساماں بنے۔ یہاں تک کہ مرثیہ گوئی ایک عام مقبول اور مستقل صنفِ شاعری بن گئی۔

محتشم کی شاعری کی نمایاں خصوصیات یہ ہیں کہ اس کی زبان میں ایک غیر معمولی صفائی، روانی اور سلاست ہے۔ خیالات میں بناوٹ نام کو بھی نہیں۔ جذبات میں حقیقی درد۔ جوش اور ایک خاص ولولہ ہے جس کے سبب ہم محتشم کو فارسی شاعری میں ایک خاص درجہ دینے پر مجبور ہیں۔ ناصر خسرو کی طرح وہ بھی جذبات کی بھیک دوسروں سے نہیں مانگتا۔ بلکہ اس کے اپنے ہی پہلو میں ایک درد شناس دل موجود ہے۔ اور اسی دل پر گذرنے والی حسرتناک کیفیتوں کو وہ ہو بہو بیان کر دیتا ہے۔ وہ صنائع اور بدائع کے پاس سے بھی ہو کر نہیں گذرتا۔ اس کی نظر جذبات اور خیالات پر رہتی ہے طرزِ ادا اور اسلوبِ بیان کی اسے چنداں پرواہ نہیں۔ لیکن جذبات چونکہ بالکل حقیقی ہیں۔ سادہ اور فطری۔ اس لئے بیان میں خود بخود ایک گونہ ظرافت اور رنگینی آجاتی ہے۔ وہ اپنے خیالات کو بلند آواز میں بیان کرتا جاتا ہے۔ اور سننے والوں پر ایک دیرپا اثر چھوڑتا ہوا نکل جاتا ہے۔ ہمارے احساسات کو بیدار کر دینا اس کی شاعری کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ ہے۔

محتشم کی غزلیات کا ایک دیوان بھی مرتب ہو چکا ہے۔ اس نے ۵۸۸ھ میں انتقال کیا۔

اصنافِ سخن

قصیدہ:- یہ لفظ مشتق ہے قصد (ارادہ) سے گویا قصیدہ وہ صنفِ شاعری ہے جسے کسی خاص مقصد کے پیش نظر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں عام طور پر مدح۔ ہجو۔ فطرت نگاری، مرثیہ یا پند و موعظہ کے اشعار لکھے جاتے ہیں۔ قصیدہ کے پہلے شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ اور پھر ہر شعر کا مصرعہ ثانی پہلے شعر کا ہم قافیہ ہوتا ہے۔ قصیدہ کے اشعار عام طور پر ۲۵ سے کم اور ۱۷۵ سے زیادہ نہیں ہوتے۔

قصیدہ کی بڑی بڑی قسمیں دو ہیں۔ شاعر اگر ابتدا سے ہی موضوعِ نظم کا بیان یا ممدوح کی تعریف شروع کر دے تو ایسے قصیدہ کو خطابیہ کہتے ہیں۔ ورنہ تمہیدیہ۔ قصیدہ تمہیدیہ کے بڑے بڑے حصے یہ ہوتے ہیں:-

ا۔ تمہید۔ نسیب یا تشبیب۔ اس حصے میں شاعر سامعین کی توجہ جذب کرنے اور نظم کو رنگین

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بنانے کیلئے حسن و عشق کی داستان چھیڑتا ہے۔ یا مناظرِ فطرت کی مرقع نگاری کا سہارا لیتا ہے۔

۲۔ گریز:۔ یہاں آکر شاعر اپنے اصل موضوع کی طرف مڑتا ہے۔ دراصل گریز میں شاعر کے اسلوب بیان۔ زورِ قلم اور جدتِ طبع کا امتحان ہوتا ہے۔ کیونکہ بے جوڑ اشعار کا قصیدہ کے باقی حصے سے لطیف اور شاعرانہ علاقہ پیدا کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔

۳۔ مدح:۔ اس حصے میں اصلی موضوع کا بیان یا ممدوح کی تعریف ہوتی ہے۔

۴۔ مدعا یا طلب:۔ اس حصے میں شاعر اپنا اصلی مقصد بیان کرتا ہے۔ یا نہایت شاعرانہ انداز میں کوئی عنایت یا معاوضہ چاہتا ہے۔

۵۔ دعا:۔ قصیدہ کے آخری حصے میں شاعر اپنے ممدوح کے لئے دعا کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی مقطع لکھ کر نظم کو ختم کر دیتا ہے۔

چونکہ فارسی قصاید میں زیادہ تر مدح کو نظم کیا جاتا رہا ہے۔ اسلئے قدرتی طور پر شاعروں نے حسن تخیل۔ رنگینیٔ جذبات اور روانیٔ طبع کو بالعموم صنائع و بدائع کی بھرمار پر صرف کیا ہے۔

رباعی:۔ رباعی میں چار مصرعے ہوتے ہیں۔ اور ہر مصرعے کو دوسرے مصرعوں سے کوئی نہ کوئی علاقہ ہوتا ہے۔ گویا مضمون کا تسلسل رباعی میں لازمی ہے۔ اہل عجم اس کو دوبیتی بھی کہتے ہیں اور چہار مصرعی بھی۔ مولینا جامی رسالہ عروض میں اور واعظ کاشفی حدائق الافکار میں رباعی کو ترانہ بھی کہتے ہیں کیونکہ رباعی کا وزن خوش آہنگ ہوتا ہے۔ جمہور کے نزدیک رباعی کے اوزان چوبیس ہیں اور صرف بحر ہزج میں آتی ہے۔ اوران اوزان کو اخرم اور اخرب دو شجروں میں بیان کیا ہے:۔

ہزج اخرم:۔ مفعولن، مفعول، مفاعیل، فعول۔ ہزج اخرب:۔ مفعول، مفاعیل، مفاعیل، فعول۔

گلستان سخن میں ہے کہ جو رباعی ان اوزان پر نہ ہوگی۔ اس کو اصطلاح میں رباعی نہیں کہہ سکتے۔ منشی سعد اللہ صاحب نے رسالہ رباعی میں رباعی کے لئے بیاسی ہزار نو سو چوراسی وزن نکالے ہیں۔ رباعی کے پہلے دوسرے اور چوتھے مصرعے کا ہم قافیہ ہونا ضروری ہے۔ رباعی کی خصوصیات کے ضمن میں جامع الصنائع کے مصنف کا قول ہے کہ اصل وضع رباعی کی اس پر ہے کہ رباعی کئے دوسرے بیت میں مقصود کسی لطیف نکتہ اور مثال کا بیان کرنا ہو۔ اور اسکے سوا کچھ اور بیان نہ کریں۔

غزل:۔ اصطلاح میں غزل وہ صنف شاعری کو نام ہے جو معاملات عشق و محبت کو بیان کرے۔ یہی وجہ ہے کہ شروع شروع میں قریباً سب کے سب غزل نگار صرف حسن و عشق کو ہی نظم کرتے رہے۔ لیکن رفتہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رفتہ رفتہ غزل میں ہر قسم کے خیالات پیش کئے جانے لگے۔ یہاں تک کہ فطری مناظر کے بیان سے لے کر فلسفۂ حیات اور اخلاق و تصوف کے دقیق مسائل تک بھی غزل کی جان بن گئے۔ غزل کی خصوصیات یہ ہیں:۔

۱۔ غزل میں عام طور پر کم از کم پانچ اشعار اور زیادہ سے زیادہ پندرہ اشعار ہوتے ہیں۔ بعضوں کا خیال ہے کہ اشعار کی تعداد طاق ہونی چاہیئے نا کہ جفت۔ (۲)۔ پہلے شعر کے ہر دو مصرعوں میں ردیف اور قافیہ کا التزام ہوتا ہے۔ گویا ہر غزل کا پہلا شعر بیت ہونا چاہیئے۔ اس بیت کو مطلع کہتے ہیں۔ (۳) مطلع کے بعد ہر شعر کا مصرعۂ ثانی مطلع کے ساتھ ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتا ہے۔ (۴) غزل کا آخری شعر مقطع کہلاتا ہے۔ جس میں شاعر عام طور پر اپنا تخلص لاتے ہیں۔ (۵) یہ ضروری نہیں کہ غزل کے ہر شعر کو کسی دوسرے شعر یا اشعار سے کوئی تعلق ہو۔ گویا غزل میں تسلسل لازمی نہیں۔ اگرچہ حافظ شیرازی کے وقت سے لیکر آج تک مسلسل غزلیں بہت مقبول ہو رہی ہیں۔ (۶) غزل کے لئے کوئی خاص بحریں مقرر نہیں۔ صرف خوش آہنگ موسیقی کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے۔ (۷) غزل میں ہر قسم کے خیالات کھپ سکتے ہیں۔

مثنوی:۔ دراصل مثنوی ایک ایسی مکمل کتاب کا نام ہے جس کے تمام اشعار بیت ہوں۔ یعنی ہر شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوں۔ اشعار کی تعداد یا مضمون کی نوعیت مخصوص نہیں ہے۔ عام طور پر مثنویاں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ رزمیہ اور بزمیہ۔ لفظ مثنوی مشتق ہے "مثنیٰ" سے جسکے معنی ہیں "دو"، یائے نسبت کے اضافہ سے بقاعدۂ صرف "مثنیٰ"، "مثنوی" ہو گیا۔ وجہ یہ ہے کہ اس کے دو دو مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ اصنافِ نظم میں مثنوی بھی مثل رباعی کے ایرانیوں کی اختراع ہے۔

مثنوی کا باوا آدم بھی وہی رودکی ہے۔ فردوسی نے اسے اپنے شاہکار شاہنامہ میں درجہ کمال تک پہنچا دیا۔ نظامی نے پنج گنج میں مثنوی کو حقائق و معرفت سے آشنا کیا۔ اور پند و موعظت کے دریا بہائے۔ مولینا روم نے اپنی شہرہ آفاق مثنوی میں فلسفہ و تصوف کے موتی ٹانکے۔ شیخ سعدی نے بوستان میں اور امیر خسرو دہلوی نے اپنے خمسہ میں گہر پاشی کی۔

اہمیت کے لحاظ سے فارسی شاعری میں ترکیب بند، ترجیع بند، مخمس اور مسدس کا درجہ مندرجہ بالا اصنافِ سخن کے فوراً بعد آتا ہے۔ (۱) ترکیب بند میں ہر بند کے بعد مختلف قافیہ رکھنے والا بیت لاتے ہیں۔ (۲) ترجیع بند میں مختلف قافیہ رکھنے والا وہی بیت ہر بند کے آخر میں آتا ہے۔ (۳) مخمس میں پانچ مصرعے اور مسدس میں چھ مصرعے ہوتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خضرِ فارسی

پرچہ الف

(۱)

سوال نمبر ۱۔ اشعار ذیل کا سلیس اور بامحاورہ اردو میں ترجمہ کرو۔ اور ضروری توضیحات کا اضافہ کرو:۔

الف ۱۔ دل مے رود ز دستم صاحبدلاں خدا را — دردا کہ رازِ پنہاں خواہد شد آشکارا

۲۔ کشتی شکستگانیم اے بادِ شرطہ برخیز — باشد کہ باز بینیم آں یارِ آشنا را

۳۔ دو روزہ مہرِ گردوں افسانہ ایست و افسوں — نیکی بجائے یاراں فرصت شمار یارا

۴۔ در حلقہ گل و مل خوش خواند دوش بلبل — ہات الصبوح ہبوا یا ایہا السکارا

۵۔ آئینہ سکندر جامِ جم است بنگر — تا بر تو عرضہ دارد احوال ملکِ دارا

ب۔ ۱۔ بر طرفِ رُخ نہادی آں جعدِ مشک سارا — چوں شب سیاہ کردی روزِ سفید مارا

۲۔ بو یت بہر مشامی حیف است گر توانم — سوئے تو رو بہ بندم آمد شدِ صبا را

۳۔ بعد از ہجومِ ہجراں بے دولتِ وصالت — باز آمدن چہ امکاں صبرِ گریز پا را

۴۔ دارد رقیب با من دنداں زنی بگویت — باہم نزاعِ دیریں باشد سگ و گدا را

ج۔ ۱۔ از بہرِ نیم جرعہ تا کے کنند مستاں — با مے فروش یاری با محتسب مدارا

۲۔ در آرزوئے آنم کہ آید بہ کام جانم — آں لب کہ آبِ حیواں دل سرد ساخت مارا

۳۔ بر قامتِ چو سروش تا آں کاکلِ پریشاں — گرچہ بلائے جان است خوشنودم آں بلا را

۴۔ در بحرِ غصہ غرقم اے بخت یاریئے کن — دستی بدستِ مادہ آں یارِ آشنا را

د۔ ۱۔ در ملکے کہ ہمہ برگشتند ازیں در نگذشتند — شادیئے کز ہمہ بگیر بخت غلامست اینجا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۲۔ چوں درآئی بہ طربخانۂ ما با غمِ دل
همہ گویند مخور غم کہ حرام است اینجا

ما بہ بام فلکیم از ما چوں گذری
گذر آہستہ کہ جام ولبِ جام مست اینجا

نیست در مجلسِ ما پیشگہ وصف نعال
شاہ و درویش ندانند گدا مست اینجا

صفتِ خود ہمہ سوختن و گرمی ولی است
بجز از زاہدِ افسردہ کہ خام است اینجا

جواب :۔ ا۔ ۱۔ اے دل والو میرا دل ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔ خدا کے واسطے (میری امداد کرو) افسوس کہ میرا پوشیدہ راز فاش ہو جائے گا —— دل از دست رفتن :۔ دل کا ہاتھ (اختیار) سے نکل جانا۔ بے اختیار اور بے بس ہو جانا۔ دل پر قابو نہ رہنا۔ دل کے بھید مجبوری اور بے بسی میں ظاہر کرنے لگ جانا۔ صاحبدل :۔ دل رکھنے والا۔ جس کا دل دوسروں کے دکھ پر پگھل جائے۔ درد دل رکھنے والا۔ عاشقِ صادق۔ آشکارا :۔ ظاہر۔ راز :۔ رازِ عشق ۔ ؎

ضبط سے حسرتؔ نہ چھپا رازِ غم
حالتِ دل صاف عیاں ہو گئی

۲۔ ہماری کشتی ٹوٹ چکی ہے۔ اے موافق ہوا چل۔ ممکن ہے کہ ہم دوبارہ اس واقف دوست کو دیکھ سکیں —— کشتی شکستگانیم :۔ کشتی شکستگان ہستیم۔ ہماری کشتی ٹوٹی ہوئی ہے باد شرط :۔ موافق ہوا۔ آشنا :۔ دوست۔ واقف۔ محبوب۔

ہوس دید مٹی ہے نہ مٹے گی حسرتؔ

۳۔ آسمان کی دوروزہ (عارضی) محبت محض ایک کہانی ہے اور فریب۔ اے دوست! اپنے دوستوں کے ساتھ نیکی کرنا غنیمت سمجھ —— گردوں :۔ گردش کرنے والا۔ آسمان۔ دوروزہ :۔ دو دن کی۔ عارضی۔ مہر :۔ محبت۔ افسانہ :۔ کہانی۔ غیر حقیقی واقعہ۔ افسوں :۔ جادو۔ منتر۔ دھوکا۔ ؎

کسی کا ہو رہے آتشؔ کسی کو کر رکھے
دوروزہ عمر کو انساں نہ رائیگاں کاٹے

۴۔ کل رات پھول اور شراب کی صحبت میں بلبل کیا خوب چہک رہی تھی: "اے مدہوش لوگو! صبح کی شراب لاؤ۔ ہاں! جلدی کیجیو" —— مل :۔ شراب۔ خوش :۔ دلفریب انداز میں عمدگی کے ساتھ۔ یہ لفظ بطور متعلق فعل کے استعمال ہوا ہے۔ دوش :۔ کل رات۔ ہات الصبوح :۔ صبح کی شراب لاؤ۔ ہیہوا :۔ جلدی کرو۔ سکارٰی :۔ جمع از سکراں۔ مست شراب۔ مدہوش۔ بقول آغا شاعر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جب باغ میں بلبل کی چہک ہو پیدا لالہ کی طرح چاہیئے ساغر ڈھلنا

۵۔ جمشید کا پیالہ سکندر کا آئینہ ہے۔ اس میں دیکھو تاکہ بہ دارا کی سلطنت کے حالات تجھ پر ظاہر کر دے ــــــ آئینۂ سکندر۔ سکندر نے سکندریہ کی بندرگاہ میں ایک بلند مینار پر ایک آئینہ لگا رکھا تھا جس سے اسے دارا کے ملک میں ہونے والے تمام واقعات کا علم ہو جاتا تھا۔ جامِ جم۔ جمشید بادشاہ کا پیالہ۔ جس میں تمام دنیا کے حالات نظر آتے تھے۔ جامِ جہاں نما۔ یہاں اس سے مراد عارفِ کامل یا صوفی صادق کا دلِ پاک ہے۔ جس میں وہ دنیا بھر کے مشاہدات کا نظارہ کر سکتا ہے۔

ب ۱۔ تو نے اپنی کستوری میں بسی ہوئی پیچدار زلفوں کو چہرے پر بکھرا دیا۔ اور ہمارے سفید دن کو رات کی مانند سیاہ کر دیا ــــــ جعد۔ مڑتے ہوئے بال۔ پیچدار زلفیں۔ مشک سا۔ مشک (کستوری) سے گھسے ہوئے۔ کستوری کی خوشبو سے بھرے ہوئے۔ روز سفید۔ خوشی اور خوش بختی۔ شبِ سیاہ۔ بدبختی اور بیقراری۔ روز سیاہ کردن۔ بدبخت بنانا۔ خوش بختی سے محروم کرنا۔ محبوب کے چہرے کو چمک دمک کی رعایت سے روزِ سفید کے ساتھ اور اس کی پیچدار کالی زلفوں کو سیاہی رنگ کے اعتبار سے شبِ سیاہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ روزِ سفید اور شبِ سیاہ میں صنعت تضاد ہے۔

۲۔ افسوس کہ تیری خوشبو ہر دماغ میں پہنچتی ہے۔ اگر میرا بس چلے تو میں تیری طرف ہوا کا آنا جانا بند کر دوں ــــــ مشام۔ سونگھنے (شامہ) کا مقام۔ دماغ۔ صبا۔ نسیم مشرق۔ ہوا۔ ع ہر قلب میں ہر سر میں تیرا جلوہ ہے

۳۔ کثرتِ ہجر (طوالتِ فرقت) کے بعد اگر وصال کی نعمت نصیب نہ ہو۔ تو ہمارا بھاگ نکلنے والا صبر بھلا کس طرح واپس آ سکتا ہے ــــــ ہجوم۔ حملہ۔ کثرت۔ طوالت۔ ہجراں۔ فرقت۔ جدائی۔ دولت۔ خوش بختی۔ نعمت۔ گریزپا۔ بھاگ جانے والا۔ بھگوڑا۔ ثابت قدم نہ رہنے والا۔ چہ امکاں۔ یعنی امکان نہیں۔ "چہ" بطور استفہام انکاری استعمال ہوتا ہے۔ وصالت اور ہجراں میں تضاد ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۴۔ تیرے کوچے میں دشمن میرے ساتھ نوک جھونک کرتا ہے [illegible] کتنے اور بھکاری

کے درمیان پرانا جھگڑا ہے ——— رقیب ۔ حریف ۔ دشمن ۔ ایک ہی حسین کا دوسرا عاشق ۔ جسے عاشق صادق بوالہوس قرار دیتا ہے اور دشمن سمجھتا ہے ۔ دنداں زنی ۔ دانت سے کاٹنا ۔ عداوت ۔ نونک جھونک ۔ لڑائی بھڑائی ۔ یہ لفظ مصرعۂ ثانی کے لفظ "سگ" کی مناسبت سے استعمال ہوا ہے ۔ کیونکہ کتے دانت سے گداؤں کو کاٹا کرتے ہیں ۔ سگ ۔ کتا ۔ یہاں ازراہ حقارت رقیب کو کہا گیا ہے ۔ نزاع ۔ جھگڑا ۔ لڑائی ۔ دیرین ۔ پرانا ۔ مدت کا ۔

ج ۔ ۱ ۔ شراب کے آدھے گھونٹ کی خاطر مست لوگ کب تک شراب بیچنے والے کے ساتھ دوستی قائم رکھیں گے ۔ اور کوتوال کی چاپلوسی کریں گے ——— نیم جرعہ ۔ آدھا گھونٹ ۔ محتسب ۔ جرم شراب نوشی اور دیگر جرائم کا انسداد کرنے والا ۔ کوتوال ۔ مدارا ۔ نرمی ۔ صلح ۔ خاطر تواضع ۔ یہاں چاپلوسی مراد ہے ۔ عاشق کو اگر کتا بننے میں مضائقہ نہیں تو کوتوال کی خوشامد سے کیا عار ؟

ع مے فروش و محتسب کی دوستی سے باز آئے
دینِ عاشق میں خوشامد کو جگہ حاصل نہیں

۲ ۔ میری یہ (دلی) خواہش ہے کہ میری روح کے منہ میں وہ ہونٹ آجائے جس نے ہمارا دل آبِ حیات سے بھی کھٹا کر دیا ہے ——— کام ۔ حلق ۔ منہ ۔ آب حیواں ۔ آبِ حیات جسے پینے سے ہمیشہ کی زندگی نصیب ہو جاتی ہے ۔ از چیزے دل سرد ساختن ۔ کسی چیز سے لاپرواہ یا بے نیاز کر دینا ۔ کسی چیز سے دل کھٹا کر دینا ۔ محبوب کا لبِ جاں پرور آبِ حیات ہی تو ہے

ع نہیں آبِ بقا جز جلوۂ دوست ۔ اور پھر ع سوائے طولِ حسرت کیا دھرا ہے آبِ حیواں میں

۳ ۔ اس کے سروِ ایسے قد پر بکھری ہوئی زلفیں اگرچہ میری جان کے لئے ایک بلا ہیں ۔ پھر بھی میں اس بلا کو جی جان سے چاہتا ہوں ——— قامت ۔ قد ۔ جسم ۔ کاکل ۔ زلفیں یا لخصوص پیچدار زلفیں ۔ پریشان ۔ بکھری ہوئی ۔ منتشر ۔ خوش داشتن ۔ پسند کرنا ۔ چاہنا ۔

چاہ بلائے جان و دل ہے
آجانے دے اسے چارہ نہ کر

۴ ۔ میں غم کے سمندر میں غرق ہوں ۔ اے نصیب ! میری مدد کو آ ۔ اور اس واقف دوست کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیدے ——— غصہ ۔ رنج ۔ غم ۔ یاری کردن ۔ مدد کرنا ۔ دست کسے گرفتن یا دست خود بدست کسے دادن محاورہ ہے ۔ بمعنی مدد کرنا ۔ سہارا دینا ۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ت ۱- اس خوش بختی سے جس نے تمام لوگوں سے منہ موڑ لیا۔ اس دروازے کو نہ چھوڑا۔ وہ خوشی جو سب کو چھوڑ کر بھاگ گئی اس جگہ غلام ہے ——— از کسے برگشتن:۔ کسی کا ساتھ چھوڑنا۔ کسی سے منہ موڑنا یا پیٹھ پھیرنا۔

ع سرورِ عشق ہے بالکل نرالہ ہے بہرہ منداس سے درد والہ

۲- جب تو ہماری خوشی کی محفل میں دل کا غم لئے داخل ہوتا ہے۔ تو تمام (اہل محفل) کہہ اٹھتے ہیں غم نہ کھا۔ کیونکہ یہاں یہ (غم کھانا) ممنوع ہے۔ ——— طرب۔ خوشی۔ عیش۔ نشاط۔ عاشق کو غمِ دنیا سے کیا واسطہ۔ اس پر ہر وقت بیخودی طاری رہتی ہے ع

شرابِ عشق سے عاشق سدا مخمور رہتا ہے غمِ دنیا سے بیگانہ فقط سرور رہتا ہے

۳- ہم آسمان کی چھت پر ہیں۔ جب تو ہمارے پاس سے گذرے۔ تو آہستہ آہستہ گذر کیونکہ یہاں چھت کا کنارہ ہے اور ہاتھ میں پیالہ (ہر لحظہ گرنے کا احتمال ہے)۔ بام۔ چھت۔ لب:۔ کنارہ۔ عشق کی راہ خطرے سے خالی نہیں۔ یہ تو دودھاری تلوار ہے۔

ع عشق تو ہے ذوالفقارِ تیز بر اور صراطِ مستقیم و پر خطر

۴- ہماری مجلس میں نہ کوئی عزت کا مقام ہے اور نہ ہی ذلت کا۔ یہاں بادشاہ اور فقیر میں کوئی تمیز نہیں کر سکتا ——— پیشگہ:۔ آگے بیٹھنے کی جگہ۔ عزت کا مقام۔ صدر۔ صف نعال۔ جوتیوں کی قطار۔ مراد وہ جگہ جہاں کم رتبہ لوگ بیٹھتے ہیں۔ مقامِ ذلت۔

ایک ہی سطحِ شرف پر ہیں یہاں شاہ و گدا حضرتِ عشق کا دربار نقیب از نہ ہے

۵- یہاں تو عود کی مانند (آتشِ عشق سے) سوائے جلنے اور گرم رہنے کے اور کوئی کام نہیں۔ صرف سردِ دل پارسا کو چھوڑ کر جو کہ بالکل (عقل کا) کچا ہے۔

عود:۔ ایک خوشبودار لکڑی کا نام جو ہوا کو صاف رکھنے کی خاطر جلائی جاتی ہے۔ زاہد:۔ پارسا گرم روی:۔ گرم رہنا۔ افسردہ۔ ٹھٹھرا ہوا۔ سردی کا مارا ہوا۔ آتشِ عشق سے خالی۔ خام۔ کچا۔ ناتجربہ کار۔ جس پر آتشِ عشق کام نہ کر سکے۔ کیونکہ خام لکڑی اچھی طرح نہیں جلتی۔ سوختن اور افسردہ میں تضاد معنوی ملحوظ ہے۔ ع

بھڑکی ہوئی اک آگ سی ہے دل سے جگر تک

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سوال نمبر ۲ ۔ مندرجہ ذیل اشعار کی تشریح کرو :-

ا ۔ اے کہ پنجاہ رفت در خوابی ۔ مگر ایں پنج روزہ دریابی
تا کے ایں باد کبر و آتشِ خشم ؟ شرم بادت کہ قطرۂ آبی
کُل گشتی و ہمچناں طفلی ۔ شیخ گشتی و ہمچناں شابی
تو بہ بازی نشستہ و زچپ و راست ۔ می رود تیر چرخ پرتابی
تا دریں گلہ گوسفندے ہست ۔ نہ نشیند اجل ز قصابی
تو چراغے نہادہ برزہ باد ۔ خانہ در ممرِ سیلابی

ب ۔ چو مردِ رہرو اندر راہِ حق ثابت قدم گردد ۔ وجودِ غیر حق در چشمِ توحیدش عدم گردد
کمر بند و قلم کردار سر در پیش و لب برہم ۔ بہر حرفے کہ پیش آید بتارک چوں قلم گردد
ز چوگانِ ملامت نادر آنکس روئے برتابد ۔ کہ در راہِ خدا چوں گوی سر تا سر قدم گردد
ستمِ بگیراں سلطاں را دریں میداں کسے بیند ۔ کہ پیشانی کند چوں میخ و ہمچوں نعل خم گردد
تو خواہی نیک و خواہی بد کن امروز اے پسر اینجا ۔ عمل گر بد بود ور نیک بر عامل رقم گردد
مبیں کز ظلم جباری کم آزاری ستم بیند ۔ ستم گر نیز روزے کشتۂ تیغِ ستم گردد
دریں گرداب بے پایاں منہ بارِ شکم بر دل ۔ کہ کشتی روزِ طوفاں غرق از بارِ شکم گردد

ج ۔ از درِ دوست چگویم بچہ عنواں رفتم ۔ ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم
بس بہ دیوار زدم سر کہ دریں کوچۂ تنگ ۔ آمدم مست و سراسیمہ و حیراں رفتم
رفتم از کوئے تو لب تشنہ بگلگون سرشک ۔ نیک رفتم کہ نہ افتاں و نہ خیزاں رفتم
دل و دین و خرد و ہوش و زباں بازم دہ ۔ تا بگویم ز درِ دوست بہ ساماں رفتم
آمدم نغمہ کشا از لبِ امید و ز یاس ۔ در رگ و ریشۂ دل دوختہ دنداں رفتم
آمدم صبحدم و شام برفتم بشنو ۔ کہ چہ ساں آمدم ایں جا بچہ عنواں رفتم
آمدم صبح چو بلبل بہ چمن در نو روز ۔ شام چوں ماتمی از خاکِ شہیداں رفتم

د ۔ ماتمِ اہلِ دل آں بود کہ با حسرتیاں ۔ باد ف و چنگ بہ گلگشت گلستاں رفتم
عیدِ ایں طائفہ آں بود کہ با شیونیاں ۔ شب بہ گویہ سرِ خاکِ شہیداں رفتم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

راہِ مجنوں و فرہادیم آمد در پیش — رفتم این راہ ولیکن نہ چو ایشاں رفتم
ناخنِ تیشہ نہ راندم بہ رگ و ریشۂ سنگ — کوہِ غم در تہِ پا سودہ بہ جولاں رفتم
آشیانِ زغن و زاغ نہ چیدم بر سر — سرِ قدم ساختہ در خارِ مغیلاں رفتم

جواب:- ۱-۱-۱- اے انسان! تیری عمر کا بیشتر حصہ یونہی ضائع ہو گیا۔ پچاس ساٹھ سال گویا سوتے میں گذر گئے۔ کوئی نیک کام نہ کیا۔ بلکہ اکثر زندگی گناہگاری میں بسر کر ڈالی۔ اب زندگانی کا آخری دور ہے۔ تجھے چاہیئے کہ باقی ماندہ چند سالوں میں کوئی نیکی کما لے۔ اور کارِ ثواب کر لے تاکہ عاقبت سنور جائے۔ ع نیک کاموں سے تو اپنی عاقبت کو لے سنوار۔

۲- کب تک تیرے سر میں غرور سمایا رہے گا۔ اور کب تک تو زیردستوں پر قہر و غضب کے ساتھ ظلم توڑتا رہے گا۔ مال و زر کا ناز بے جا ہے۔ اور زور و طاقت اور رتبہ و عزت کا غرور بے فائدہ۔ آخر تو اپنی اصلیت کو دیکھ۔ تو محض ایک قطرۂ آب سے پیدا ہوا۔ جب تیری ابتدا اتنی حقیر اور معمولی چیز سے ہوئی تو اتنا گھمنڈ اور غصہ کس لئے؟

۳- تیری جوانی ڈھل چکی ہے۔ اور تو بڑھاپے میں قدم رکھ چکا ہے۔ مگر تیرے کام ابھی بچوں کے سے ہیں۔ تو دنیاوی مشاغل میں اس طرح منہمک ہے جس طرح بچے کھلونوں سے ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔ تجھے دولت کمانے اور عیش و عشرت کے سوا کچھ نہیں سوجھتا۔ تیری ٹانگیں قبر میں ہیں۔ اور ملک الموت تجھے دعوتِ سفرِ عدم دینے کو ہے۔ مگر تو ہے کہ ع

ابھی تو میں جوان ہوں

تیرا ہر لمحہ نفس کی پیروی میں گذرتا ہے۔ تو نفسانی خواہشات کا ہر قدم پر شکار ہوا جاتا ہے۔ بزمِ ناؤ نوش میں تو جوانوں کو بھی مات کر دیتا ہے۔ غرضیکہ لذاتِ حسی میں تو اس قدر کھویا ہوا ہے کہ اگر باوجود پیری اور سالخوردگی کے تجھے جوان کہا جائے تو عین موزوں ہوگا۔

۴- تو بچوں کی مانند کھیل کود میں مصروف ہے۔ زندگی کے مقاصد سے بالکل لاپرواہ۔ اور عاقبت سے قطعاً بے نیاز۔ اہلِ جہاں تیرے سامنے دنیائے فانی کو چھوڑ کر عدم کی راہ جا رہے ہیں۔ مگر تو ہے کہ اپنے انجام سے بالکل بیخبر ہے اور موت کو خاطر میں نہیں لاتا۔

۵- جب تک اس دنیا کے لیڈر ہیں اگر بھی بھیڑ (انسان) زندہ ہے موت (ملک الموت)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اپنا کام کرتی جائے گی۔ کوئی بھی چیز موت کی دستبرد سے بچ نہیں سکتی۔ موت گویا ایک قصاب ہے جو ہر جاندار کو بھیڑ کی مانند ذبح کرنے سے نہیں چوکتا۔

۲۔ انسان کی مثال ایک چراغ کی سی ہے جو ہوا کے ایک خفیف جھونکے سے ہی بجھ جاتا ہے۔ یا اولادِ آدم کی ہستی اس مکان کی مانند ہے جو سیلاب کی زد میں ہو۔ اور ہر لحظہ پانی کی رو میں بہ جانے کا اندیشہ ہو۔ انسان کا وجود نہ صرف عارضی اور ناپائدار ہے۔ بلکہ اس کا انجام بھی نہایت اچانک اور عبرتناک طور پر ہؤا کرتا ہے۔

ب۔ ۱۔ جب عارف (سالک) راہ معرفت میں ثابت قدمی کے ساتھ ڈٹ جاتا ہے۔ اور اس کا پاؤں لغزش نہیں کھاتا۔ تو اس کی نظر میں سوائے ذات حقیقی کے کچھ نہیں سماتا۔ اسے ہر وجود میں خدائے پاک ہی کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ جب خداوند تعالیٰ کی ہستی اور اس کی وحدت میں اس کا یقین پختہ ہو جاتا ہے تو وہ اپنی ہستی کو بھی کھو کر منصور کے ساتھ ہمنوا ہوتا ہؤا "انا الحق" کا نعرہ لگانے لگتا ہے۔ یعنی تصوف کی آخری منزل پر پہنچ کر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ سالک کا کام صرف اپنی منزل مقصود کی طرف گامزن ہونے کے سوا کچھ نہیں۔ وہ کمر ہمت باندھے ثابت قدمی کے ساتھ بڑھتا جاتا ہے۔ اس راہ میں جو بھی مصیبت اسے پیش آتی ہے۔ خندہ پیشانی کے ساتھ اسے جھیلتا ہے۔ اور جو سختی بھی اسے اٹھانی پڑے نہایت خاموشی سے برداشت کرتا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ ؎

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

۳۔ وہ (صوفی) اہل جہان کی ملامتوں کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتا۔ اور اپنے راستے میں صبر و تحمل کے ساتھ بڑھتا ہے۔ بلکہ طعن و تشنیع اس کے لئے تازیانے کا کام دیتی ہے۔ اور وہ اور بھی زیادہ سُتعدی اور شتابی کے ساتھ سفر طے کرتا ہے۔ جس طرح ایک گیند بلے کی ضرب سے زیادہ تیزی کے ساتھ حرکت کرتا ہے۔

۴۔ میدان عشق میں وہی کامران ہوتا ہے۔ جو مسلسل رنج و الم برداشت کرنے کا عادی ہو۔ اور جو بلائیں اور مصیبتیں اس پر نازل ہوں ان کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ بلکہ وصالِ محبوب (حقیقی) کی خاطر جان سے بھی ہاتھ دھونا لازمی ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حافظ صبور باش کہ در راہِ عاشقی   ہر کس کہ جاں نداد بجاناں نمے رسد

۵۔ انسان جو بھی کام کرتا ہے۔ برا ہو خواہ بھلا۔ اس کے اعمالنامہ میں لکھا جاتا ہے۔ اور اس گناہ وثواب کا حساب قیامت کے دن چکایا جاتا ہے۔ اس لیئے ہم جو کچھ آج کر رہے ہیں اس کا پھل ہمیں کل (فردا۔ روزِ حساب) ملے گا۔

۶۔ توبہ خیالِ خام دل سے نکال دے کہ ظالم کو اپنے ظلموں کا بدلہ نہ ملے گا۔ ایک نہ ایک دن اس سے بڑا ظالم اسے موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ اس لئے عاجزوں اور مسکینوں پر نظرِ عنایت وکرم رکھنی چاہیئے۔ نہ کہ انہیں ظلم کا تختۂ مشق بنانا چاہیئے۔

۷۔ انسان دنیا کے سمندر میں اپنے وجود کی کشتی میں سوار ہے۔ اسے ہر لحظہ گناہوں کے طوفان اور لذّاتِ حسی کی چٹانوں کا سامنا ہے۔ جو اس کی کشتیٔ وجود کو پاش پاش کر دیں گی۔ یا سمندر کی اتھاہ تہ میں ڈبو دیں گی۔ اس لئے نفسانی خواہشات اور بدیوں کا لوجھ اپنے اوپر اس قدر نہیں ڈال دینا چاہیئے کہ ہماری روحانیت کا بیڑا ہی غرق ہو جائے سے

کیوں اتنا گرانبار ہے؟ کہ رختِ سفر بھی   اے رہروِ ملکِ عدم! اٹھ نہیں سکتا

ج۔ ۱۔ جب عاشق کوچۂ یار میں آیا تو اس کے دل میں طرح طرح کے ارمان تھے۔ کئی امنگیں تھیں۔ دیدارِ یار بلکہ وصالِ محبوب کی امید تھی۔ مگر محبوب نے اس کے ساتھ نہایت ذلّت آمیز سلوک کیا۔ اور اس کی محبت کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اس کا دل ٹوٹ گیا۔ اس کی تمام ترامنگوں پر پانی پھر گیا۔ اس کے ارمان دل ہی میں رہ گئے۔ وہ خود یاس وحسرت کی تصویر اور ناکامی و نامرادی کا مجسمہ بن کر یار کی گلی سے واپس لوٹ آیا۔

۲۔ محبوب کے تنگ کوچہ (جہاں رسائی مشکل ہوا کرتی ہے) کی دیوار سے سر پھوڑتا ہوا عاشق حیرانی اور پریشانی کے عالم میں واپس لوٹا۔ جب وہ کوئے یار میں آیا تھا تو خوشی سے سرشار اور ولولہ وجوش سے مدہوش تھا۔ مگر وہاں سے خونِ تمنّا کئے ناکام ونامراد لوٹا۔

۳۔ اس میں شک نہیں کہ عاشق محبوب کے چشمۂ لب (جو آبِ حیات سے کم نہیں) سے اپنے ہونٹ تر کئے بغیر ناکام لوٹا۔ تاہم اسے ایک گونہ اتنی تسلّی تو تھی کہ اسے اپنے اشک ہائے توبہ نے گرد... اور ... پشیمانی کے گھوڑے پر سوار وہ کوچۂ یار

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سے نکل آیا۔

۴۔ غم نصیب عاشق سامانِ وصل سے محروم رہا۔ اب وہ محبوب سے اپنا ہی اثاثہ مانگتا ہے۔ یعنی اپنا دل۔ دین۔ عقل اور ہوش و زبان جو وہ محبوب کے ہاتھوں کھو بیٹھا تھا۔ واپس طلب کرتا ہے۔ تاکہ کوچۂ یار سے خالی تو واپس نہ آئے۔ اور اسے کم از کم اتنی تسلی تو ہو کہ اگر اس نے کچھ محبوب سے حاصل نہیں کیا تو کھویا بھی تو کچھ نہیں۔

۵۔ جب میں محبوب کی گلی میں وارد ہوا تو خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ اور وجد و سرور کے عالم میں نغمۂ امید گا رہا تھا۔ مگر یہ ہو بد بختی کا جب واپس آیا تو یاس و حسرت سے اپنے ہاتھ ملتا اور غم کھاتا تھا۔

۶۔ جب عاشق مقامِ یار میں داخل ہوا تو صبح کا سہانا سماں تھا۔ پرندے چہچہا رہے تھے۔ قدرت دلآویز رنگینی میں ملبوس تھی۔ مناظرِ فطرت دل کو لبھاتے تھے۔ اور جاندار تازہ دم۔ بلند حوصلہ اور سرگرم کار تھے۔ عاشق بھی اس لطف و سرور اور جوش و امید میں شریک تھا۔ مگر جب کوچۂ یار سے لوٹا۔ تو حالت یہ تھی کہ ہر جانب شام کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ دنیا تھکی ماندی تھی۔ فضا میں سکون اور خاموشی طاری تھی۔ جوش و خروش کا نام و نشان نہ تھا۔ عاشق بھی ایک مکدر دل لئے ناکامِ تمنا تھکا ٹوٹا نامراد لوٹا۔

۷۔ صبح سویرے میں محبوب کے کوچہ میں (جو میری امیدوں کا چمن ہے) بلبل کی مانند خوشی کا راگ الاپتا داخل ہوا مگر شام کو مجبوری و بے بسی اور ناکامی و نا امیدی کی حالت میں غم کھاتا ہوا واپس آیا۔ جس طرح شہیدوں کی قبر سے ماتم کرنے والے افسوس اور رنج کے ساتھ لوٹتے ہیں۔

د۔ ۱۔ دردِ دل رکھنے والے اصحاب میری اس نازیبا حرکت پر سیخ پا ہو اٹھے۔ اور افسوس و غم کا اظہار کرنے لگے۔ جب میں ناکام اور مغموم لوگوں کی صحبت میں گاتا بجاتا باغ کی سیر کو چل نکلا۔ حق تو یہ تھا کہ میں ان کے رنج و غم میں شریک ہوتا۔ نا کہ ان کی مصیبت پر خوشیاں مناتا۔ یہ خلافِ انسانیت فعل دردمند اصحاب کے غم کا موجب ہوا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۲۔ عارفانِ باکمال کے لئے یہ حسرت کا مقام تھا کہ میں ماتم کرنے والوں کے ساتھ

شہیدوں کی قبر پر مبارک کا گیت گاتا ہوا گیا۔ کیونکہ میرے لئے یہ عین واجب تھا۔

۳۔ مجھے بھی مجنوں اور فرہاد کی طرح عشق کی راہ اختیار کرنی پڑی۔ لیکن میں نے اس راستے کو ایک مختلف طریقے سے طے کیا۔ جو مصیبت اور غم میں نے اٹھائے ان کا عشرِ عشیر بھی انہوں نے برداشت نہ کیا۔ میرا عشق روحانی پاک اور بلند درجہ کا تھا۔ اور ان کا عشق مجازی کم لطیف اور پست درجہ کا۔

۴۔ میں نے فرہاد کی طرح تیشہ سے کوئی پہاڑ (بیستون) نہیں کاٹا۔ بلکہ میں نے تو غم کے پہاڑ کو صبر و تحمل کی ضربوں سے چکنا چور کر دیا۔ اور شدتِ الم پر غلبہ حاصل کرتے ہوئے خوشی اور مسرت کے عالم میں آگے بڑھتا گیا۔

کیا کوہکن سے کم ہے کہ غم کی پہاڑ رات   آنکھوں میں کاٹ دی تیرے اختر شمار نے

۵۔ مجنوں کی مانند میں جنگلوں میں مارا مارا نہیں پھرتا رہا۔ اور نہ ہی چیلوں اور کوؤں نے میرے سر پر گھونسلے بنائے۔ بلکہ میں نے تو راہِ یار میں اپنے سر کو ہی پاؤں بنا لیا اور سر کے بل (از روئے تعظیم) منزلِ محبوب کے پُرخار (پر رنج) راستے کو طے کیا۔ یعنی عشق کی پرخار اور دشوار گذار وادی میں سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ جان تک جوکھوں میں ڈال دی۔

سوال نمبر ۳:۔ سلیس اردو میں ترجمہ کرو:۔

۱۔ چو پوینده نزدیک دستاں رسید   بگفت آں چه دانست و دید و شنید
برستم چنیں گفت دستانِ سام   که شمشیر کوته شد اندر نیام
نشاید کزیں پس چمیم و چریم   وگر خویشتن تاج را پروریم
که شاهِ جہاں در دمِ اژدہاست   برایرانیاں بر چه مایه بلاست
کنوں کرد باید ترا رخشِ زین   بخواہی به تیغِ جہاں بخش کین
ہمانا که از بہرِ ایں روزگار   ترا پرورانید پروردگار
ازیں کار یابی تو نامِ بلند   رہائی دہی شاہ را از گزند
برت را ببر بیاں سخت کن   سر از خواب و اندیشه پردخت کن
اگر جنگ دریا کنی خوں شود   از آوازِ تو کوه ہاموں شود

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ب:- چو پیلے برخش اندر آورد پای　　رخش رنگ برجای و دل هم بجای
بروں رفت آں پہلوِ نیمروز　　زپیشِ پدر گرد گیتی فروز
دو روزه به یک روز بگزاشتی　　شبِ تیر را روز پنداشتی
بدینساں پی رخش ببرید راه　　به تابنده روز و شبان سیاه
تنش چوں خورش جست آمد بشور　　یکی دشت پیش آمدش پر ز گور
یکی رخش را تیز بنمود ران　　تگِ گور شد با تگِ او گران

ج:- چو خورشید بر زد سر از تیره کوه　　تهمتن ز خواب خوش آمد ستوه
تن رخش بسترد زیں برنهاد　　ز یزدان نیکی دهش کرد یاد
نشست از بر رخش رخشاں چو گرد　　به خوانِ دوم پهلواں روی کرد
یکی راه پیش آمدش ناگزیر　　همے رفت بایست بر خیره خیر
بیابان بے آب و گرمای سخت　　کز و مرغ گشتی به تن لخت لخت
چناں گرم گردید هامون و دشت　　تو گفتی که آتش برو برگذشت
تن رخش و گویا زبانِ سوار　　ز گرمی و از تشنگی شد ز کار

د:- درخت و گیا دید و آبِ رواں　　چناں چوں بود جای مردِ جواں
چو چشم اندر آں یکے چشمه دید　　یکے جامِ زریں پرش پر نبید
یکے غرم بریاں و ناں از برش　　نمکداں و ریچال گرد اندرش
فرود آمد از اسپ و زیں برگرفت　　به غرم و بناں اندر آمد شگفت
نشست از بر چشمه فرخنده پے　　یکے جامِ یاقوت پر کرده مے
ابا مے یکے تنغز طنبور بود　　بیاباں کجا خانه سور بود

جواب:- ا- ا- جب تیز رفتار قاصد دستان کے پاس پہنچا۔ تو اس نے سب کچھ اسے بتا دیا۔ جو اسے معلوم تھا۔ اور جو اس نے دیکھا سنا تھا۔

۲- سام کے بیٹے دستان نے رستم کو یوں مخاطب کیا: تلوار میان کے اندر ہی رگھس گھس کر چھوٹی ہو گئی (ایڑی بڑی کو زنگ لگ گیا۔ کنایہ از مصیبت و آفت)۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۳۔ اس کے بعد ہمیں واجب نہیں کہ ہم تو کھائیں پئیں عیش کریں۔ گلچھرے اڑائیں اور یا تاج کی خاطر پھلیں پھولیں۔

۴۔ کیونکہ دنیا کا بادشاہ (کیکاؤس) موت کے منہ میں ہے۔ ایرانیوں پر یہ کس قدر بڑی مصیبت نازل ہوئی ہے؟

۵۔ اب تجھے رخش پہ کاٹھی ڈالنی چاہئے۔ اور دنیا کو کاٹ ڈالنے والی تلوار سے انتقام لے۔ (لڑائی کرے)۔

۶۔ بیشک خدا نے تجھے اسی دن (کڑے وقت) کے لئے پالا پوسا۔

۷۔ اس کارِ خیر سے تو نام پیدا کریگا۔ اور بادشاہ کو مصیبت سے نجات دلائیگا۔

۸۔ اپنے جسم پر زرہ بکتر کو مضبوطی سے پہن لے۔ اور سر کو خواب و فکر سے خالی کر۔

۹۔ اگر تو سمندر کے ساتھ جنگ کرے تو وہ خون ہی خون ہو جائے۔ اور پہاڑ تیری گرج سے میدان بن جائے۔

ب:۔ ۱۔ ایک ہاتھی کی مانند وہ رخش پر سوار ہوا۔ اس کے چہرے کا رنگ نہ بدلا۔ اور اس کا دل بھی قائم تھا۔

۲۔ وہ نیمروز کا پہلوان اور دنیا کو جگمگا دینے والا بہادر (رستم) اپنے باپ سے رخصت ہو کر چل دیا۔

۳۔ دو دن کا سفر ایکدن میں طے کرتا اور اندھیری رات کو بھی دن تصور کرتا۔

۴۔ اس طرح رخش راستے کو کاٹتا گیا۔ روزِ روشن میں اور تاریک راتوں کے دوران میں۔

۵۔ جب اس کے جسم کو خوراک کی طلب ہوئی تو وہ ہنہنانے لگا۔ اس کے سامنے ایک گورخروں سے بھرا ہوا صحرا نمودار ہوا۔

، اس نے رخش کی ران کو ذرا دبایا۔ گورخر کی رفتار اس کے مقابلے میں کم ہو گئی۔

ج:۔ ۱۔ جب آفتاب نے تاریک پہاڑ کے پیچھے سے سر نکالا (طلوع ہوا) تو پہلوان (رستم) میٹھی نیند سے سیر ہو کر اٹھا۔

۲۔ اس نے رخش کے جسم کو صاف کیا زین ڈالا اور اپنے نیکی بخشنے والے خدا کا نام لیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۳۔ رخش پر سوار ہو گیا اور دوسری منزل کی طرف رخ کیا۔
۴۔ مجبوراً اسے ایک ایسے راستے کا سامنا ہوا جو اسے پریشانی کی حالت میں طے کرنا پڑا۔
۵۔ وہ ایک صحرا تھا جس میں پانی نام کو نہ تھا۔ اور سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ جس سے پرندوں کے جسم جل کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔
۶۔ میدان اور صحرا اس قدر گرم ہو گئے کہ گویا ان پر سے آگ گذر گئی تھی۔
۷۔ رخش کا جسم اور سوار (رستم) کی بولنے والی زبان گرمی اور پیاس کے سبب ناکارہ ہو گئے
(د)۔ ۱۔ اس نے درخت۔ گھاس اور چلتا ہوا پانی دیکھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کسی جواں کی رہنے کی جگہ ہے۔
۲۔ اس نے جنگلی مرغوں کی آنکھ کی مانند (روشن) ایک چشمہ دیکھا۔ اور پاس ہی شراب سے بھرا ہوا ایک سنہری پیالہ پایا۔
۳۔ ایک بھنی ہوئی بھیڑ اور ساتھ ہی ایک روٹی بھی۔ مربا اور اچار اس کے پاس پڑے تھے۔
۴۔ گھوڑے سے نیچے اترا۔ زین اتار دیا۔ اور بھیڑ اور روٹی کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔
۵۔ وہ اس مبارک چشمہ کے نزدیک بیٹھ گیا۔ اور ایک یاقوتی پیالہ شراب سے پُر کیا۔
۶۔ شراب کے ساتھ ایک خوبصورت طنبور بھی دھرا تھا۔ وہ صحرا کیا تھا وہ تو عیش و عشرت کا مقام (بزمِ نشاط) تھا۔

سوال نمبر ۳۔ مندرجہ ذیل کی توضیح کرو:۔
۱۔ ضمیر قبل الذکر۔ (۲) ضمیر متصل و منفصل۔ (۳) ضمیر اضافی یا ضمیر مجروری۔ (۴) ضمیر مستتر و بارز۔ (۵) ضمیر متکلم۔ مخاطب و غائب۔

جواب:۔ ۱۔ وہ ضمیر جو اپنے مرجع سے پہلے آئے ضمیر قبل الذکر کہلاتی ہے مثلاً۔

مصرع دگر نماند مناعش در دُکانِ نرگس

یہاں ضمیر "ش" اپنے مرجع نرگس سے پہلے آئی ہے۔
۲۔ ضمیر متصل کسی کلمہ سے ملی ہوئی ہوتی ہے۔ مثلاً خواندم میں "م" یا گفتش میں "ش"۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ضمیر منفصل :- جو کلمہ سے علیحدہ ہو۔ مثلاً ایشاں خوانند میں ایشاں۔

۳۔ جو ضمیر مضاف یا حرف جار کے بعد آئے مثلاً خادمش میں "ش" یا بشما میں "شما" وہ ضمیر اضافی یا مجروری کہلاتی ہے۔

۴۔ ضمیر مستتر وہ ضمیر ہے جو کسی فعل میں غائب ہو اور اس کے لئے علیحدہ لفظ نہ آئے مثلاً خواند میں ضمیر واحد غائب مستتر ہے۔ نیز فعل امر اور نہی میں بھی یہ ہمیشہ مستتر ہوا کرتی ہے۔

ضمیر بارز وہ ضمیر ہے جو ظاہر ہو اور اس کے لئے علیحدہ کوئی حرف یا لفظ آئے مثلاً خوانند میں "ند" یا گفتم میں "م"۔

۵۔ ضمیر متکلم :- وہ ضمیر جو کلام کرنے والے کی جگہ استعمال ہو مثلاً کردم میں "م" یا کوئی ایسا لفظ جو متکلم کی جگہ لے مثلاً بندہ۔ مخلص وغیرہ۔

ضمیر مخاطب :- وہ ہے جو اس شخص کیلئے آئے جس سے کلام کیا جائے یا جس سے خطاب کیا جائے۔ مثلاً آمدی میں "ی" یا اس کی بجائے کوئی لفظ جو مخاطب کا کام دے۔ مثلاً قبلہ۔ جناب۔

ضمیر غائب :- مثلاً گفتند میں "ند" یا آنحضرت۔ موصی الیہ وغیرہ۔

سوال نمبر ۵ :- ترکیب نحوی کرو :- (۱) شنیدم کہ لقمان سیہ فام بود
(۲) کریما بہ بخشائے بر حالِ ما

(۱)

شنیدم . . . . فعل با فاعل
ایں (محذوف) . . . . مبیّن
کہ . . . . حرف بیان
لقمان . . . . مبتدا
سیہ فام . . . . خبر
بود . . . . کلمہ ربط

جملہ اسمیہ ہو کر بیان
جملہ بیانیہ ہو کر مفعول
جملہ فعلیہ بیانیہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(۲)

کریم .... منادیٰ ہے	قائمقام جملہ فعلیہ ہو کر ندا ہوا		جملہ ندائیہ ہوا
ا .... حرفِ ندا			
بخشائے .... فعل با فاعل		جملہ فعلیہ جواب ندا	
بر .... جار	متعلق فعل		
حالِ ما (مرکب اضافی) ... مجرور			

پرچہ الف
(۲)

سوال نمبر ۱:- مندرجہ ذیل اشعار کا بامحاورہ اردو میں ترجمہ کرو۔ اور مشکل الفاظ کے معنی قلم بند کرو:-

ا:- آسائشِ دوگیتی تفسیرِ این دو حرف است — با دوستاں مروت با دشمناں مدارا
ہنگامِ تنگدستی در بادہ کوش و مستی — کیں کیمیائے ہستی قاروں کند گدارا
گر مطربِ حریفاں ایں پارسی سراید — در رقص و حالت آرد پیرانِ پارسارا
در کوئے نیک نامی ما را گذر ندادند — گر تو نمی پسندی تغییر کن قضارا
حافظ بخود نپوشید ایں خرقۂ می آلود — اے شیخِ پاک دامن معذور دار مارا

ب:- شیخ در صومعہ گر مست شد از ذوقِ سماع — من و میخانہ کہ آں حال مدام است اینجا
لب نہادی بلبِ جام و ندانم من مست — کہ لبِ لعلِ تو یا بادہ کدام است اینجا
بستۂ حلقۂ زلفِ تو نہ تنہا دلِ ماست — ہر کجا مرغ دل بستۂ دام است اینجا
میکشی تیغ کہ سازی دلِ ما را بدو نیم — تیغ بگذار کہ یک غمزہ تمام است اینجا
پیشِ اربابِ خرد شرح مکن مشکل عشق — نکتۂ خاص مگو مجلسِ عام است اینجا
جامی از شوقِ تو شد مست نمی دید نہ جام — بزم عشقست چہ جای می و جام است اینجا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ج :- لاف بخشش بر مستانِ خراباتِ مزن   ملکِ جمشید بہ یک جرعہ جام است اینجا
ہر کہ در بزم صبوحی زدگاں می افتد   صبح خیزد ہمہ گہ خسرو و شام است اینجا
ماہِ من چہرہ برافروز کہ خورشید فلک   بتماشائے رخت بر لبِ بام است اینجا
پے عشاقِ تو گو پیکِ اجل رنجہ مشو   ہمہ را کار بیک غمزہ تمام است اینجا

د :- صحرائے عدم لالہ ستاں شد ز شہیداں   با داغِ تو رفتند بخون خرقہ کفن ہا
گفت است بہر غنچہ صبا لطفِ دہانت   ماندست ز حیرت ہمہ را باز دہن ہا
مشکل کہ بود روی خلاصی دلِ ما را   از زلفِ تو با این ہمہ خمہائے شکن ہا
با لذت آوارگیِ وادی عشقت   غربت زدگاں را نشود میل وطن ہا

جواب :- ١ - دونوں جہاں کا آرام انہی دو لفظوں میں پنہاں ہے (توضیح ہے) دوستوں کے ساتھ نیک سلوک اور دشمنوں کے ساتھ صلح صفائی ——— آسائش - آرام تفسیر :- تشریح - توضیح - مطلب یا معنی نکالنا - مروت - جوانمردی - نیک برتاؤ - مدارا - اخلاق
توضیح - صلح صفائی - لحاظ -

مروت سے پیش آؤ تم ہر بشر سے   صلح اور صفائی رکھو ہر نفر سے

٢ - مفلسی کے وقت شراب نوشی کی کوشش کر اور مست رہ - کیونکہ یہی زندگی کی اکسیر ایک فقیر کو بھی قارون بنا دیتی ہے ——— ہنگام - وقت - بادہ - شراب
کیمیا :- اکسیر - جو کثیف دھاتوں مثلاً تانبا - لوہا وغیرہ کو سونے میں تبدیل کر دیتی ہے - قارون :- زمانۂ قدیم میں متمول ترین شخص جس کے خزانوں کی صرف تالیاں ہی چالیس اونٹوں پر لادی جاتی تھیں -

شرابِ عشق کی تاثیر ملاحظہ ہو -

بن کر گدائے عشق گئے تھے مگر پھرے   سلطان ہو کے یار کی دولت سرا سے ہم

٣ - اگر دوستوں کا گویا یہ فارسی غزل گائے تو وہ پرہیزگار بوڑھوں (زاہدوں) کو بھی ناچنے اور وجد کرنے پر مجبور کر دے ——— مطرب :- گویا - پارسی :- فارسی
گیت - غزل - رقص - ناچ - حالت - حالتِ وجد - مستی میں جھومنا - پارسی اور پارسا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں تجنیس مطرف ہے۔

۴- نیک نامی کے کوچے میں ہمیں داخل نہ ہونے دیا گیا۔ اگر تو اسے پسند نہیں کرتا۔ تو تو میری تقدیر کو بدل دے ——— "خداوند" کا فاعل کارکنان قضا و قدر ہے

قضا:- حکم الٰہی۔ تقدیر۔

۵- یہ شراب سے لتھڑی ہوئی گودڑی حافظ نے خود بخود نہیں پہنی۔ اے پاکباز شیخ ہمیں معاف رکھ ——— مے آلود:- شراب سے آلودہ۔ (کیونکہ شاعر اکثر شراب پیتا تھا۔ معذور:- معاف۔

ب:- ۱- اگر شیخ (کبھی کبھار) عبادت گاہ میں راگ ناچ کے سرور سے مست ہو گیا (تو کیا ہوا؟) میں ہوں اور میرا میخانہ جس میں مجھ پر ہمیشہ یہی حالت (وجد) طاری رہتی ہے۔

صومعہ:- عبادتگاہ۔ خانقاہ۔ ذوق:- شوق۔ سرور۔ وجد۔ سماع:- صوفیوں کا ناچ۔ رقص و سرود۔ من اور میخانہ کے درمیان واؤ لزومیت کی ہے۔

۲- تو نے (شراب کے) پیالے کے کنارے پر اپنے ہونٹ رکھے۔ اور مجھ مست کو یہ بھی معلوم نہیں کہ تیرے لعل ایسے سرخ ہونٹ کون سے ہیں اور شراب کونسی ہے۔

لب:- ہونٹ۔ لب:- کنارہ (لہٰذا تجنیس تام ہوئی)۔ لعل:- سرخ رنگ کا قیمتی پتھر

۳- تیری زلف کے پیچ میں نہ صرف ہمارا ہی دل بندھا ہوا ہے۔ بلکہ جس جگہ بھی کوئی دل کا پرندہ ہے یہاں اس جال میں پھنسا ہوا ہے ——— بستہ:- قید۔ اسیر۔ گرفتار۔ دام:- جال۔ استعارہ ہے زلفِ محبوب سے جو عاشق کے دل کے لئے ایک جال ہے۔ مرغِ دل میں اضافت استعارہ ہے۔ اور دلے میں یائے تنکیر (یعنی کوئی) ہے

ع دامِ گیسو میں ترے ہر دلِ ناشاد تو ہے

۴- تو تلوار کھینچتا ہے تاکہ تو ہمارے دل کے دو ٹکڑے کر دے۔ تلوار کو چھوڑ دے کیونکہ یہاں تو تیرا ایک (آنکھ کا) اشارہ ہی کافی ہے۔

یدو نیم:- دو ٹکڑوں میں۔ غمزہ:- آنکھ کا اشارہ جو عاشق کے دل کو اڑا لے جاتا ہے

تمام:- کافی ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اک نگہ میں ہزار جی مارے ساحری کی کہ دلربائی کی

۵۔ عقلمندوں کے سامنے عشق کی گتھی نہ کھول۔ تو اس خاص نکتے کو بیان نہ کر۔ کیونکہ یہ تو عام لوگوں کی محفل ہے ——— اربابِ خرد :۔ اصحابِ عقل۔ عقلمند لوگ۔ اہلِ خرد عشق کے پاک اور لطیف جذبات سے عاری ہوا کرتے ہیں۔ شرح کردن :۔ کھول کر بیان کرنا۔ کھولنا۔ مشکل۔ باریک اور دقیق مسئلہ۔ معمہ گتھی نکتہ :۔ باریکی۔ لطیف مسئلہ۔

ع پیشِ اہلِ عقل نہ کر عشق کی تفسیر تو

۶۔ جامی تو تیرے عشق سے ہی مست ہو گیا۔ نہ اس نے شراب دیکھی اور نہ ہی پیالہ۔ یہ تو عشق کی محفل ہے یہاں شراب اور پیالے کا کیا کام؟
بزم :۔ مجلس۔ محفل۔ چہ جائے :۔ کوئی جگہ نہیں (استفہام انکاری) محاورہ میں "کیا کام"؟ جامی اور جام میں تجنیس زائد ہے۔

ے ذوقِ شراب کیوں ہو مجھے چشمِ یار میں پیمانگی نہیں ہے کہ میخانگی نہیں؟

ج :۔ ۱۔ شرابخانے کے مستوں کے سامنے بخشش کی ڈینگ نہ مار۔ یہاں (بزمِ عشق یا میکدہ) تو جمشید بادشاہ کی سلطنت شراب کے ایک گھونٹ کی قیمت رکھتی ہے۔
لاف :۔ شیخی۔ ڈینگ۔ جمشید :۔ قدیم ایران کا جلیل القدر بادشاہ۔ جس نے جامِ جہاں نما ایجاد کیا۔ شراب بھی اسی کے زمانے میں وجود میں آئی۔

۲۔ جو کوئی صبح کی شراب پینے والوں کی مجلس میں (ایک بار) شریک ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ صبح سویرے ہی (شراب نوشی کی خاطر) اٹھتا ہے۔ خواہ وہ ملک شام کا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو ——— صبوحی :۔ صبح کی شراب۔ خسرو :۔ بادشاہ شام :۔ ملک شام۔ وقت شام۔ (لہذا صنعت ایہام ہوئی)۔

ے پڑ کے اک بار چھوٹتی ہے کہاں عادتِ مستی و مے آشامی

۳۔ اے میرے چاند! چہرے کو چمکا دمکا۔ کیونکہ آسمان کا سورج تیرے چہرے کو دیکھنے کے لئے چھت کے کنارے آیا ہوا ہے ——— ماہ :۔ چاند۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

استعارہ ہے محبوب سے جو آب و تاب اور حسن کے اعتبار سے ایک چاند ہے۔
تماشا:- دیدار۔ نظارہ۔

۴۔ موت کے قاصد کو کہہ دے کہ تیرے عاشقوں کے لئے تکلیف نہ اٹھائے۔
کیونکہ یہاں تو تیرا ایک ہی آنکھ کا اشارہ سب عاشقوں کا کام تمام کر دے گا۔
سپے۔ پیچھے۔ کی خاطر۔ پیک:۔ قاصد۔ پیکِ اجل۔ ملک الموت۔

۶:۔ ۱۔ تیرے شہیدوں کی وجہ سے عدم کا میدان لالہ زار بن گیا۔ کیونکہ وہ تیری محبت کا داغ (داغِ ناکامیٔ عشق) لئے اور خون سے آلودہ کفن اوڑھے چلے گئے۔
صحرائے عدم:- موت کی وادی۔ لالہ ستاں:- وادی یا میدان جہاں لالہ کے پھول اُگے ہوئے ہوں۔ "لالہ" استعارہ ہے خونیں کفن اوڑھے ہوئے عاشق سے۔

۲۔ مشرق کی ہوا نے تیرے منہ کی خوبی ہر کلی سے بیان کر دی۔ یہی وجہ ہے کہ تمام (غنچوں) کے منہ حیرت میں کھلے رہ گئے ہیں ——— لطف دہانت:۔ تیرے منہ کی خوبی یا تنگی۔ محبوب کے منہ کو بلحاظ تنگی غنچے سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ غنچہ محبوب کے تنگ دہن کو دیکھ کر دنگ رہ گیا ہے۔ اور حیرت میں اپنا منہ کھول دیا (یعنی کھل گیا) شعر میں صنعت حسن التعلیل ہے۔

ع سب ہنس پڑے کھل کھلا کے غنچے   چھیڑا جو لطیفہ اک صبا نے

۳۔ تیری اس قدر پیچ و خم رکھنے والی زلف سے ہمارے دل کی رہائی مشکل ہے۔
رو:- صورت۔ حالت۔ امکان۔ خلاصی:۔ رہائی۔ نجات۔

ع رہائی دل کی ناممکن ہے دامِ زلف سے مطلق

۴۔ تیرے عشق کی وادی میں آوارہ پھرنے کی لذت کے سبب گھر سے چھوٹے ہوئے عاشقوں کو اپنے وطن کی خواہش نہیں رہتی ——— آوارگی:۔ آوارہ پھرنا۔ مارے مارے پھرنا۔ تلاشِ محبوب میں بھٹکنا۔ میل:۔ خواہش۔ محبت۔

ع مارا ہوا چاہت کا جو آوارہ اپنے گھر سے ہو
حیران پریشان پھرے پھر کیا جانے کدھر جائے وہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سوال نمبر ۲ :- ذیل میں دئے اشعار کی تشریح کرو :-

ا - کبائر سہمگیں سنگے است در رہ ماندہ مردم را چنیں سنگے مگر داثرِ لب بلابِ ندم گردد

غمی خور کو بشادیہای بی اندازہ انجامد چو بیعقلاں مرو دنبالِ آں شادی کہ غم گردد

خداوندانِ ملک فتح و کسر دشمناں را گوی بر ایشاں چوں بگشت احوال بر ما نیز ہم گردد

دلت را دیدہ ہا بردوز تا عین الیقیں گردد نشت راز خم ہا برگیر تا کنز الحکم گردد

ب - بہ دولت یا بدم تحمید ذاتِ مصطفیٰ اگو ہم کہ در در لبوزہ صوفی گر ذ اصحاب کرم گردد

زباں را درکش اے سعدی از شرحِ علیم او گفتن تو در علمش چہ دانی، باش تا خود را علم گردد

اگر تو حکمت آموزی بدیوانِ محمدؐ رو کہ بوجہل آں بود کاو خود بدانش بو حکم گردد

ز فقر جاو دانی رست صاحب مالِ دنیا شد ہر آں درویش صاحب دل کزیں در محتشم گردد

ج - منم آں قطرہ کہ صد سینہ و دل کردم داغ تا زنوکِ مژہ غلطیدہ بہ داماں رفتم

منم آں یوسفِ بدروزہ کہ تا رفتہ بہ مصر تا بروں آمدم از چاہ بزنداں رفتم

منم آں غنچۂ پژمردہ کہ از بادِ خزاں خندہ برلب گرہ و سر بہ گریباں رفتم

نور پیشانیٔ صبح طربم لیک چہ سود کہ زغم تیرہ تر از شامِ غریباں رفتم

رفتنم آہستہ ولے صاحب دل می داند کہ دل آشوب تر از زلفِ عروساں رفتم

مردم از گریہ و کارم بہ تبسم نکشید منم آں نوح کہ ہم بر سرِ طوفاں رفتم

د - بسکہ عیسیٰ نفساں بوسہ براہم دادند ہر قدم بر سرِ صد چشمۂ حیواں رفتم

بال اندیشہ زپرواز شکستم صد بار تبری ظن کہ بہ عرشِ سخن آساں رفتم

السلام اے ملک النظم بہ دل داد زخاک چوں بہ آرامگہِ ناظمِ شرواں رفتم

داورا دوش بدوش قدر اندر رہِ عمر با ثنای تو و نفریں حسوداں رفتم

جواب :- ا - ا - گناہِ عظیم انسان کے راستے میں ایک خطرناک چٹان سے کم نہیں۔ جو اس کی روحانی ترقی کی راہ مسدود کر دیتی ہے۔ ایسے گناہِ کبیرہ کا کفارہ صرف توبہ کے آنسوؤں سے ہی ہو سکتا ہے۔ کی ہوئی برائیوں پہ اگر خلوصِ دل سے آنسو بہائے جائیں تو خدا کے رحم و کرم کی امید ہو سکتی ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۲۔ حقیقی خوشی اور ابدی سعادت کی بنیاد غم کھانے پر ہی ہے۔ دنیا میں جس قدر زیادہ رنج والم اٹھایا جائے اسی قدر انسان کی عاقبت سنورتی ہے۔ اور بالآخر اسے راحت ابدی نصیب ہوتی ہے۔ اس دنیا کی خوشیاں نہ صرف عارضی ہیں۔ بلکہ غم اور مصیبت کا سبب ہوتی ہیں۔

۳۔ دنیا میں ہر لحظہ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اگر آج ایک شخص فاتح ہے۔ تو کل وہی زمانہ کے ہاتھوں ذلت اور مصیبت کا شکار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ

ع سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں

اس لئے ظفر کے شادیانے بجانے والے بادشاہ کو اپنے مفتوح دشمن کے ساتھ مناسب سلوک روا رکھنا چاہیئے۔

۴۔ انسان کو حقیقت کی تہ تک پہنچنے کے لئے دل کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ دنیا کے مظاہر ذات حقیقی کی محض ایک جھلک ہیں۔ ہماری ظاہری آنکھ (بصارت) نور صمدی کی تاب نہیں لاسکتی۔ ہمیں چشم باطن (بصیرت) سے کام لینا چاہیئے۔ جو ہمارے دل میں مضمر حقیقت کو پاسکتی ہے۔ تحصیل حکمت اور اکتساب معرفت کے لئے جسمانی ریاضت اور رنج کشی لازمی ہے۔

ب۔ ۱۔ چونکہ مجھے خوش بختی درکار ہے۔ اس لئے حضرت محمد صلعم کی نعت میں شعر کہہ رہا ہوں۔ کیونکہ بھیک مانگتے وقت درویش سخیوں کے گرد ہی پھرا کرتے ہیں۔

دولت:۔ خوش قسمتی۔ تحمید:۔ تعریف کرنا۔ یہاں مراد ہے نعت (نبی کریم صلعم کی تعریف) دریوزہ:۔ بھیک مانگنا۔

۲۔ اے سعدی! تو اس کے علم کو کھول کر بیان کرنے سے زبان کو روک لے۔ تو اس کے علم کے بارہ میں کیا جانتا ہے۔ ذرا انتظار کر تاکہ کل (روز قیامت) کو وہ ظاہر ہو جائے ——— زبان در کشیدن:۔ زبان کو روکنا۔ بند کرنا۔

۳۔ اگر تو دانائی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو حضرت محمد صلعم کے دربار میں جا۔ کیونکہ وہ بوجہل (جہالت کا باپ، جاہل مطلق) بنتا ہے جو اپنے آپ کو بوعلم (حکمت کا باپ)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سمجھتا ہے ——— بوجہل :- ابوحکم مکہ کا رہنے والا تھا۔ اور اسلام دشمنی کے لئے مشہور تھا۔ حضرت محمد صلعم اسے ازراہِ حقارت ابوجہل کے نام سے پکارتے تھے۔

۴۔ ہر وہ فقیر صاحبدل جو اس دروازے سے شرف یاب ہؤا دائمی افلاس سے چھوٹ گیا۔ اور دنیاوی زر و مال کا مالک بن گیا ——— فقر :- افلاس۔ ناداری۔ جاودانی :- دائمی۔ مختشم :- معزز۔

ج ۱۔ میں وہ آگ پھونک دینے والا قطرہ ہوں جو آنکھ کی پلک سے دامن میں گرتے گرتے سینکڑوں سینوں اور دلوں کو جلا دیتا ہوں۔ یعنی میری حالتِ زار دیکھنے والے پر رقت طاری کر دیتی ہے۔ اور اس کے دل میں نہ صرف ایک جلن پیدا کر دیتی ہے۔ بلکہ ایک ناقابل محو غم کا داغ بھی چھوڑ جاتی ہے۔

۲۔ میں پاکیٔ طینت اور بلندیٔ ہمت اور حسنِ طبیعت کے باعث ایک یوسف ہوں۔ لیکن جہاں یوسف چاہِ کنعاں سے نکل کر مصر میں قید ہؤا اور بعد ازاں عزیزِ مصر بن گیا۔ میں وہ بدبخت یوسف ہوں جو بغیر مصر میں گئے مصائب دنیوی کی قید میں گرفتار ہو گیا۔

۳۔ میری حالت اس مرجھائے ہوئے غنچے کی سی ہے جو بادِ خزاں کے باعث سہم سمٹ گیا ہو۔ اور جسے کھلنے (ہنسنے) کی فرصت ہی نہ ملی ہو۔ یعنی دل کی امنگیں بر نہ آئیں۔ اور تمام ارمانوں پر پانی پھر گیا۔ عین شباب کی حالت میں حسرت بھرے دل کے ساتھ باغِ جہاں سے رخصت ہؤا ؎

پھول تو دو دن بہارِ جانفزا دکھلا گئے   حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

۴۔ اس میں شک نہیں کہ میں خوشی کی صبح کے ماتھے پر ایک نور ہوں۔ یعنی مجھے دیکھ کر لوگوں کا دل شاد ہو جاتا ہے۔ ع

چشمِ ما روشن دلِ ما شاد

مگر افسوس ہے تو یہ کہ میں خود دلی غم کے سبب یاس انگیز اور بھیانک تاریک شام سے بھی زیادہ مکدر دل رکھتا ہوں۔ مطلب یہ کہ میری تمناؤں کا خون ہو چکا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور دل میں امید کی شعاع تک نہیں۔ بلکہ نا امیدی کی تاریکی ہی تاریکی ہے۔

۵- بیشک میں آہستہ اور سکون کے ساتھ رخصت ہوا۔ لیکن کون کہتا ہے کہ مجھے اطمینان خاطر حاصل تھا۔ میں تو حبیبوں کی زلف پریشان سے بھی زیادہ پریشان حالت میں گیا۔

۶- تمام زندگی رونے گذر گئی۔ کبھی ہنسنے کی فرصت نہ ملی۔ میں آنسوؤں کے ایک ایسے طوفان میں بہ گیا جس کا خاتمہ نہ تھا۔ حضرت نوح کو بیشک ایک بڑے طوفان سے واسطہ پڑا۔ مگر آخر اس کی حد تھی جہاں وہ اتر گیا۔

د- ۱- میرے راستے پر اس قدر عیسیٰ نفسوں (زندگی کی روح پھونکنے والے) نے بوسے دئے کہ مجھے قدم قدم پر سینکڑوں آب حیات کے چشمے عبور کرنے پڑے۔ یعنی میرے اشعار میں وہ روح پرور اور جانفزا حسن اور خوبی ہے کہ ان کے سبب مجھے لافانی زندگی حاصل ہے۔ گویا میں نے آب حیات نوش کر لیا ہے۔ اور مجھے زندگی جاوید نصیب ہو چکی ہے۔

۲- تخیل کے بازوؤں کے ساتھ اڑنے اڑنے کئی بار میں تھک کر چور ہو گیا۔ نازک خیالی اور مضمون آفرینی کی بلندیوں پر پرواز کرنا خالہ جی کا گھر نہیں ؎

خشک سیروں تنِ شاعر کا لہو ہوتا ہے — تب نظر آتی ہے اک مصرعۂ تر کی صورت

۳- ناظم شروان (خاقانی شروان) نے بھی مجھے اقلیم سخن کا تاجدار تسلیم کر لیا۔ اور اپنی قبر سے مجھے ملک النظم (ملک الشعراء) کا خطاب عطا کیا۔

۴- اے انصاف پرور! میں نے تیری تعریف اور تیرے حاسدوں کی مذمت کی جس سے مجھے قدر و منزلت حاصل ہوئی۔

سوال نمبر ۳:- بامحاورہ اردو میں ترجمہ کرو:-

۱- بیاراست رخ را بسانِ بہار — دگر چند زیبانہ بودش نگار

برستم آمد پر از رنگ و بوی — بپرسید و بنشست نزدیک اوی

تہمتن بیزداں نیایش گرفت — جہاں آفریں را ستائش گرفت

کہ در دشتِ مازندراں یافت خواں — می و رود با میگسار جوان

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ندانست کو جادوی ریمن است — نهفته برنگ اندر اهرمن است

ب۔ وز آنجا سوی روشنائی رسید — زمیں پرنیاں دید یکسر خوید

جهانے ز پیری شده نوجواں — همه سبزه و آب ہائے رواں

همه جامه بر تنش چوں آب بود — نیازش به آسائش و خواب بود

بروں کرد ببر بیاں از برش — بخوی اندروں غرقه بد مغفرش

ج۔ میان دو کوہ ہست پرہول جائے — نپرد برآں آسمانش ہمائے

سر نرہ دیواں چو دیو سپید — کزو کوه لرزاں بود ہمچوں بید

یکے کوه یابی مر او را به تن — بر و کفت و یالش بود ده رسن

ترا با چنیں شاخ و دست و عناں — گزارندهٔ تیغ و گرز و سناں

چنیں برز و بالا دایں کار کرد — نه خوبست با دیو پیکار کرد

د۔ بر اہیخت شمشیر کیں پیلتن — ز دیواں به پرداخت آں انجمن

چو برگشت خورشید گیتی فروز — بیامد دماں تا به کوه اسپروز

ز اولاد بگشاد خم کمند — نشستند زیر درختِ بلند

تہمتن ز اولاد پرسید راه — بشہرے کجا بود کاؤس شاه

جواب:- ا-۱- اس نے اپنے چہرے کو بہار کی مانند آراستہ کیا۔ اگرچہ اس کے نقش کچھ اچھے نہ تھے۔ ______ لیسان:- کی مانند۔ زیبا:- خوبصورت نگار:- نقش

۲۔ وہ بناؤ سنگار کے ساتھ رستم کے پاس آئی۔ اس کا حال پوچھا اور اس کے نزدیک بیٹھ گئی ______ بر:- نزدیک۔ پاس۔

۳- پہلوان نے خدا کا شکریہ ادا کرنے کے لئے زبان کھولی۔ اور دنیا کو پیدا کرنیوالے کی تعریف کرنے لگا ______ نیایش:- شکریہ۔ تعریف۔ حمد یزداں:- خدا۔

۴- اس لیئے کہ اسے مازندراں کے جنگل میں ایک دسترخوان نصیب ہوا۔ اور ساتھ ہی شراب۔ باجہ۔ اور نوجوان ساقی ______ رود:- باجہ۔ میگسار:- شراب پینے والا یا پلانے والا۔ ساقی۔ محبوب۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۵- وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ ایک مکروہ جادوگرنی ہے۔ جس نے شیطان کا سوانگ بھرا ہوا ہے ـــــــــ رہمین :- غلیظ - مکروہ - جادو :- جادوگر۔ نہفتہ :- چھپا ہوا۔ اہرمین :- شیطان۔

ب ۱- وہاں سے وہ روشنی کی طرف پہنچا۔ زمین کو ہریاول کے سبب سراسر رنگدار مخمل پایا ـــــــــ پرنیان :- ریشم - رنگدار مخمل - یکسرہ - ایک سرے سے دوسرے تک - خوید :- گندم یا جو کی ہری بھری کھیتی - سبزہ - ہریالی۔

۲- دنیا بڑھاپے سے دوبارہ نوجوان بن گئی تھی۔ تمام سبزہ ہی سبزہ تھا۔ اور بہتے ہوئے پانی کے چشمے۔

۳- اس کے جسم پر اس کا تمام لباس (پسینے میں) شرابور تھا۔ اسے آرام اور نیند کی حاجت تھی ـــــــــ نیاز :- ضرورت - حاجت - چول آب :- پانی پانی۔ پسینے میں شرابور۔

۴- اس نے اپنے جسم سے زرہ اتاری۔ اس کی خود پسینے میں غرق (تر) تھی۔ برش :- اس کا جسم - خوی :- پسینہ - مغفر :- لوہے کی ٹوپی جو جنگ میں سپاہی اپنی حفاظت کے لئے پہنا کرتے ہیں۔ خود۔

ج ۱- دو پہاڑوں کے درمیان ایک خطرناک مقام ہے۔ اس کے آسمان (فضا) پر ہما بھی نہیں اڑ سکتا ـــــــــ پرہول :- ہولناک - خوفناک۔

۲- ان مکروہ (بدصورت) دیوؤں کا سردار سفید دیو ہے۔ جس سے پہاڑ بھی بید کی طرح کانپتا ہے ـــــــــ نرہ :- بدصورت - سر :- سردار۔

۳- تو اسے جسم کے لحاظ سے ایک پہاڑ پائے گا۔ اس کا سینہ۔ کندھے اور گردن دس رسوں کے برابر ہیں ـــــــــ یکے :- میں یائے تعظیم ہے۔ یعنی ایک بڑا - بر :- سینہ - کفت :- کندھا - یال :- گردن - رسن :- رسی۔

۴-۵- "تیرے لئے ایسے (دبلے پتلے) بازو، ہاتھ اور رکاب کے ساتھ۔ تلوار۔ گرز۔ اور نیزے کو چلاتے ہوئے۔ ایسے قد و قامت، جسم اور اس کا رنگداری کے ساتھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ایک دیو سے لڑنا اچھا نہیں ——— شاخ :- بازو - سنان - نیزہ -
برز :- قد و قامت - پیکار :- لڑائی -

د -۱- ہاتھی ایسا جسم رکھنے والے (پہلوان - رستم) نے کینے کی تلوار کھینچ لی - اور اس محفل کو دیوؤں سے خالی کر دیا ——— برآہیختن :- (تلوار) کھینچنا یا سونتنا - پرداختن :- خالی کر دیا منتشر کر دیا -

۲- جب دنیا کو روشن کرنے والا آفتاب واپس (مغرب کو) لوٹا - تو وہ (رستم) تیزی کے ساتھ اسپروز پہاڑ کو آگیا ——— برگشت :- لوٹا - غروب ہوا -
دمان :- تیزی کے ساتھ -

۳- کمند کا پھندا اولاد سے کھول دیا - اور وہ دونو ایک بلند درخت کے نیچے بیٹھ گئے ——— خم :- پیچ - حلقہ - پھندا -

۴- تہمتن (رستم) نے اولاد سے اس شہر کا راستہ پوچھا جہاں کاؤس بادشاہ (قید) تھا ——— کجا :- کہ آنجا - جہاں - جس جگہ -

سوال نمبر ۴ :- مندرجہ ذیل میں فرق کی توضیح کرو :-

(۱) فاعل اور اسم فاعل (۲) مفعول اور اسم مفعول - (۳) محمود ذہنی اور محمود خارجی - (۴) استعارہ اور تشبیہ - (۵) مجاز مرسل اور مجاز مرتجل - (۶) مرکب اضافی اور مرکب توصیفی - (۷) مرکب امتزاجی اور مرکب غیر امتزاجی -

جواب :- ۱- فاعل :- اسم جامد (یا ذات) ہوا کرتا ہے - اور کام کرنے والے پر دلالت کرتا ہے - مثلاً موہن رفت میں موہن -

اسم فاعل :- مصدر سے مشتق ہوا کرتا ہے - مثلاً رفتن سے "رونده" (جانے والا) اسم فاعل ہے -

۲- مفعول :- وہ اسم ذات (یا جامد) جس پر کوئی فعل واقع ہو - مثلاً موہن کتاب را درید میں کتاب -

اسم مفعول :- مصدر سے مشتق ہوتا ہے - مثلاً کشتہ را از میدان بیروں بیارید میں "کشتہ"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۳۔ معہود ذہنی :۔ وہ اسم نکرہ ہے جو متکلم یا مخاطب کے ذہن میں مشخص ہو۔ مثلاً اگر کوئی بات کرتے کرتے لفظ "دشمن" کا استعمال کرے اور اس سے مراد کوئی خاص آدمی ہو مثلاً زید یا بکر تو دشمن معہود ذہنی ہوگا۔

معہود خارجی :۔ وہ اسم نکرہ ہے جو کسی خاص وجہ سے ذات معین پر دلالت کرے۔ مثلاً لفظ "کلیم" سے ذات حضرت موسیٰ علیہ السلام مراد ہوا کرتی ہے۔ معہود خارجی کی لقب یا خطاب سے تمیز کرنی چاہئے۔ "لقب" کسی بڑے آدمی یا بادشاہ کا اپنا اختیار کیا ہوا ہوتا ہے۔ مثلاً عالمگیر اورنگ زیب کا لقب تھا) "خطاب" کسی بڑے آدمی یا بادشاہ کی طرف سے کسی چھوٹے آدمی کو دیا جاتا ہے۔ مثلاً "شرف الدولہ"۔ "غازئ اسلام" وغیرہ۔ معہود خارجی ان دونو سے مختلف ہے۔

۴۔ تشبیہ :۔ جب کسی چیز کو کسی دوسری چیز سے شکل وصورت یا کسی اور اعتبار سے مشابہت ہو تو اس نسبت کو تشبیہ کہتے ہیں۔ اور حرف تشبیہ، مثلاً چوں۔ ہمچوں۔ مانند وغیرہ ضرور ساتھ ہوا کرتا ہے۔ جیسے رخ چوں گل ہیں، "چوں" حرف تشبیہ ہے۔ رخ مشبہ ہے اور گل مشبہ بہ۔ حسن یا رنگ وجہ تشبیہ ہے۔

استعارہ :۔ جب کوئی لفظ اپنے حقیقی معنوں کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہو یا مشبہ کو ترک کرکے صرف مشبہ بہ کو لے کر مشبہ کی جگہ استعمال کریں مثلاً "شیر" کہیں اور "شجاع" مراد لیں۔ یا "مار" کہیں اور "موذی" مفہوم ہو۔ یا مثلاً گوشِ ہوش میں اضافتِ استعارہ ہے۔ لیکن نرگس چشم میں اضافت تشبیہی ہے۔ کیونکہ گوش کو ہوش سے کوئی خاص علاقہ نہیں صرف معنوی تعلق ہے۔ اور نرگس کو صورت کے لحاظ سے چشم سے مشابہت ہے۔

۵۔ مجاز مرسل :۔ جب کسی لفظ کو اپنے حقیقی معنی کے علاوہ کسی ایسے معنی میں استعمال کیا جائے جس کا اس لفظ کے ساتھ تشبیہی تعلق نہ ہو۔ بلکہ کوئی اور نسبت ہو تو وہ استعارہ نہ ہوگا بلکہ مجاز مرسل۔ مثلاً نہر رواں شد میں نہر سے مراد "آب" ہے۔

مجاز مرسل :۔ جب کسی لفظ کو ایسے معنی میں استعمال کریں جس کا اس لفظ کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ساتھ نہ حقیقی تعلق ہو نہ مجازی مثلاً خر کہیں اور "احمق" مراد لیں۔

۶۔ مرکب اضافی :۔ ایسے دو کلموں کا مجموعہ جن میں سے ایک مضاف (جس چیز کو کسی اور چیز کے ساتھ لگاؤ ہو) اور دوسرا مضاف الیہ (جس سے کسی چیز کو لگاؤ ہو) مثلاً اسپ حامد۔ شہر ما۔

مرکب توصیفی :۔ ایسے دو کلموں کا مجموعہ جن میں سے ایک صفت ہو۔ اور دوسرا موصوف مثلاً آبِ شیریں۔ بعض اوقات صفت موصوف سے پہلے آجایا کرتی ہے مثلاً پیر مرد۔ ایسے صفت مقدم کہتے ہیں۔

۷۔ مرکب امتزاجی :۔ دو کلمے آپس میں مل کر ایسی ترکیب پائیں کہ ایک ہو جائیں۔ اور جدا جدا معلوم نہ ہوں مثلاً پانزدہ۔ یا اس مرکب کا دوسرا جزو کوئی مستقل معنی نہ رکھتا ہو۔ مثلاً بینا۔ کشتنی۔ آہنیں وغیرہ۔

مرکب غیر امتزاجی :۔ ایسے دو کلموں کا مجموعہ جو جدا جدا معلوم ہوں اور بامعنی ہوں۔ مثلاً سیاہ خام۔ گلرو۔ لعلگوں وغیرہ۔

سوال نمبر ۵ :۔ ترکیب نحوی کرو :۔

چو مرغ از قفس رفت و بگسست قید

دگر رہ نگردد بسعی تو صید

جواب :۔ چو .. .. حرف شرط

رفت .. .. .. فعل			جملہ فعلیہ ہوکر معطوف الیہ	جملہ معطوفہ ہوکر شرط
مرغ .. .. .. فاعل				
از .. .. جار	متعلق فعل			
قفس .. .. مجرور				
و .. .. حرف عطف				
بگسست .. .. فعل لازم			معطوف	
قید .. .. فاعل				

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نگردو	...	فعل ناقص	جزا	شرط، حرف شرط اور جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔
او (محذوف)	...	اسم		
صید	...	خبر		
دگر	...	صفت	مفعول فیہ	
رہ	...	موصوف		
ب	...	جار	متعلق فعل ناقص	
سی	...	مضاف	مجرور	
تو	...	مضاف الیہ		

پرچہ الف

(۴۲)

سوال نمبر ۱:- ترجمہ کرو:-

ا- با ما سخنت نیست مگر بہر تسلی — گویم بدل خود ز زبان تو سخن ہا

آراستہ باد از شکن طرہ عذارت — کز رشک تو بر روی گل افتادہ شکن ہا

دارند بدو رشکرستان تو خوباں — چوں نیشکر انگشت تحیر بدہن ہا

تا برکشد از چاہ ذقن تشنہ لباں را — زلف سیہت بر سر ہم بستہ رسن ہا

ایام گل است آصفی و غنچہ تہی دل — پر نیست صراحی چہ نشاط از گل تنہا

ب- چہ فتنہ بود کہ حسن تو در جہاں انداخت — کہ یکدم از تو نظر بر نمی تواں انداخت

بلای غمزۂ نامہربان خونخوارت — چہ خون کہ در دل یاران مہرباں انداخت

ز عقل و عافیت آں روز بر کراں ماندم — کہ روزگار حدیث تو درمیاں انداخت

نہ باغ ماند و نہ بستاں کہ سرو قامت تو — برست و ولولہ در باغ و بوستاں انداخت

ج- دلم چو در زلف تو افتاد بگو کہ — ز آفتاب رخت سایہ بر آں انداخت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رخ تو در خورِ چشمِ من است لیکن چہ سود　　　که پردہ از رخِ تو بر نمی تواں انداخت

قبولِ تو دگراں را بہ صدرِ وصل نشاند　　　دلِ شکستۂ ما را بر آستاں انداخت

عراقی از دل و جان آں زماں امید برید　　　کہ چشمِ جادوئی تو چین برابرواں انداخت

۷۔ نبود نقشِ دو عالم کہ رنگِ الفت بود　　　زمانہ طرحِ محبت نہ ایں زماں انداخت

شرابِ خجے رده و خوی کردہ چوں شدی بہ چمن　　　فروغِ روی تو آتش در ارغواں انداخت

بہ یک کرشمہ کہ نرگس بہ خود فروشی کرد　　　فریبِ چشمِ تو صد فتنہ در جہاں انداخت

بہ بزمگاہِ چمن دوش مست بگذشتم　　　چو از دہانِ تو ام غنچہ در گماں انداخت

جواب۔ ا۔ ۱۔ تو میرے ساتھ بات تک بھی نہیں کرتا۔ لیکن میں اپنی تسلی کے لئے تیری طرف سے اپنے دل کے ساتھ باتیں کر لیا کرتا ہوں ——— سخن:۔ بات۔

انسان کی زبان راز ہائے عشق کی ترجمانی نہیں کر سکتی ؎

بے زبانی ترجمانِ شوق بیحد ہو تو ہو　　　ورنہ پیشِ یار کام آتی ہیں تقریریں کہیں

اور پھر عاشق کو زبان ہلانے کی بھلا ضرورت ہی کیا ہے۔ کیونکہ اس کی حالت محبوب پر خوب عیاں ہے ؎

معلوم سب ہے پوچھتے ہو پھر بھی مدعا　　　اب تم سے دل کی بات کہیں کیا زباں سے ہم

۲۔ تیرے رخسار تیری زلفوں کے حلقوں سے آراستہ ہوں۔ کیونکہ تیرے (حسن کے) رشک کے سبب گلاب کے پھول کے چہرے پر شکن پڑ گئے ہیں۔

شکن:۔ بل۔ حلقہ۔ چین۔ تیوری۔ عذار:۔ رخسار۔

محبوب کو تو کسی آرائش کی بھی حاجت نہیں ہوتی ؎

یکتا ہے سادگی میں تیرا حسن دلفریب　　　آرائشِ جبیں کا ارادہ نہ کر عبث

۳۔ تیرے شکر کے ذخیرہ کے ارد گرد (تمام) حسین اپنی حیرت کی انگلی گننے کی طرح منہ میں ڈالے ہوئے ہیں ——— شکرستان:۔ شیرینی اور مٹھاس کا ذخیرہ استعارہ ہے محبوب کے شیریں لبوں سے۔ تحیّر۔ حیرت۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۴۔ تاکہ تیری کالی زلف پیدا سے عاشقوں کو تیری ٹھوڑی کے کنوئیں سے باہر

نکال لائے۔ اس نے تیرے سر پر رسیاں گوندھ (بٹ) رکھی ہیں۔
ذقن: ٹھوڑی۔ تشنہ لب:۔ عاشق جو محبوب کے شیریں لبوں کا پیاسا ہوتا ہے۔
۵۔ اے عاقصفی! (کھلے ہوئے) پھولوں کا زمانہ ہے۔ اور غنچے خالی دل (شگفتہ) ہیں
مگر صراحی (شراب سے) پر نہیں۔ صرف پھولوں سے کیا خوشی حاصل ہو سکتی ہے۔ فصل
بہار میں شراب پینے کو جی چاہتا ہے۔ اور عاشق ساقی سے یوں طالب جام ہوتا ہے ؎

ساقی سے فصلِ گل میں کریں کیوں سوال ہم　　کیا التماس کی بھی ضرورت ہے آج کل

ب۔ ۱۔ تیرے حسن نے دنیا میں کونسا فتنہ بپا کر دیا۔ کہ دم بھر کے لئے بھی تجھ سے
آنکھ نہیں ہٹا سکتے۔
محبوب کی آنکھ وہ جادو رکھتی ہے۔ کہ ؎

دیکھو تو چشمِ یار کی جادو نگاہیاں　　بیہوش اک نظر میں ہوئی انجمن تمام

۲۔ تیرے خونخوار ظالم اشارے کی بلا نے تیرے محبت بھرے عاشقوں کے دلوں کا
کیا خون کر دیا ــــــــ غمزہ:۔ آنکھ کا اشارہ۔
عاشق کو محبوب کے دیدار کا بے حد شوق ہوتا ہے۔ مگر اسے معلوم نہیں کہ اس
کی ایک ہی نظر اس کا دل اور دین اڑا لے گی ؎

آپ انہیں شوق سے مہمان بلائیں حسرتؔ　　کچھ مگر نذرِ دل و دیں کا تو ساماں کر لیں

۳۔ میں اسی دن عقل اور آرام سے محروم ہو گیا جس دن زمانے نے تیرا ذکر چھیڑا۔
عافیت:۔ آرام۔ برکراں ماندن: محروم ہونا۔ حدیث:۔ بات۔ ذکر۔ درمیان انداختن:۔
درمیان میں لانا۔ ذکر چھیڑ دینا۔
عاشق صادق عقل کو خیر باد کہہ دیا کرتے ہیں۔ ان پر ہر وقت بے خودی اور مستی
طاری رہتی ہے۔ اور یہی ان کے لئے صحیح راہ ہے ؎

مذہبِ عاشقی میں ہے لے عقل　　بے خودی انتہائے دانائی

۴۔ نہ باغ رہا اور نہ ہی بوستاں۔ کیونکہ تیرے قد کا سرو اٹھا اور باغ اور بوستان
میں فتنہ بپا کر دیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حسینانِ چمن (پھول) کی محبوب کے سامنے وقعت ہی کیا ہے ؎

ہم نے کی ہے سیرِ چمن غور سے اے بلبلِ زار　　　بات چھپتی ہوتی کوئی گل وریحاں ہیں نہیں

ج - ۱- چونکہ میرا دل تیری زلفوں میں پھنس چکا ہے۔ اس لئے کبھی کبھی تیرے چہرے کے آفتاب سے (پناہ کا) سایہ اس پر ڈال سکتے ہیں۔

عاشق جلوۂ محبوب کی تاب نہیں لا سکتا۔ ع

نظر کو تاب تماشائے حسنِ یار کہاں

۲- تیرا دیدار میری آنکھوں کے لائق تو ہے۔ لیکن کیا فائدہ۔ کیونکہ تیرے چہرے سے پردہ دور نہیں کیا جا سکتا ——— درخور:- لائق۔

۳- تیرے قبول نے دوسروں (رقیبوں) کو تو وصال کے مقام عزت پر بٹھا دیا۔ اور ہمارے لوٹے ہوئے دل کو دہلیز پر پھینک دیا۔

۴- عراقی نے اسی وقت دل اور جان سے ہاتھ دھو لئے جب تیری جادو بھری آنکھوں نے بھوؤں پر شکن ڈال لئے۔

کیوں نہ ہو دل اور جان محبوب ہی کی تو امانت ہیں ؎

دل ہو کہ جان تجھ سے کیونکر عزیز رکھئے　　　دل ہے سو چیز تیری جاں ہے سو مال تیرا

د- ۱- دو جہاں کا ابھی نام و نشان نہ تھا کہ محبت کا رنگ وجود میں تھا۔ یہ حرف ابھی ابھی نہیں کہ زمانے نے عشق کی بنیاد ڈالی (خاکہ کھینچا)۔

۲- جب تو شراب پی کر اور پسینے میں شرابور ہو کر باغ میں گیا۔ تو تیرے چہرے کی چمک دمک نے ارغوان کے پھول میں آگ پھونک دی ——— خوئی: پسینہ۔ فروغ:- آب تاب۔ نور۔

ارغوان محبوب کے سلگوں رخسار کے حسن کو دیکھ کر جل بھن گیا۔ بھلا وہ اس نورِ سوزاں کی تاب بھی کیونکر لا سکتا تھا۔ حسرت نے محبوب کے تکلم کو برقِ تپاں سے تعبیر کیا ہے ؎

اک برقِ تپاں ہے کہ تکلم ہے تمہارا　　　اک سحر ہے لرزاں کہ تبسم ہے تمہارا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۳۔ نرگس نے جو دکھلاوے کے طور پر ایک ہی کرشمہ دکھایا (نمائش حسن کے لئے آنکھ کی صورت اختیار کی) اس کے مقابلہ میں تیری آنکھ کے جادو نے دنیا میں سینکڑوں فتنے بپا کر دئیے۔ (نرگس کا مقابلہ چشمِ محبوب سے! خاک را چہ نسبت با عالمِ پاک نرگس کے پاس سوائے ایک کرشمہ چشم کے دھرا ہی کیا ہے؟)۔

۴۔ کل رات میں باغ کی محفل میں سے مستی کی حالت میں گذر گیا۔ جب غنچہ نے مجھے تیرے منہ کے گمان میں ڈال دیا —————— دوش:۔ کل رات۔ غنچے سے باعتبار تنگی محبوب کے منہ کو تشبیہ دی جاتی ہے۔

سوال نمبر ۲:۔ مندرجہ ذیل اشعار کی تشریح کرو:۔

ا۔ ور رونقت حرص نگذارد کہ زر بر دوستاں پاشی — شکم خالی چو نرگس باش تا دستت درم گردد
خداوندا گر افزائی بدیں حکمت کہ بخشیدی — مرا افزوں شود بینی آنکہ از آئینہ نو کم گردد
فتاد اندر تنِ خاکی ز ابرِ بخششت قطرہ — مدد فرما بفضلِ خویش تا ایں قطرہ یم گردد

ب۔ عَلَمِ دولتِ نوروز بہ صحرا برخاست — لشکرِ زحمتِ سرما ز سرِ ما برخاست
تا رباید کلہ قاقم برف از سرِ کوہ — یزک تابشِ خورشید بہ یغما برخاست
بر عروسانِ چمن بست صبا ہر گہری — کہ بغواصی ابر از دلِ دریا برخاست

ج۔ باز دے ہمتم آں روز چو قیمت بشکست — کہ بنابیدنِ سرپنجۂ مرجان رفتم
منم آں میوۂ ارزندہ بہ بستانِ کمال — کہ بدست و دہن ذائقہ ارزاں رفتم
منم آں شیر ختن صید کہ آہو گیرم — کہ چو موشاں بہ شکارِ نیۂ ابناں رفتم
گوہرِ قیمتیِ گنجِ ازل بودم لیک — رہ بہ سوے عزتی جنس فراواں رفتم

د۔ ذوقِ عریانیِ تجرید ندانستم حیف — کز پے سندس و استبرق و رضواں رفتم
آخر ایں بار کہ تواں گفت کہ در مکتبِ قدس — دانش آموز خرد بودم و ناداں رفتم
شعر ورزیدم و از معرفت آں سو ماندم — جانِ معنی شدم و صورتِ بیجاں رفتم
شبِ یلدای حیاتم نہ بہ سحر گوید حیف — کہ در افسانۂ بیہودہ بہ پایاں رفتم
۵ زاں شکستم کہ بدنبالِ دلِ خویش مدام — در نشیبِ شکنِ زلفِ پریشاں رفتم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جواب:- ۹- ۱- لالچ ایک ایسی برائی ہے جو انسان کو کسی کام کا نہیں چھوڑتی۔ دوست تک ایک حریص سے کوئی امید نہیں رکھ سکتے۔ وہ تو خود غرضی کا پتلا ہوتا ہے۔ اور نفس کا بندہ۔ انسان کو صرف اپنے پیٹ پر ہی ہاتھ نہیں پھیرنا چاہئے۔ بلکہ نرگس کی طرح دستِ کرم سے ہر وقت سوالیوں پر روپیوں کی بارش ہوتی رہے۔ تو نہ صرف مناسب بلکہ کارِ ثواب ہے۔

۲- خدا کا بحرِ کرم بیکراں ہے۔ اگر وہ چاہے تو انسان کو نعمتوں سے مالا مال کردے۔ اور حکمت کے موتیوں سے اس کا خزانہ معمور۔ اور لطف یہ کہ اس کے اپنے بھنڈارے میں ذرہ بھر کمی نہیں آتی۔

۳- اگر مثال کے طور پر خدا کو ایک سمندر تصور کر لیا جائے تو انسان کی روح ایک قطرہ ہوگی۔ جو عنایتِ الٰہی سے فنا فی اللہ ہو کر سمندر کی لاانتہا وسعت اختیار کر سکتی ہے۔ ع

دلِ ہر قطرہ ہے سازِ انا البحر

ب ۱- جب بہار کا موسم شروع ہوتا ہے۔ سردی کی زحمت رفع ہو جاتی ہے۔ نوروز کو بادشاہ تصور کیا گیا ہے۔ جو اپنے لاؤ لشکر سمیت بڑی دھوم دھام سے آتا ہے۔ اور سردی کے لشکر کو بھگا دیتا ہے۔

۲- برف کو پہاڑ کا تاج کہا گیا ہے۔ جو آفتاب کی حرارت کا لشکر اس کے سر (چوٹی) سے اڑا لے جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ سورج کی گرمی سے پہاڑ کی چوٹی پر پڑی ہوئی برف پگھل جاتی ہے۔ گویا پہاڑ اپنے تاج سے محروم ہو گیا۔

۳- عروسانِ چمن (باغ کی نئی نویلی دلہنیں) سے مراد ہے خوبصورت پھول جن پر شبنم کے قطرے آبدار موتیوں سے کم نہیں۔ اور یہ موتی بادِ صبا سمندر کی تہ سے آرائش گل (عروسِ چمن) کے لئے نکال لائی۔ مطلب یہ کہ سمندر کا پانی بخارات بن کر اوپر اڑا۔ اور عملِ تکاثف سے بادل بنا۔ اور پھر شبنم کی صورت میں پھولوں کے حسن کو دوبالا کیا۔

ج ۱- جب انسان دنیاوی مال و زر (پنجۂ مرجان) کے پیچھے بھاگتا ہے۔ تو اپنی سدھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہمتی کھو بیٹھتا ہے۔ اسکی روحانی ترقی کی راہ مسدود ہو جاتی ہے۔ اور حقیقت و معرفت کی راہ چلنے والوں کی نظر میں اس کی کوئی وقعت نہیں رہتی ؎

ہر کہ با اولاد باز و پنجہ کرد   ساعدِ سیمینِ خود را رنجہ کرد

۲۔ شاعر اپنے آپ کو ایک ایسے میوے سے تشبیہ دے رہا ہے۔ جو باوجود نہایت مفید اور شیریں ہونے کے کوئی قیمت نہیں پاتا۔ فضل و ہنر بدرجۂ کمال رکھتے ہوئے اس کی کوئی قدر نہیں۔ کیوں نہ ہو۔ جوہر شناس نگاہیں کم ہوا کرتی ہیں۔

۳۔ شاعر اپنے کمال اور بلند ہمت کے سبب ایک شیر تھا۔ لیکن اب اس کی پستی اور ذلت ملاحظہ ہو کہ وہ حقیر چوہوں کی مانند شکم پری کے لئے چاندی کی ٹھکرا دینے کے قابل ٹھیکریوں پر غش ہے ؎

تو باز ساعدِ شاہی بہ استخواں منگر   ہمائے ہمت خود را بلند دہ پرواز

۴۔ شاعر ازل کے خزانے کا قیمتی موتی تھا۔ لیکن کوئی اس کے جوہر کو پرکھنے والا نہ تھا۔ اس لئے اس جنس کی مانند جو کثرت کے ساتھ دستیاب ہو۔ اس کی کوئی قدر و قیمت نہ پڑی ؎

ولے با ہمتِ اہلِ زمانہ   بہ قیمت گوہرے نانے نیرزد

د۔ ۱۔ شاعر کے دل میں یہ حسرت رہ گئی کہ وہ فقر و درویشی کی زندگی سے کیوں نہ لطف اندوز ہوا۔ اور جنت کی نعمتوں کے خواب دیکھتا رہا۔ بہشت کی نسبت غالب کا خیال ملاحظہ ہو ؎

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن   دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے

۲۔ شاعر اپنی پاک طینتی اور بلند خیالی کے سبب اہلِ عقل کو درسِ حقیقت دینے کی اہلیت رکھتا تھا۔ لیکن آخر اہلِ دنیا سے گھل مل جانے کے بعد اس کی صفائی باطن جاتی رہی۔ اس کی عقل پہ پتھر پڑ گئے۔ اور جاہلِ مطلق بن کر رہ گیا ؎

جامی ز سفلہ طبعاں کم شد صفائے حالت   کردی سفال تیرہ جامِ جہاں نما را

۳۔ شاعر کے دل میں اس حسرت کا خار کھٹکتا ہے کہ شاعری اختیار کر کے۔ وہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

راہِ معرفت سے بھٹک گیا۔ وہ حقیقت کی روح تھا۔ مگر اس نے اپنے جوہر کو کھو دیا۔ اور بے جان مٹی کی مورت (جسم خاکی بغیر روحِ معرفت) باقی رہ گئی۔

۴۔ میری زندگی کی طویل اور تاریک رات افسانہ گوئی (بے حقیقت دنیاداری) میں بسر ہو گئی۔ گویا عمر سوتے ہیں گذر گئی۔ جب صبح ہوئی اور بیدار ہوا۔ تو زندگی کے رائیگاں ہو جانے پر بیحد افسوس ہوا۔ مگر ؎

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

۵۔ میں تباہ حال اسی لئے ہوا کہ اندھا دھند حضرتِ عشق کی پیروی میں محبوب کی پر پیچ زلفوں میں اپنا دل کھو بیٹھا۔ اور ایسا الجھا کہ پھر نہ نکل سکا۔

سوال نمبر ۳: ترجمہ کرو:۔

ا ۔ نکردا ایچ رستم بر فتن شتاب — بداں تا برآمد بلند آفتاب
سر و پا ہی اولادِ محکم ببست — بہ خم کمند آنگہی بر نشست
برآہیخت جنگی نہنگ از نیام — بغرید چوں رعد و بر گفت نام
میانِ سپاہ اندر آمد چو گرد — سراں را بہ خنجر ہمی دور کرد
بہ نیروئے او چوں نبد تاب شاں — ز نبخش بماندند بتیم جاں
نا ستاد کس پیش او در بجنگ — بجستند با او یکی نام و ننگ

ب ۔ بہ تاریکی اندر یکی کوہ دید — سراسر شدہ غار از و ناپدید
بہ رنگِ شبہ روی چوں شیر موی — جہاں پر ز بالا و پہنائی اوی
بہ غار اندروں دید رفتہ بخواب — بہ کشتن نکردا ایچ رستم شتاب
بغرید غریدنی چوں پلنگ — چو بیدار شد اندر آمد بہ جنگ

ج ۔ ز گفتارِ دہقاں یکے داستان — بہ پیوندم از گفتۂ باستان
ز موبد بداں گونہ برداشت یاد — کہ رستم برآراست از بامداد
غمی بد دلش ساز نخچیر کرد — کمر بست و ترکش پر از تیر کرد
برفت و بہ رخش اندر آورد پائے — برانگیخت آں بادپیکر ز جای

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

د- گرفتند و بردند لوپیان بہ شہر   ہمی ہر کس از رخش جستند بہر
چو بیدار شد رستم از خواب خوش   بکار آمدش بارۂ دست کش
بداں مرغزار اندروں بنگرید   ز ہر سو ہمی بار گی را نہ دید
ہمی گفت کاکنوں پیادہ رواں   کجا پویم از ننگ تیرہ رواں
کنوں رفت باید بہ بیچارگی   بہ غم دل نہادن بیکبارگی

جواب:- ا-ا- رستم نے جانے کے لیئے کوئی جلدی نہ کی۔ یہاں تک کہ سورج اونچا آگیا۔
ایسچ :- ہیچ کی قدیم صورت۔ آفتاب بلند آمد :- دن کافی چڑھ آیا۔
۲- اس نے اولاد کے سر اور پاؤں کو اپنی کمند کے پھندے میں مضبوطی سے باندھا۔
اور پھر گھوڑے پر سوار ہو گیا ______ محکم :- کس کر۔ زور سے۔ بر نشست :-
(گھوڑے پر) بیٹھ گیا۔
۳- اس نے میان سے جنگی مگر مچھ (تلوار) کو نکالا۔ اور بجلی کی طرح کڑکا۔ اور خدا کا نام لیا۔
بر آہیخت :- کھینچا۔ سونتا۔ غرید :- گرجا۔ کڑکا۔ رعد :- کڑکنے والی بجلی۔
۴- وہ آندھی کی طرح (دیووں کی) فوج کے درمیان گھس آیا۔ اور ان کے سروں کو خنجر
کے ساتھ (دھڑ سے) جدا کر رہا تھا۔
۵- چونکہ وہ اس کی طاقت کی تاب نہ لا سکتے تھے۔ اس لیئے اس کی تلوار کے سبب
انہیں اپنی جان کا دھڑکا لگ گیا ______ نیرو :- قوت۔ طاقت۔ بیم :- خوف۔
۶- اس کے سامنے لڑائی میں کوئی بھی نہ ٹھہر سکا۔ کوئی بھی اس کے ساتھ لڑ کر نام
پیدا نہیں کرنا چاہتا تھا ______ جستن :- تلاش کرنا۔ چاہنا۔ نام و ننگ :-
عزت۔ با او :- اس کے مقابلے میں۔ اس کے ساتھ لڑ کر۔
ب- ا- اس نے اندھیرے میں ایک پہاڑ (عظیم الجثہ دیو) دیکھا جس کے سبب غار
قطعاً غائب ہو گیا تھا ______ ناپدید :- گم۔ غائب۔
۲- اس کا چہرہ کالے منکے کے رنگ کا (سیاہ) تھا۔ اور اس کے بال شیر کی طرح (گھنے)
تھے۔ ایک دنیا اس کے قد و قامت سے بھری ہوئی تھی ______ شبہ :- کالے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رنگ کا پیتھر ۔ پونھ ۔ بالا : ۔ قد ۔ پہنا : چوڑائی ۔ موٹائی ۔ جسامت ۔

۳ - اسے (دیو کو) اس نے غار کے اندر سویا ہوا پایا ۔ رستم نے اسے مار ڈالنے کے لئے جلدی نہ کی ۔

۴ - وہ چیتے کی طرح گرجا ۔ اور جب وہ (دیو) جاگا ۔ تو اس کے ساتھ لڑنے لگا ۔

ج - ۱ - قدیم داستانوں میں سے میں دہقان کی بیان کی ہوئی ایک کہانی نظم کرتا ہوں ۔

بہ پیوندم : ۔ نظم میں بیان کرتا ہوں ۔ پاستاں : ۔ قدیم ۔ پرانی ۔

۲ - اس نے (دہقان نے) موبد سے اس طرح سنا "کہ (ایک بار) رستم صبح سویرے تیار ہوا ــــــ موبد : ۔ قدیم ایران میں مذہبی پیشوا ۔ یاد برداشتن : ۔ یاد کر لینا ۔ سننا اور یاد کرنا ۔

۳ - اس کا دل غمزدہ تھا ۔ اس نے شکار کھیلنے کی تیاری کی ۔ کمر باندھی ۔ اور تیر دان کو تیروں سے بھر دیا ــــــ غمی : ۔ غمیں ۔ مغموم ۔ نخچیر : ۔ شکار ۔ ترکش : ۔ تیر دان ۔

۴ - وہ باہر آیا ۔ رخش پر سوار ہوا ۔ اور اس ہوا کا سا جسم (ہلکا پھلکا ۔ تیز قدم) رکھنے والے (رخش) کو ایڑی لگائی ــــــ برانگیخت : ۔ اکسایا ۔ ایڑ لگائی ۔

د - ۱ - انہوں نے اسے پکڑ لیا ۔ اور دوڑاتے ہوئے شہر میں لائے ۔ ہر شخص کی خواہش تھی کہ رخش سے اسے حصہ ملے ۔ "زہر" کی بجائے "بہر" پڑھئے گا ۔

بہر : ۔ حصہ ۔ یہاں مراد ہے "نسل" ۔ "جستند" کی بجائے "مے جست" بہتر رہیگا ۔

۲ - جب رستم میٹھی نیند سے بیدار ہوا ۔ اسے اپنے منہ زور گھوڑے کی ضرورت پڑی ــــــ خوش : ۔ میٹھی ۔ خوشگوار ۔ بارہ : ۔ سواری کا جانور ۔ لدو جانور ۔ گھوڑا ۔ دست کش : ۔ اندھے کو اس کا ہاتھ پکڑ کر راہ دکھانے والا ۔ تند و تیز ۔ منہ زور ۔

۳ - اس نے اس چراگاہ میں ہر طرف اسے تلاش کیا ۔ مگر اپنے گھوڑے کو کہیں نہ پایا ــــــ مرغزار : ۔ چراگاہ ۔ بنگرید : ۔ دیکھا ۔ غور سے دیکھا ۔ تلاش کیا ۔

۴ - وہ اپنے دل میں کہتا تھا "اب میں پاپیادہ کدھر مصیبت کا مارا دوڑتا پھروں ۔

ننگ : ۔ شرم ۔ تیرہ رواں : ۔ تاریک روح ۔ بحالت مایوسی و غم ۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سوال نمبر ۴:۔ مندرجہ ذیل حروف کن کن معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ مثالوں سے واضح کرو:۔

Koul 1951

ا۔ ب۔ چ (چہ) ک۔ ہ۔ ی۔ سے۔

جواب:۔ "ا" مندرجہ ذیل معانی میں مستعمل ہے:۔

(۱) بمعنی کثرت۔ مثلاً خوشا۔ (۲) بمعنی مصدر۔ مثلاً پہنا۔ (۳) بمعنی قسم۔ مثلاً حقا۔ (۴) بمعنی متکلم۔ مثلاً ملاذا۔ (۵) بمعنی تحسین۔ مثلاً درویشا۔ (۶) بمعنی ندا۔ مثلاً خدایا۔ (۷) بمعنی ندبہ مثلاً حسرتا۔ دردا۔ (۸) بمعنی فاعلیت۔ مثلاً دانا۔ رسا۔ بینا۔ (۹) بمعنی مفعولیت۔ مثلاً پذیرا۔ (۱۰) بمعنی لیاقت۔ مثلاً خوانا۔ (۱۱) زائد مثلاً گفتا۔ (۱۲) بمعنی اتصال۔ مثلاً دمادم۔ شباشب۔ (۱۳) بمعنی ظطف۔ مثلاً شبا روز۔

"ب" حسب ذیل معنوں میں مستعمل ہے:۔

(۱) بمعنی الصاق۔ مثلاً دمیدم۔ (۲) بمعنی علت مثلاً بنطق آدمی بہتر است ز دواب (۳) ظرف مکاں۔ مثلاً بشہر آمدم۔ (۴) ظرف زماں۔ مثلاً بعہد اورنگ زیب (۵) بمعنی قربت۔ مثلاً چوں بدرخت گل رسیدم۔ (۶) بمعنی قسم۔ مثلاً بخدا۔ (۷) بمعنی معیت۔ مثلاً کتاب با وراق بوسیدہ حوالہ او کردم۔ (۸) بمعنی برائے۔ مثلاً خود برفت و منزل بدیگرے پرداخت۔ (۹) بمعنی استعانت۔ مثلاً بلشکر نتواں کرد ایں کار زار۔ (۱۰) عوض۔ مثلاً دین را بدنیا فروختیم۔ (۱۱) بمعنی توسل۔ مثلاً ؎

بزرگوار خدایا! بحق مردانے — کہ عارفان جمیل اند و عاشقان جمال

(۱۲) بمعنی ابتدا۔ مثلاً بنام جہاندار جاں آفریں۔ (۱۳) بمعنی مقدار۔ مثلاً ببالائے او در جہاں مرد نیست۔ (۱۴) بمعنی مطابقت۔ مثلاً بخلق جہاں آفریں کار کن۔

"چہ" مندرجہ ذیل معنوں میں استعمال ہوتی ہے:۔

(۱) تصغیر۔ مثلاً باغیچہ۔ دریچہ۔ (۲) بمعنی تعظیم۔ مثلاً ببینیے نگر تا چہ شاہے گرفت۔ (۳) بمعنی حقارت۔ مثلاً ہے ہے چہ نشستنی چہ برخاستنی۔ (۴) بمعنی کثرت۔ مثلاً چہ خرم کسے کو بہنگام دسے۔ (۵) بمعنی علت۔ مثلاً مجواز شعلہ رخساراں وفا چہ آتش را نباشد بہرہ از آب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(۶) بمعنی استفہام۔ مثلاً چہ میخواہی؟ (۷) بمعنی حسرت۔ مثلاً گر فلک یارِ من بودے۔ چہ خوش بودے۔ (۸) بمعنی مساوات (تسویہ)۔ مثلاً چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک۔

"ک" ذیل کے معانی میں مستعمل ہے:۔

(۱) بمعنی اگر۔ مثلاً چہ کم گردد ای صدر فرخندہ پے ز قدرِ رفیعت بدرگاہِ حے
کہ باشند مشتے گدایانِ خیل بمہمانِ دارالسلامت طفیل

۲۔ بیانیہ۔ مثلاً او را گفتم (کہ) اینجا بیا۔ (۳) بمعنی ہر کس کہ۔ مثلاً گزندِ کسانش نیاید پسند کہ ترسد کہ در ملکش آید گزند۔ (۴) بمعنی علت۔ مثلاً ز لشکر بود زورِ شاہنشہاں۔ کہ یک تن نہ تنہا (ہر کس) نگیرد جہاں۔ (۵) بمعنی مثل۔ مثلاً نیست در دہر جفا کار کہ او۔ (۶) بمعنی از۔ مثلاً بنزدیکِ من صلح بہتر کہ جنگ۔ (۷) بمعنی استفہام مثلاً کہ آمد و کہ رفت۔ (۸) بمعنی عطف۔ مثلاً۔ اے بسا اسپ تیز رو کہ بماند۔ کہ خر لنگ جاں بمنزل برد۔ (۹) بمعنی صلہ و مفاجات۔ مثلاً ہر سوختہ جانے کہ بکشمیر در آید۔ گر مرغ کباب است بابال و پر آید۔ (۱۰) بمعنی تردید۔ مثلاً یا رب اینجا باشم کہ روم۔ (۱۱) زاید۔ مثلاً او را گفتم کہ بیا۔ (۱۲) تصغیر۔ مثلاً۔ مردک۔ دخترک۔

ہ (مختفی) مندرجہ ذیل معنوں میں استعمال ہوتی ہے:۔

(۱) زاید۔ مثلاً گفتہ۔ (۲) تصغیر۔ مثلاً غزالہ۔ (۳) مفعولی۔ مثلاً بستہ۔ رنجبہ۔ (۴) تعیین مدت۔ مثلاً یک روزہ۔ یک سالہ۔ (۵) لیاقت۔ مثلاً شاہانہ۔ (۶) تشبیہ۔ مثلاً دندانہ۔ (۷) نسبت یا تخصیص۔ مثلاً پشمینہ۔ (۸) فاعلی۔ مثلاً روندہ۔ (۹) صفت مثلاً پیادہ۔ سوارہ۔

ی (یائے معروف) حسبِ ذیل معانی میں استعمال ہوتی ہے:۔

(۱) مصدری۔ مثلاً پارسائی۔ مشتاقی۔ صبوری (۲) خطابی۔ مثلاً اگر عاقلی این کار نکن۔ (۳) نسبتی۔ مثلاً ایرانی۔ (۴) متکلم۔ مثلاً ملاذی۔ مکرمی: (۵) لیاقت۔ مثلاً کشتنی۔

ے (یائے مجہول) کے معانی:۔

(۱) وحدت۔ مثلاً خردمند مردے (ایک) در اقصائے شام۔ (۲) تنکیری۔ مثلاً اگر یارے (کوئی) بخواہی زر را دوست مدار۔ (۳) تخصیصی۔ مثلاً محبوبے کہ او راست۔ (۴) استمراری۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مثلاً گفتند ے . (۵) تعظیم . مثلاً شاہے ندیدم مثلِ او ۔ زید مرد بیست ۔ (۶) زاید ۔ مثلاً لیسے ۔ یکے ۔ (۷) امالہ ۔ مثلاً رکیب (از رکاب)

سوال نمبر ۵ :- ترکیب نحوی کرو :-

زادہ ظالم ستمگر مے شود تیغ چوں بشکست خنجر مے شود

جواب :- مے شود .. .. .. فعل ناقص

زادہ .. مضاف	اسم	فعل ناقص / اسم / خبر	جملہ اسمیہ ہوکر مثّل	جملہ مرکبہ تمثیلیہ ہؤا
ظالم .. مضاف الیہ				
ستمگر .. .. خبر				
چوں .. .. حرفِ شرط			جملہ شرطیہ ہوکر مثال یا تمثیل	
بشکست .. فعل	شرط			
تیغ .. فاعل				
آں (محذوف ضمیر برائے تیغ) .. اسم	جواب شرط			
مے شود .. فعل ناقص				
خنجر .. خبر				

پرچہ الف

(۴)

سوال نمبر ۱ :- مندرجہ ذیل اشعار کا ترجمہ کرو ۔ اور ضروری توضیحات کا اضافہ کرو :-

۱ - دلے کہ عاشق و صابر بود مگر سنگ است ز عشق تا بہ صبوری ہزار فرسنگ است
برادرانِ طریقت ملامتم مکنید کہ صبر در رہِ عشق آبگینہ و سنگ است
چہ تربیت شنوم یا چہ مصلحت باشد مرا کہ چشم بر ساقی و گوش بر چنگ است
دگر بخفیہ نمی بایدم شراب و سماع کہ نامِ نیک در آئینِ عاشقی ننگ است

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ب - بحرمتہ چمن و صحنِ باغ نکشاید — دلی کہ غنچہ وش از ہجرِ گلرخی تنگ است
ز صلح و جنگ کسانم غمِ تو فارغ ساخت — نہ با کسم سرِ صلح و نہ طاقتِ جنگ است
بقدرِ آئینہ حسن تو می نماید روی — دریغ کآئینہ ما نهفتہ در زنگ است
مبیں دورنگیِ رخسار و اشکِ جامی را — کہ در طریقِ محبت ہمیشہ یک رنگ است

ج - دوش قمری بہ قفس قصۂ دردم میخواند — حال افتادہ نداند مگر آں کافتادہ است
دل بدرد و غمِ او ہیچ شبی شاد نخفت — ایں سیہ روز ندانم بچہ طالع زاد است
باز دستی بہ قمارِ غمِ او خواہم برد — خرقہ در باختہ ام داو نسیں سجادست
دلِ مسکینِ حسن آتش و دیگ است بلی — ایں ہمہ جوشِ درواں بود کہ بیرواں داست

د - ہیبتِ بادیۂ فقر و فنا بیں کہ درو — ہر صفِ مورچہ راخیلِ سواری گیرند
بیقرارند چو آتش ز غمت سوختگان — تا نمیرند چہ امکاں کہ قراری گیرند
تیز بینان نظر از کحلِ بصر دوختہ اند — در رہت کحلِ بصیرت ز غباری گیرند
جامی و روی بخاکِ درِ تو چوں نحرم — ہر یک از کعبہ رواں راہ دیاری گیرند

جواب :- ا - ا - وہ دل جو عشق بھی رکھتا ہو اور صبر بھی ۔ شاید پتھر ہوگا ۔ کیونکہ عشق اور صبر میں ہزار فرسنگ کا فاصلہ ہے ۔

عاشق ہمیشہ بیقرار رہتا ہے ۔ کیونکہ وہ آتشِ عشق میں جلتا رہتا ہے ۔ صبر سے اسے کوئی واسطہ نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ ؏ عشق میں صبر و سکوں اے دلِ ناکام کہاں

۲ - اے میرے راہِ معرفت پہ چلنے والے بھائیو! مجھے لعن طعن نہ کرو ۔ کیونکہ عشق کے راستے میں صبر ایسا ہی ہے ۔ جیسے پتھر کے مقابلے میں شیشہ ۔

طریقت :- راہِ معرفت ۔ صفائی باطن کی راہ ۔ تزکیہ نفس ۔ مطلب یہ کہ عشق ایک پتھر ہے جو صبر کے شیشے کی طرح چکنا چور کر دیتا ہے ۔ عاشق صبر و شکیب کا دعویٰ نہیں کر سکتا

ﮯ کیا کس نے جگرداری کا دعویٰ — شکیبِ خاطرِ عاشق بھلا کیا

۳ - میں کیا کسی کی تنبیہ (نصیحت) سنوں ۔ اور کیا کسی کی (کوشش) اصلاح دیکھوں کیونکہ میری آنکھ تو ساقی پر جمی ہے اور کان باجے پر لگے ہیں —— تربیت ۔ نصیحت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پرورش۔ مصلحت :۔ اصلاح ۔ آنکھ سے دیکھا جاتا ہے۔ اور کان سے سنا جاتا ہے۔ مگر سعدی کے کان اور آنکھ ہر دو باجے اور ساقی (محبوب) پر مرکوز ہیں ۔ اب وہ نصیحت سنے تو کس چیز سے ۔ اور کوشش اصلاح کو دیکھے تو کس چیز سے ۔

۴۔ اب مجھے چھپ چھپ کر شراب پینے اور ناچنے کی ضرورت نہیں کیونکہ عشق کے مذہب میں ننگ نامی باعثِ شرم ہے ——— سماع :۔ ناچ ۔ رقص و سرود۔ ننگ :۔ شرم ۔ رسوائی ۔ بدنامی ۔

عاشق تو بدنامی کو باعثِ افتخار خیال کرتا ہے ؎

عاشقی ہاں ہے زیبِ فرقِ جنوں　　طرۂ افتخار بدنامی

ب ۔ ۱۔ وہ دل جو گلاب سا چہرہ رکھنے والے محبوب کی جدائی کے سبب غنچہ کی مانند تنگ ہو ۔ کسی چمن یا باغ کے صحن میں نہیں کھلتا ۔ (خوش ہونا) ۔

غنچہ :۔ تنگی کی رعایت سے عاشق کے دلِ تنگ (منقبض ۔ رنجیدہ) کو تشبیہ دی جاتی ہے۔ باغ کی رنگینیاں اور نظر افروزیاں عاشق کی بیقراری کو دور نہیں کر سکتیں ؎

فصلِ گل دھوم سے آتی ہے پرے رشکِ بہار　　اک ترے پاس نہ ہونے سے خزاں ٹھہری ہے

۲ ۔ تیرے غم عشق نے مجھے لوگوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا اور صلح صفائی سے نجات دے دی ہے ۔ نہ اب مجھے کسی کے ساتھ صلح کا خیال ہے اور نہ لڑنے کی طاقت ۔ عاشق پر چونکہ ہر وقت بے خودی طاری رہتی ہے ۔ اسے سوائے محبوب کی دھن کے اور کچھ نہیں سوجھتا ۔ ع مرے رگ و ریشہ میں الفت ہے ساری ۔

۳ ۔ تیرا حسن آئینے (کی صفائی) کے مطابق دکھائی دیتا ہے ۔ افسوس کہ ہمارا شیشہ زنگ آلود ہے ——— روی نمایہ :۔ ظاہر ہوتا ہے ۔ لفظ "روی" آئینہ کی مناسبت سے استعمال کیا گیا ہے ۔ آئینہ استعارہ ہے دلِ عاشق سے جس میں محبوب کا جلوہ دیکھا جا سکتا ہے ۔ بشرطیکہ وہ تمام آلائشوں سے پاک ہو ۔ محبوب حقیقی (خدا) ہر دل میں بستا ہے ۔ یہ صرف ہماری آلودہ نظر ہی دیدار کی راہ میں حائل ہے ۔

ع　خدائی کے دل میں خدا ہے مکیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۴ - نوجا آمی کے چہرے اور آنسوؤں کی دورنگی (زردیٔ رخ اور سرخیٔ اشک) کو نہ دیکھ
کیونکہ محبت کی راہ میں وہ ہمیشہ ایک ہی رنگ (صدق ووفا) پر قائم ہے۔
دورنگی :- بے وفائی۔ رنگ بدلنا۔ یک رنگ :- وفاشعار، ثابت قدم۔

ع محبت میں ثابت قدم ہوں ہمیشہ

ھجر - ۱- کل رات پنجرے میں بلبل (نغمۂ عشق) کا راگ الاپ رہی تھی (کیوں نہ ہو) گرے
ہوئے کا حال وہی جانتا ہے جو خود گرا ہو ——— دوش :- کل رات۔

اے بلبل اگر نالی من با تو ہم آواز شم ——— تو عشق گلے داری من عشق گل اندامے

۲- اس کے درد اور غم کے سبب میرا دل کسی رات بھی آرام سے نہ سو سکا۔ میں نہیں جانتا
کہ یہ بدبخت کس ستارے تلے پیدا ہوا ——— سیہ روز :- بدبخت۔ لفظ "روز"
شب کی مناسبت سے استعمال کیا گیا ہے۔ "بدرد" میں بائے عدت ہے۔ عاشق کے
دل کو قرار کیسے ہو اور نیند کیسے آئے۔ میر نے بھی کہا ہے ؎

عشق میں جی کو صبر و تاب کہاں ——— اس سے آنکھیں لگیں تو خواب کہاں

۳- ایک بار پھر میں اس کے غم کے جوئے میں ایک ہاتھ کھیلوں گا۔ گودڑی تو میں ہار
چکا ہوں۔ اب آخری داؤ مصلیٰ کا ہے ——— قمار :- جوا۔ خرقہ :- پھٹی پرانی
گودڑی۔ سجادہ :- نماز کی چٹائی۔ مصلیٰ۔

گودڑی اور مصلیٰ تو درکنار عاشق کو اپنی جان تک راہِ یار میں لٹا دینی پڑتی ہے ؎

حافظا صبور باش کہ در راہِ عاشقی ——— ہر کس کہ جاں نداد بجاناں نمے رسد

۴- حسن کے بیچارے دل کا معاملہ تو آگ اور دیگ کا ہے۔ ہاں! یہ تمام اس کے
دل ہی کا جوش تو تھا جو اس نے نکالا ہے ——— دیگ سے مراد عاشق کا
دل ہے جو عشق کی آگ پر دھری ہے۔ اس سے جوشِ محبت کا دھواں (آہ) نکل رہا ہے ؎

محبت نے شاید کہ دی دل کو آگ ——— دھواں سا ہے کچھ اس نگر کی طرف

د - ۱- درویشی اور تہی دستی کے جنگل کا دبدبہ ملاحظہ ہو۔ کہ اس میں چیونٹیوں کی قطار کو بھی
ایک سوار فوج سمجھا جاتا ہے ——— ہیبت :- رعب۔ ہولناکی۔ خیل :- گروہ۔ فوج۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عارف کی نظر میں ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی وہی وقعت رکھتی ہے جو اعلیٰ سے اعلیٰ ؎

ہم نے ہر ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا — خاکساری اپنی کام آئی بہت

۲۔ تیرے دل جلے (عاشق) تیرے غم کے سبب آگ کی طرح بیقرار ہیں۔ جب تک وہ (آگ کی طرح) مر نہ جائیں ان کو قرار نصیب نہیں ہو سکتا۔

سوختگان:۔ جمع از سوختہ۔ عاشق جو آتش عشق میں جلتا رہتا ہے۔

جیتے جی دردِ عشق کا علاج نہیں۔ میر کا ایک شعر ملاحظہ ہو ؎

جان کیسا تھ ہی آخر مرضِ عشق گیا — جی چلا تک نہ ہوا ہم نے دوا کیا کیا کی

حالی نے اس خیال کو کس خوبی سے ادا کیا ہے ؎

کر کے بیماری دوا تو نے — جان سے پہلے دل لیا تو نے

۳۔ تیز نظر رکھنے والوں نے (ظاہری) بینائی کے سرمہ سے آنکھیں موند لی ہیں۔ وہ تو تیرے راستے کی خاک ہی سے (باطن کی) آنکھ کا سرمہ بناتے ہیں۔

تیز بین:۔ جن کی نظر تیز ہو۔ اہل بصیرت۔ اہل نظر۔ حقیقت بین۔ عارف۔ **از چیزے نظر دوختن:۔** کسی چیز سے لاپرواہ ہونا۔ **بصر:۔** ظاہری بینائی جو صرف سطحی چیزوں تک جاتی ہے۔ **بصیرت:۔** اندرونی بینائی جو اشیا کی تہ تک پہنچتی ہے۔

۴۔ جامی ہے اور اس کا ماتھا تیرے دروازے کی خاک پر۔ کیونکہ خانۂ کعبہ سے حج کرنے والے اپنے اپنے وطن کی راہ لیتے ہیں۔ ——— **دیار:۔** ملک۔ وطن۔

کعبہ رواں:۔ کعبہ کو جانے والے۔ کعبہ کی زیارت یا حج کرنے والے ؎

حسرت پھر اور جا کے کریں کس کی بندگی — اچھا جو سر اٹھائیں بھی اس آستاں سے ہم

سوال نمبر ۲ :۔ تشریح کرو:۔

۱۔ این غول روی بستہ کو نہ نظر فریب — دل می برد بہ غالیہ اندود چادری

ہاروت را کہ خلق جہاں سحر از و برند — در چہ فگند، غمزہ خوباں بہ ساحری

مردی، گمان مبر کہ بسر پنجہ است و زور — بانفس اگر برآئی، دانم کہ شاطری

با شیر مردیت سگ ابلیس صید کرد — ای بی ہنر ببیر، کہ از گر بہ کمتری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ب۔ کہ کیمیائے دولتِ جاوید ت آرزوست
ای مرغ پای بستہ بہ دامِ ہوای نفس
بازِ سفید روضۂ انسی چہ فائدہ؟
چوں بوم بدخبر مفگن سایہ بر خراب

ج بودم از قدر تر بنجِ زرِ پرویز ولی
بودہ ام من حلبی شیشۂ لعلِ صہبا
چوں صبا رخصتِ گشتِ چمنم بود ولی
رفتم اندر پئی مقصود ولی ہیچو پلنگ

د۔ تا جانِ معرفت نکند زندہ ات نشخص
بس آدمی کہ دیو بہ زشتی غلامِ اوست
گر قدرِ خود بدانی، قدرت فزوں شود
چندت نیاز و آز دواند بہ برّ و بحر؟

بشناس قدرِ خویش کہ گوگردِ احمری
کی بر ہوای عالمِ روحانیاں پری
کاندر طلب چو بال بریدہ کبوتری
در اوجِ سدرہ کوش کہ فرخندہ طائری
گوی گشتم برہ سیلیِ چوگاں رفتم
پای کوباں بہ کجا بر سرِ سنداں رفتم
چوں تماشای خلائق بہ خیاباں رفتم
بسرِ کوہ بہ قصدِ مہِ تاباں رفتم
نزدیکِ عارفاں تو ز حیواں محقری
در صورتش نماید، زیبا تر از پری
نیکو نہاد باش کہ پاکیزہ جوہری
بشناس قدرِ خویش کہ دریای گوہری

جواب ب:- ا- یہ دنیا درحقیقت ایک ڈائن ہے جس نے ایک دلربا محبوب کا سوانگ بھرا ہوا ہے۔ یہ ہماری کم نظری اور پست ہمتی ہے۔ کہ ہم اس فانی دنیا کی عارضی لذتوں اور راحتوں سے دھوکا کھا جاتے ہیں۔ جو ہمیں طرح طرح کی الجھنوں اور مصیبتوں میں پھنسا دیتی ہیں۔ اور ہمیں عاقبت سے بالکل بےخبر رکھتی ہیں۔ اہلِ نظر اس کے چکموں میں نہیں آتے۔ اور اس کے جنجالوں اور جھنجھٹوں سے آزاد رہتے ہیں ؎

تو باز ساعدِ شاہی بہ استخواں منگر ہمائے ہمتِ خود را بلند دہ پرواز
دنیا کی حقیقت نہیں جز حسرت و حرماں چھل بل میں تم اس زال فسوں گر کے نہ آنا

۲۔ ہاروت اور ماروت جیسے پارسائی کا دعویٰ کرنے والے بھی حسینوں کے دام سے نہ بچ سکے۔ ان کی تمام جادوگری پہ پانی پھر گیا۔ اور وہ محبوبوں کی ساحرانہ نگاہ کا شکار ہو گئے۔ اور اب تک چاہِ بابل میں اوندھے منہ لٹک کر عشقِ زہرہ کا خمیازہ بھگت رہے ہیں

؎ ہاروت سے واں لاکھوں ہیں شاگرد کہ جس جا وہ چشمِ فسوں گر سبقِ آموزِ فسوں ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۳۔ انسان کی حقیقی قوت اس میں ہے کہ اپنی خواہشات پر قابو پائے۔ اصلی پہلوان وہ ہے جو نفس امارہ کو پچھاڑ سکے۔ ورنہ اس کی تمام طاقت۔ ہوشیاری اور چالاکی بیکار ہوگی۔

ع جوانمرد کرتا ہے تسخیر نفس

۴۔ اگر زور بل کے اعتبار سے انسان شیر کی قوت بھی رکھتا ہو۔ لیکن نفس کا اس پر غلبہ ہو تو اسے کتے سے بھی کمزور سمجھنا چاہئے۔ اور یہ اس کے لئے مر جانے کا مقام ہے۔ حقیقی شجاع اور اصلی سورما وہی ہے۔ جو شیطانی خواہشات کا بندہ نہ ہو۔ اور ضبط نفس کی طاقت رکھتا ہو ؎

نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا　　بڑے موذی کو مارا نفسِ امّارہ کو گر مارا

ب۔ ۱۔ دائمی خوش بختی حاصل کرنے کا وسیلہ خود انسان کے اندر موجود ہے۔ اسے دنیاوی راحتوں اور لذتوں کے پیچھے نہیں دوڑنا چاہئے۔ کیونکہ ان کا انجام غم اور مصیبت کے سوا کچھ نہیں۔ انسان اگر اپنے اصلی جوہر کو چمکائے اور اندرونی طاقتوں کو بروئے کار لائے تو یہ اسے ابدی سعادت حاصل کرنے میں اکسیر کا کام دیں گی۔

۲۔ نفسانی خواہشات کے پھندے میں پھنسا ہوا انسان ایک ایسے پرندے کی مانند ہے جو جال میں گرفتار ہو۔ اس کے بال و پر آزاد نہیں۔ روحانیت کی پاکیزہ فضا میں بھلا وہ کیسے اڑ سکتا ہے۔

۳۔ انسان محبت کے باغ کا سفید باز ہے۔ لیکن اگر وہ تلاشِ محبوب میں اڑنے کا نام نہیں لیتا۔ تو وہ اس کبوتر سے بہتر نہیں جس کے بازو کٹے ہوئے ہوں۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اور اس کی شرافت اور بزرگی کا تقاضا یہی ہے کہ وہ بلند ہمتی سے کام لے اور دنیا کی پست اور ذلیل الجھنوں سے آزاد رہے۔

۴۔ انسان کا اصلی نشیمن عالم بالا میں ہے۔ اسے چاہیئے کہ سدرہ کی بلندیوں پر پرواز کرے۔ تاکہ اس اجڑی ہوئی بستی (دنیا) میں منحوس اُلّو کی طرح آشیانہ بنائے۔ عارفانِ حقیقت بیں کی نظر میں یہ دنیا ایک اجاڑ ہے۔

ج۔ ۱۔ میں قدر و قیمت کے لحاظ سے پرویز بادشاہ کا سنہری لیموں تھا۔ مگر افسوس کہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اہلِ دنیا نے مجھے پائے حقارت سے ٹھکرادیا۔ گویا میں ایک معمولی گیند بن کر رہ گیا۔ اور بلّے کی ضربوں کا نشانہ ہوا۔ شاعر نے ناقدردانی کا گلہ کیا ہے۔ اور ان مصیبتوں کا رونا رویا ہے۔ جن کا وہ شکار ہوا ہے

ابلہاں را ہمہ گنج و گہر　　　　با ہنر پیشہ نیم نان ندہند

۲۔ میں اپنی پاکیزہ روح اور لطیف جوہر کے سبب حلب کے قیمتی شیشہ کی مثل تھا۔ مگر میرا حشر کیا ہوا۔ اہلِ دنیا کی سنگدلی کی اہرن پر چکنا چور ہوگیا۔ شاعر کا دل زمانے کی ضربیں نہ برداشت کرسکا۔ اور پاش پاش ہوگیا۔ اس کا پاکیزہ جوہر خاک میں مل گیا۔ اور اس کی روح کو ایک عظیم صدمہ پہنچا۔

۳۔ مجھے صرف سیر حسن کی اجازت تھی۔ مگر میں اس کی غیر حقیقی دلآویزیوں میں الجھ گیا۔ اور عام کوتہ نظر لوگوں کی طرح اس کی عارضی اور پر فریب رنگینیوں میں محو ہوگیا۔ جس کے سبب میں نے لطافتِ جوہر کو کھودیا۔ اور وقت نظر سے محروم ہوگیا۔

۴۔ میں اپنے مقصد کے حصول میں راہِ راست سے بھٹک گیا۔ اور چیتے کی طرح جو پہاڑ کی چوٹی سے چاند پر کود پڑتا ہے اور یونہی جان گنوا دیتا ہے۔ میں دنیا کی نعمتوں پر فریفتہ ہوگیا۔ اور حقیقی راحت اور اصلی سعادت سے محروم ہوگیا۔

د۔ ۱۔ جب تک انسان کے تنِ خاکی میں معرفت کی روح نہ ہو اسے زندہ نہیں کہہ سکتے۔ جان تو حیوانوں میں بھی ہوتی ہے۔ بغیر علم حقیقی (معرفت) اور حکمت اصلی انسان اپنی زندگی کے مقصد کو نہیں پاسکتا۔ اور جو لوگ اس علم سے بے بہرہ ہیں۔ وہ عارفوں کی نظر میں حیوانوں سے بھی بدتر ہیں۔ انہیں سوائے کھانے پینے اور دنیاوی لذتوں سے لطف اندوز ہونے کے اور کوئی کام نہیں ہوتا ہے

مخور چوں بے دہاں کاہ و تخم کالیشاں را　　　　امید خرمن اقبالِ آنجہانی نیست

۲۔ انسانوں کے ظاہری حسن اور آرائش سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ان کا باطن بھی نیکی کے زیور سے آراستہ ہے۔ بلکہ ان میں سے اکثر بدی اور گناہگاری کے اعتبار سے شیطان کے بھی استاد ہیں سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا　　سرخ و سفید مٹی کی مورت ہوئی تو کیا

۳۔ انسان کی طاقت کا راز اس کی اپنی حقیقت کو سمجھنے میں ہے۔ وہ ایک ایسا لطیف جوہر رکھتا ہے جس کی تربیت اُسے ترقی کی بام عروج پر پہنچا سکتی ہے۔ مگر افسوس ہے تو یہ کہ وہ اس پوشیدہ مخزن سے قطعاً غافل ہے۔ اس کی پاک روح نور ازلی کی ایک جھلک ہی تو ہے۔ اور یہی اس کا مبداء اور مرجع ہے۔

۴۔ انسان موتیوں کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے۔ کبھی دریا میں غوطہ لگاتا ہے۔ کبھی پہاڑوں کی خاک چھانتا ہے۔ مگر اسے معلوم نہیں کہ وہ خود ایک بے بہا اور نہایت آبدار موتی (روح پاک) اپنے وجود کے سمندر میں سے ڈھونڈھ سکتا ہے۔ اس موتی کو فنا نہیں۔ اور اس کی آب و تاب ہمیشہ برقرار۔ جسے یہ حاصل ہو جائے اسے ابدی راحت اور دائمی سکون نصیب ہو جاتا ہے۔ دنیاوی موتیوں اور نعمتوں کا لالچ کبھی پورا نہیں ہوتا۔ بلکہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔

ع　حرص کے پھیلتے ہیں پاؤں بقدر وسعت

سوال نمبر ۳ :۔ ترجمہ کرو :۔

ا۔
چو یک بہرہ زاں تیرہ شب دیر گذشت　　شب آہنگ بر چرخ گرداں گگشت
یکی بندہ شمعی معنبر بدست　　خراماں بیامد ببالین مست
پس بندہ اندر یکی ماہ روی　　چو خورشید تاباں پراز رنگ و بوی

ب۔
ازاو رستم شیر دل خیرہ ماند　　براو بر جہاں آفریں را بخواند
چنیں داد پاسخ کہ تہمینہ ام　　تو گوئی کہ از غم بہ دو نیمہ ام
یکے دخت شاہ سمنگاں منم　　زپشت ہژبر و پلنگاں منم
بکردار افسانہ از ہر کسے　　شنیدم ہمی داستانت بسے
بجستم ہمی کفت و یال و برت　　بدیں شہر کرد ایزد آبشخورت

ج۔
خبر شد بہ نزدیک افراسیاب　　کہ افگند سہراب کشتی بر آب
ہنوز از دہن بوی شیر آیدش　　ہمی رای شمشیر و تیر آیدش

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

زمیں را بہ خنجر بشوید ہمے | کنوں رزم کاؤس جوید ہمے
بہ گردانِ لشکر سپہدار گفت | "کہ ایں راز باید کہ ماند نہفت
پسر را نباید کہ داند پدر | ز پیوندِ جان و ز مہر و گہر"
یکی نامہ بالا بہ و دلپسند | نبشتہ بہ نزدیکِ آں ارجمند

د۔ چو سہراب جنگ آور او را بدید | بر آشفت و شمشیرِ کیں برکشید
ز لشکر بیروں تاخت برسانِ باد | چنیں گفت "کاے زادہ جانت بباد
تو تنہا بہ جنگ آمدی خیرہ خیر | کنوں بای دار و عنان سخت گیر
چہ مردی و نام نژادِ تو چیست؟ | کہ زاینده را بر تو باید گریست

جواب ا۔ الف۔ ا۔ جب اندھیری رات کا ایک پہر گذر گیا۔ تو صبح کا ستارہ گردش کرنے والے آسمان پر پھرنے لگا —————— بہرہ:۔ حصہ۔ پہر۔ شب آہنگ:۔ وہ ستارہ جو اول شب یا آخر شب میں آسمان پر گردش کرتا دکھائی دیتا ہے۔

۲۔ ایک غلام جس کے ہاتھ میں ایک خوشبودار شمع تھی۔ مستی میں سوئے ہوئے (رستم) کے سرہانے آکھڑا ہوا —————— معنبر:۔ عنبر کی سی خوشبو دینے والی۔ بالیں:۔ سرہانہ۔

۳۔ اس غلام کے پیچھے ایک چاند سا مکھڑا رکھنے والی حسینہ تھی۔ سورج کی طرح آب و تاب رکھنے والی اور رنگ و خوشبو سے بھری ہوئی —————— تاباں:۔ روشن۔

۴۔ اسے دیکھ کر شیر کا سا دل رکھنے والا رستم دنگ رہ گیا۔ اور اس کے لئے خدا سے دعا کی —————— جہاں آفریں:۔ خالق جہاں۔ خدا۔ بخواند:۔ نام لیا۔ دعا کی۔

ب۔ ا۔ اس نے جواب دیا "میں تہمینہ ہوں۔ یوں کہئے کہ تیرے غم میں میرے (دل کے) دو ٹکڑے ہو گئے ہیں" —————— دو نیمہ:۔ جس کے دو ٹکڑے ہو گئے ہوں۔

۲۔ "سمنگاں کے بادشاہ کی بیٹی ہوں۔ شیروں اور چیتوں کی نسل سے ہوں۔ "یکے" میں یائے زائد ہے۔ ہژبر:۔ شیر مراد سورما۔ پلنگ:۔ چیتا۔ استعارہ ہے بہادر جنگجو سے۔

۳۔ ہر شخص سے میں اکثر نیری داستانیں قصہ کہانی کی طرح (دلچسپی کے ساتھ) سنا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرتی تھی ———— بکردار:۔ کی طرح۔ یسے:۔ بہت۔ اکثر۔ کئی بار۔ بار بار۔

۴۔ میں تیرے کندھوں۔ گردن اور جسم کی مشتاق تھی۔ خدا (آخر) تیرا دانہ پانی اس شہر (سمنگان) میں لایا ———— جستن:۔ تلاش کرنا۔ خواہش رکھنا۔
کفت:۔ کندھا۔ یال:۔ گردن۔ بر:۔ جسم۔ آبش خور:۔ کھانا پینا۔ دانہ پانی۔

ج ۔ ۱۔ افراسیاب کو خبر ہوئی کہ سہراب نے کشتی دریا میں ڈال دی ہے۔
آب:۔ پانی۔ دریا۔ مراد میدان کارزار۔

۲۔ ابھی اس کے منہ سے دودھ کی بو آرہی ہے۔ لیکن تلوار اور تیر (کی لڑائی) کی دھن رکھتا ہے ———— بوئے شیر آید:۔ یعنی دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے۔

۳۔ زمین کو خنجر کے ذریعہ (خون سے) دھو دینا چاہتا ہے۔ اب کاؤس کے ساتھ جنگ کرنا چاہتا ہے ———— رزم:۔ جنگ۔

۴۔ سپہ سالار (افراسیاب) نے فوج کے سورماؤں کو کہا "یہ بھید پوشیدہ رہنا چاہیئے" ———— نہفت:۔ چھپا ہؤا۔ راز:۔ بھید۔ یعنی سہراب کی اصل کا راز۔

۵ "ایسا نہ ہو کہ بیٹا باپ کو۔ جان کے رشتے کو۔ محبت اور اپنی اصل کو جان جائے"۔

۶ ۔ اس نے خوشامد سے بھرا ہؤا اور دل کو پسند آنے والا ایک خط اس گراں قدر نوجوان کو لکھا ———— بالابہ:۔ خوشامد والا۔

د ۔ ۱۔ جب لڑاکے سہراب نے اس کو دیکھا۔ طیش میں آگیا۔ اور انتقام کی تلوار کھینچ لی۔
جنگ آور:۔ جنگجو۔ لڑاکا۔ برآشفتن:۔ غصے میں آجانا۔ خشمناک ہوجانا۔

۲ ۔ ۳ ۔ وہ آندھی کی طرح اپنی فوج میں سے لپک کر نکلا۔ اور (حریف کو) یوں مخاطب کیا "اسے وہ کہ تو اپنی جان کو جوکھوں میں ڈال رہا ہے۔ تو فضول اکیلا لڑنے کے لئے آیا ہے۔ اب تو اپنے پاؤں کو مضبوط رکھ اور باگ کو سختی سے تھام"۔
خیرہ خیر:۔ فضول۔ حیران پریشان۔ پاداشتن:۔ ڈٹ کر رہنا۔

۴ ۔ تو کون ہے۔ تیرا نام کیا ہے۔ اور تیری نسل کیا ہے؟ کیونکہ تیری جنتی تجھے (تیری) پش پرم (پڑمردگی؟) و ستی گی ———— نژاد:۔ نسل۔ حسب نسب۔ زایندہ:۔ اسم فاعل از

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

زیستن۔ پیدا کرنے والی۔ ماں۔ جننی۔

سوال نمبر ۴:۔ مندرجہ ذیل صنائع لفظی کی توضیح کرو:۔

تجنیس تام۔ تجنیس ناقص۔ تجنیس زاید۔ تجنیس مرکب۔ تجنیس مطرف۔ تجنیس خطی۔ صنعت ترصیع۔ صنعت سیاقتہ الاعداد۔

جواب:۔ ۱۔ تجنیس تام:۔ دو ایسے کلمے استعمال کرنا جو بلحاظ شمار، ہیئت اور ترکیب حروف متفق ہوں۔ لیکن معنی میں مختلف۔ مثلاً ؎

بہ لیبار تو ملک خورد میں	بہ ہیہن تو چرخ دادہ لیبار

۲۔ تجنیس ناقص:۔ دو متجانس کلمات جو متفق الحروف اور مختلف الحرکات ہوں۔ استعمال کرنا۔ مثلاً ؎

چو باشی بر اسپ سعادت سوار | پیادہ شود دشمن از اسپ دولت

بدست اندروں از سعادت سوار | بر اسپ سعادت سواری و داری

۳۔ تجنیس زاید:۔ یہ ہے کہ ایک کلمے متجانس میں دوسرے کی نسبت کوئی حرف زیادہ ہو ؎

از نالہ چو نال گشتم داز مویہ چو مو بال | در حسرت رخسار نوائے زیبا رُو

۴۔ تجنیس مرکب:۔ یہ ہے کہ ایک متجانس مفرد ہو اور دوسرا دو کلموں سے مرکب ؎

کہ ابد ول بر ہوا ز نا زندہؑ | رہ راستی گیر تا زندہؑ

۵۔ تجنیس مطرف:۔ دو لفظ متجانس حرف اخیر میں مختلف اور باقی حروف میں متفق ہوں ؎

ز طعانِ رمح لو دے خاکساراں را طعام | از شرارِ تیغ لو دے بادہ ساراں را شراب

۶۔ تجنیس خطی:۔ جب دو لفظ کتابت میں ہمشکل ہوں۔ نقطوں کا فرق ہو ؎

ہماں بہتر کہ پوشی اندریں موسم خز ادکن | ہماں خوشتر کہ نوشی اندریں مدت مے صافی

۷۔ صنعت ترصیع:۔ تمام کلمات مسجع اور ہموزن لانا۔ اور آخری حروف متساوی ہوں ؎

وے مقرر بتو رسوم کمال | اے منور بتو نجوم جلال

۸۔ صنعت سیاقتہ الاعداد:۔ اعداد کو مرتب یا غیر مرتب طور پہ ذکر کرنا ؎

ششش روز و ہفت اختر و قصر و ہشت منظر | یک و دو شد از سہ حرف و چار اصل و پنج شعبہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سوال نمبر ۵:- ترکیب نحوی کرو:-

ع رفتم بہ باغ تا کہ بچینم سحر گلے

رفتم	فعل با فاعل	جملہ فعلیہ ہو کر معلول	جملہ معللہ ہوا
بہ	جار } متعلق فعل		
باغ	مجرور		
تا کہ	حرف علت		
بچینم	فعل با فاعل	جملہ فعلیہ ہو کر علت	
گلے	مفعول بہ		
سحر	متعلق فعل		

پرچہ الف

(۵)

سوال نمبر ۱:- ذیل کے اشعار کا با محاورہ اردو میں ترجمہ کرو۔ اور مشکل الفاظ کے معانی قلم بند کرو:-

ا- خیز و در کاسۂ زر آب طرب ناک انداز — پیشتر زانکہ شود کاسۂ سر خاک انداز
چشم آلودہ نظر از رخ جاناں دور است — بر رخ او نظر از آئینۂ پاک انداز
ملک ایں مزرعہ دانی کہ ثباتی نکند — آتشی از جگر جام در املاک انداز
یا رب آں زاہد خود بیں کہ بجز عیب ندید — دودِ آہیش در آئینۂ ادراک انداز

ب- تشنہ لب خاک شدم در ہوس لعل لبت — ساغر می بکش و جرعہ بریں خاک انداز
سگِ طوقِ توام آندم کہ کنی عزمِ شکار — طوق در گردنم از حلقۂ فتراک انداز
رخ فروزاں بتماشائے گل و لالہ خرام — آتش از رشک بہ مشت خس و خاشاک انداز
یکشا لب بحدیثی و خرد منداں را — ستری از غیب در آئینۂ ادراک انداز

ج- کمتر از ذرہ نۂ پست مشو مہر بورز — تا بہ خلوت گہ خورشید رسی چرخ زناں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بر جہاں تکیہ مکن ور قدحے مے داری — شادیٔ زہرہ جبیناں خور و نازک بدناں
دامنِ دوست بدست آر و ز دشمن بگسل — مرد یزداں شو و ایمن گذر از اہرمناں
پیر پیمانہ کش ما کہ روانش خوش باد (!) — گفت پرہیز کن از صحبت پیماں شکناں

د۔ نہ بہ تیشہ بیستون را زدہ کوہکن نہ ہر سو — کہ ز در و کوہ کن شد دل خارہ پارہ پارہ
نہ چناں بہ یک نظارہ ز رخت بہ رہ فتادم — کہ بود مجال آنم کہ نظر کنم دو بارہ
تو بہ رہ روی چو شاہاں و چو من ہزار مسکیں — بہ فغاں چو داد خواہاں بہ رہت ز ہر کنارہ
چو ز چارۂ طبیباں دلِ من خراب تر شد — پس ازیں بجز صبوری دلِ خستہ را چہ چارہ
نہ فشاں ز سمِ اسبت بہ زمیں بود کہ عاشق — بنہادہ دیدہ بر رہ کہ تو بگذری سوارہ

جواب:۔ ا۔ ۱۔ اٹھ اور سنہری پیالے میں خوشی دینے والا پانی ڈال۔ اس سے پہلے پہلے کہ ۔۔۔ یہ سر کی کھوپری مٹی سے بھر جائے ——— کاسہ:۔ پیالہ۔ سر کی کھوپری (صنعت تجنیس تام) آب طربناک:۔ راحت دینے والا پانی۔ شراب۔ خاک انداز۔ برتن جس میں مٹی ڈالی جائے۔

۲۔ ناپاک بینائی والی آنکھ محبوب کے دیدار سے محروم رہتی ہے۔ اس کے چہرے پر تو صاف شیشے سے نظر ڈال۔ ——— آلودہ:۔ آلائش والی۔ ناپاک۔ آئینہ پاک:۔ استعارہ ہے صاف دل سے، جو بدی اور گناہ کی آلائش سے پاک ہو۔

۳۔ تو جانتا ہے کہ اس کھیتی کی ملکیت قائم نہیں رہتی۔ اس لئے ان ملکیتوں کو پیالے کے جگر سے آگ لگا دے ——— ملک:۔ ملکیت۔ مزرعہ:۔ کھیتی۔ جس جگہ زراعت کی جائے۔ املاک:۔ جمع از ملک۔ ملکیت۔ مال۔ دولت۔

۴۔ اے خدا! اس مغرور پرہیزگار کی عقل کے شیشے میں (عاشق کی) آہوں کا دھواں ڈال دے۔ کیونکہ اسے سوائے عیبوں کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

زاہد:۔ شراب اور عشق وغیرہ سے پرہیز کرنے والا۔ دود۔ دھواں۔ ادراک:۔ عقل

ب۔ ۱۔ تیرے لعل جیسے سرخ ہونٹوں کی خواہش میں میں پیاسا ہی مر گیا۔ اب تو شراب کا پیالہ پی۔ اور ایک گھونٹ (میری) اس خاک پر ڈال۔ (تاکہ میری پیاس بجھے)۔

۲۔ میں تیرا پالتو کتا ہوں۔ اس لئے جس وقت تو شکار کو جانے کا ارادہ کرے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میری گردن میں شکار بند کے حلقے کا پٹہ ڈال دے ـــــــــ طوق :- پٹہ۔
گردن بند - عاشق محبوب کا کتا ہی نہیں۔ بلکہ اسے اس غلامی کا فخر ہے۔
ے گردنِ حسرت میں پڑے امتیاز خوب غلامی کا تیرے طوق ہے
۳- اپنے چہرے کو چمکا دمکا کر گلاب اور پوست کے پھولوں کو دیکھنے کے لئے
مٹک مٹک کر چل- اور اس مٹھی بھر کوڑے کرکٹ میں حسد کی آگ پھونک دے۔
تماشا :- دیکھنا- آتش از رشک :- آتشِ رشک را اضافی ہے) خس وخاشاک :-
استعارہ ہے گل و لالہ سے جو محبوب کے رخساروں کی موجودگی میں خس و خاشاک سے زیادہ
وقعت نہیں رکھتے۔ اور محبوب کے دل فریب چہرہ کی تاب نہ لا کر جل بھن جاتے ہیں۔
۴- تو بات کرنے کے لئے اپنے ہونٹ کھول اور عقلمندوں کی عقل کے شیشے میں کوئی
غیب سے متعلق بھید ظاہر کر دے ـــــــــ حدیث :- بات - سر :- بھید۔
ج - ۱- تو ذرے سے کم تو نہیں۔ پستی کی طرف مت جا۔ محبت اختیار کر تاکہ تو ناچتا ہوا
آفتاب (محبوب) کی تنہائی کے مقام پر پہنچ جائے ـــــــــ مہر :- محبت۔
آفتاب- (صنعت ایہام) چرخ زدن :- جگر کاٹنا- ناچنا- وجد کی حالت میں صوفیانہ ناچ۔
۲- تو دنیا پر بھروسہ نہ کر۔ اگر تو پیالہ (شراب کا) رکھتا ہے تو نازک جسم اور زہرہ جیسا
ماتھا رکھنے والے محبوبوں کی خوشی میں اسے پی جا ـــــــــ تکیہ :- آسرا- بھروسہ۔
قدحے :- پیالہ (شراب کا)۔
۳- دوست کا دامن پکڑ اور دشمن سے قطع تعلق کر۔ خدا کا بندہ بن اور شیطانوں
سے محفوظ ہو جا ـــــــــ بگسل :- توڑ- اہرمن :- شیطان۔
۴- ہمارے سے نوش گور دنے (خدا اس کی روح کو خوش رکھے) ہمیں یہ نصیحت کی
کہ وعدہ توڑنے والوں کی صحبت سے پرہیز کرو ـــــــــ پیمانہ :- شراب کا پیالہ۔
کہ روانش خوش باد :- جملہ معترضہ ہے- پیمان :- وعدہ- عہد- پیمان اور پیمانہ میں
تجنیس زائد ہے۔
د- ۱- فرہاد نے بےستون (پہاڑ) کو کلہاڑے سے ہر طرف سے نہیں کاٹا تھا۔ بلکہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فرہاد کے درد (عشق) کے سبب پہاڑ کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔

بے ستون :۔ اس پہاڑ کا نام ہے جسے فرہاد نے اپنے محبوب شیریں کے کہنے پر کاٹا تھا۔ کوہکن :۔ پہاڑ کو کاٹنے والا۔ لقب فرہاد۔ خارہ :۔ سخت پتھر۔ پہاڑ۔ دردِ عشق پہاڑ کا دل بھی پگھلا دیتا ہے ؎

کوہکن کیا پہاڑ توڑے گا   عشق نے زور آزمائی کی   میر

۲۔ تیرا چہرہ ایک ہی بار دیکھنے سے میں ایسا (بیہوش ہو کر) نہیں گرا کہ تجھے دوبارہ دیکھ سکوں ——— نظارہ :۔ دیدار۔ دیکھنا۔

ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں   ع

۳۔ تو بادشاہوں کی طرح اپنی راہ پر جا رہا ہے۔ اور میری طرح ہزاروں مسکین انصاف چاہنے والوں کی مانند تیرے راستے میں ہر طرف سے فریاد کر رہے ہیں۔

فغاں :۔ داد فریاد۔ چیخ پکار۔ داد خواہ :۔ انصاف چاہنے والا۔

؎ سرِ راہ بیٹھے ہیں بے خواب و خور ہم   نہ نکلے گی ان کی سواری کہاں تک

۴۔ چونکہ معالجوں کے علاج کے سبب میرے دل کی حالت زیادہ خراب ہو گئی اس لئے اس کے بعد اب زخمی دل کے لئے سوائے صبر کرنے کے اور کیا چارہ ہے؟

؎ مریضِ عشق پر رحمت خدا کی   مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

۵۔ زمین پر تیرے گھوڑے کے سموں کے نشان نہیں ہوتے کیونکہ جس راستے سے تو سوار ہو کر گذرتا ہے وہاں عاشقوں نے اپنی آنکھیں بچھا دی ہیں۔

؎ بچھی ہیں راہِ تمنا میں سینکڑوں آنکھیں   کہ ناز جلوہ کرے تیری خوش خرامی کا

سوال نمبر ۱۵ :۔ اشعار ذیل کی تشریح کرو :۔

(۱)۔ من براہے میروم لیکن قدم نامحرم است   در مقامی حرف می گویم کہ دم نامحرم است

خوش شدم گر دیدۂ من شد سفید از انتظار   کز پئی دیدار جاناں دیدہ ہم نامحرم است

ما اگر مکتوب ننوشتیم عیب ما مکن   در میان رازِ مشتاقاں قلم نامحرم است

ہر کجا جان می رود تن را در آنجا بار نیست   ہر کجا سلطاں کند خلوت حشم نامحرم است

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فیضی از بزمِ نشاطِ ما حریفاں غافلند | ہر کجا ما جام می گیریم جم نامحرم است

ب۔ خواہی کہ رسی بکام بردار دو گام | یک گام زدنیا دیگی گام زکام
نیکو مثلی زدہ است پیرِ بسطام | "از دانہ طمع ببر کہ رستی از دام"

ج۔ شیراز قدحِ بادہ بہ مستاں ندہند | جان بازکہ وصلِ او بہ دستاں ندہند
آنجا کہ مجرداں بہم می نوشند | یک جرعہ بہ خویشتن پرستاں ندہند

د۔ چوں ذرہ بخورشید جہاں در پیوست | چوں قطرۂ سرگشتہ بہ عماں پیوست
جان بود میان وی و جاناں حائل | فی الحال کہ جان داد بہ جاناں پیوست

جواب:- ا۔ ۱۔ راہِ یار ایسا راستہ نہیں جس پر انسان عام ٹانگوں کے ساتھ چل سکے۔ ہمارے قدم محبوبِ حقیقی کی سرزمین سے ناآشنا ہیں۔ اور نہ ہی ہم منزلِ دوست کو زبان سے بیان کر سکتے ہیں۔ وہ ہماری فہم و عقل سے بالا تر ہے۔ اور انسانی وسائل کی وہاں تک رسائی نہیں۔ وصالِ محبوب کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے طریقِ عشق۔

محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے نامحرم | کچھ کہہ نہ سکا جس پر یاں بھید کھلا تیرا

۲۔ محبوب کا دیدار ظاہری آنکھوں سے نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے بصیرت کی ضرورت ہے جو صفائی باطن اور تزکیۂ نفس سے حاصل ہوتی ہے۔

ع بر رخِ او نظر از آئینۂ پاک انداز

۳۔ قلم رازِ عشق کی تفسیر سے عاجز ہے۔ محبوبِ حقیقی کو قلم کے ساتھ خط نہیں لکھے جایا کرتے۔ بلکہ دل کی وساطت سے اس کے ساتھ رشتہ گانٹھا جاتا ہے۔ اور دل ہی کی راہ سے وہاں تک رسائی ہوتی ہے۔ عشقِ حقیقی کا سرور بیان سے باہر ہے۔

ع زباں تقریر سے قاصر قلم تحریر سے عاجز

۴۔ انسان کا تنِ خاکی اپنی کثافت کے باعث محبوب کی درگاہ سے محروم رہتا ہے۔ وہاں تو صرف پاک روح ہی کو باریابی ہو سکتی ہے۔ ہماری روح کو محبوبِ حقیقی (خدا) سے خاص علاقہ ہے۔ بلکہ یہ تو اسی ذات سے صدور پاتی ہے۔ اور اپنے مبداء اور مرجع کو لوٹ کر اسی میں جذب ہو جاتی ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۵۔ محفل عشق میں صرف عشاق ہی کو شریک کیا جاتا ہے۔ اور وجد و سرور صرف انہی کا حصہ ہوتا ہے۔ ان کے رقص و سرود اور نشاط و مستی سے دنیا کی بڑی سے بڑی ہستی بھی ناآشنا ہوتی ہے۔ خود جمشید بادشاہ کو جس نے شراب ایجاد کی ان کی مجلس سے ایک گھونٹ بھی نصیب نہیں ہوتا۔ ع

یک جرعہ بہ خویشتن پرستاں ندہند

ب۔ ۱۔ اگر انسان چاہتا ہے کہ اس کی خواہشیں پوری ہوں تو اسے ان کے پیچھے دوڑنا نہیں چاہئے۔ اس سے اس کی بیقراری اور حرص بڑھیں گے۔ ع

حرص کے پھیلتے ہیں پاؤں بقدر وسعت

مقصد حیات کو پانے کا واحد طریقہ ترک خواہش ہے۔ ہوا و ہوس کے پھندے سے آزاد ہو جانا انسان کو حقیقی راحت اور ابدی سرور حاصل کرنے کے قابل بناتا ہے۔ ہمارے کام غرض کی لاگ سے پاک اور ہماری دعائیں حرص و ہوا کی آلائش سے بری ہونی چاہئیں۔

ع ہاتھ مطلب سے اٹھا دستِ دعا سے پہلے

۲۔ ہماری خواہشیں بمنزلہ ان دانوں کے ہیں جو پرندے کو جال میں پھنساتے ہیں۔ ہم بھی دنیا کے جنجال میں محض خواہشات کے سبب ہی گرفتار ہیں۔ اور کہ دامِ حیات سے ہماری نجات صرف ہوا و ہوس کو ترک کرنے میں ہے۔

ج۔ ۱۔ شراب کے پیالے میں تلخ اور ناخوشگوار شراب کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ دودھ پینے والے مجنوں عشق کی تلخیوں اور دشواریوں سے ناآشنا ہیں۔ وصال یار کی خاطر تو جان تک قربان کرنی پڑتی ہے۔ باتوں سے کام نہیں چلتا ؂

حافظ صبور باش کہ در راہِ عاشقی　　ہر کس کہ جاں نداد بجاناں نمے رسد

۲۔ جس محفل میں تارک دنیا اور عاشق حقیقی جام پر جام اڑاتے ہیں وہاں دنیا داروں اور نفس پرستوں کو ایک گھونٹ بھی نصیب نہیں ہو سکتا۔ شرابِ عشق کے سرور سے اہلِ خرد اور اہلِ نفس بے بہرہ رہتے ہیں۔ ع

اہل خرد و نفس ہیں بے بہرہ عشق سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

د - ۱ عاشق صادق اپنے محبوب میں بالآخر اسی طرح سما جاتا ہے جس طرح ایک ذرہ آفتاب میں اور ایک قطرہ سمندر میں۔ انسانی روح قطرہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور محبوب حقیقی (خدا) مثل ایک بحر بیکراں ہے۔ جس کی وسعت میں قطرہ شامل ہو کر سمندر بن جاتا ہے ؎

دل ہر قطرہ ہے سازِ انا البحر — ہم اس کے ہیں ہمارا پوچھنا کیا

۲ - عاشق اور محبوب کے درمیان صرف جان ہی حائل ہوتی ہے۔ جب عاشق اپنی جان برضا و رغبت راہ یار میں قربان کر دیتا ہے تو محبوب کی ذات میں وصال پا لیتا ہے۔ اور سکون و سرور ابدی اور بقائے دوام سے بہرہ ور ہو جاتا ہے ؎

جو رحمت میں اس کی سما جائے گا — سکون و بقا اس سے پا جائیگا

ع ہر کس کہ جاں بداد بجاناں ہمے رسد

سوال نمبر ۱۲ :- ترجمہ کرو :-

ا - چو نامہ بنزدیک خسرو رسید — غمی شد دلش کاں سخنہا شنید
گرانمائیگاں را ز لشکر بخواند — وزیں داستاں چند گونہ براند
چنیں گفت با پہلواناں بہ راز — "کہ ایں کار کردہ ہمہ بر دراز
چہ سازیم و درماں ایں رو چیست؟ — بہ ایران ہم آوردِ ایں مرد کیست؟
بر آں بر نہادند یکسر کہ گیو — بہ زابل شود نزد سالار نیو

ب - چو نزدیکی زابلستاں رسید — خروشِ طلایہ بہ دستاں رسید
کہ آمد سوارے ز ایراں چو گرد — بزیر اندرش بارہ رہ نورد
تہمتن پذیرہ شدندش با سپاہ — نہادند بر سر بزرگاں کلاہ
ز اسپ اندر آمد گو نامدار — از ایراں بپرسید و از شہریار

ج - یکی بانگ بر زد بہ گیو از نخست — پس آنگاہ شرم از دو دیدہ بشست
کہ "رستم کہ باشد کہ فرمانِ من — کند پست و پیچد ز پیمانِ من؟
بہ گیرش بہ بر زندہ بردار کن — از و نیز مکشای با من سخن"
تہمتن برآشفت بر شہریار — "کہ چندیں مدار آتش اندر کنار

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

همه کارت از یک دگر بدتر است	نراشهر یاری نه اندر خور است

د۔ چو سہراب زاں گونہ آوا شنید | بہ یارہ بر آمد سپہ بنگرید
بیامد یکے تند بالا گزید | بہ جائی کہ ایراں سپہ را بدید
بفرمود تا رفت پیشش ہجیر | بدو گفت "کژی بنا ید ز تیر
از ایراں ہر آنچت بپرسم بگوی | متاب از رہِ راستی ہیچ رُوی"

جواب :۔ ا۔ ا۔ جب وہ خط بادشاہ کو پہنچا تو اس میں لکھی ہوئی باتوں سے اس کا دل غمگین ہو گیا ـــــــــ خسرو :۔ بادشاہ۔ کیکاؤس۔ سخن ہا :۔ باتیں۔

۲۔ اس نے لشکر کے سرداروں کو بلایا۔ اور اس معاملہ کے کئی پہلوؤں پر بحث کی۔

گرانمایہ :۔ جلیل القدر۔ سردار۔ داستان :۔ معاملہ۔

۳۔ اس نے پہلوانوں کو یہ بات راز کے ساتھ کہی کہ یہ معاملہ طول پکڑ رہا ہے۔ (نازک بن رہا ہے) ـــــــــ "کردہ" کی بجائے "گردد" پڑھئے گا۔

دراز گشتن :۔ نازک صورت اختیار کرنا۔

۴۔ ہم کیا کریں۔ اس درد کا علاج کیا ہے؟ ایران میں اس شخص کا کون ہم پلّہ ہے؟

درمال :۔ علاج۔ چارہ۔ ہم آورد :۔ برابر کا۔ ٹکّر کا۔ ہم پلّہ۔

۵۔ سب نے اس تجویز پر مکمل اتفاق کیا کہ گیو کو بہادر سردار (رستم) کے پاس بھیجا جائے۔

بہ چیزے پیر نہادن :۔ کسی تجویز یا فیصلے پر پہنچنا۔ گیو۔ کاؤس کے ایک سردار کا نام۔

ب۔ ا۔ جب زابلستان کی حد آگئی تو محافظ سپاہیوں کا شور وغل دستان کے کانوں میں پہنچا۔

خروش :۔ شور۔ غوغا۔ طلایہ :۔ پہرہ دینے والے سپاہی۔

۲۔ (شور یہ تھا) کہ ایک سوار ایران سے آندھی کی طرح آیا ہے۔ وہ ایک راستہ طے کرنے والے (تیز رفتار) گھوڑے پر سوار ہے ـــــــــ بارہ :۔ سواری۔ گھوڑا۔

۳۔ پہلوان فوج کے ساتھ اس کے استقبال کو آگے بڑھا۔ سرداروں نے سروں پر تاج پہن لئے ـــــــــ پذیرہ شدن :۔ پیشوائی یا استقبال کرنا۔ کلاہ :۔ ٹوپی تاج

۴۔ مشہور پہلوان (رستم) گھوڑے سے اتر آیا۔ اور ایران اور بادشاہ (کاؤس) کا حال پوچھا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

گو:۔ پہلوان۔ شہریار:۔ بادشاہ۔ یعنی کیکاؤس۔

ج ۔ ۱۔ پہلے اس نے گیو کو زور سے پکارا۔ اور پھر آنکھوں سے شرم کو دھوڈالا۔

بانگ برزدن:۔ للکارنا۔ غصے کے ساتھ پکارنا۔ نخست:۔ پہلے۔ شرم از دیدہ شستن:۔ آنکھوں سے شرم دھوڈالنا۔ بے شرم ہوجانا۔ لحاظ نہ کرنا۔

۲۔ رستم کون ہے۔ میرے حکم کو موڑنے والا۔ اور اس کی کیا مجال ہے کہ میرے ساتھ کئے ہوئے عہد کو توڑ ڈالے:۔ ــــــــــ پست کردن:۔ نیچا کرنا۔ پرواہ نہ کرنا۔ رد کرنا۔

۳۔ اس کو پکڑ۔ لے جا اور زندہ سولی پر چڑھا دے۔ اس کے متعلق میرے ساتھ بات تک نہ کر ــــــــــ بردار کردن:۔ سولی پر چڑھانا۔

۴۔ پہلوان کو بادشاہ پر غصہ آگیا۔ کہا "تو اپنے سینے میں اس قدر آگ نہ رکھ (یعنی اس قدر طیش میں نہ آ) ــــــــــ پہلوان:۔ یعنی رستم۔ آتش:۔ آگ۔ طیش۔ غصہ۔

۵۔ تیرا ایک کام دوسرے سے بدتر ہے۔ تو بادشاہی کے لائق نہیں۔

اندرخور:۔ لائق۔

د ۔ ۱۔ جب سہراب نے اس قسم کا شور سنا۔ تو وہ قلعے کے اوپر چڑھ آیا۔ اور (دشمن کی) فوج کو غور سے دیکھا ــــــــــ آوا:۔ مخفف از آواز۔ شور۔ بارہ:۔ قلعہ۔

۲۔ وہ آیا اور ایک اونچی پہاڑی (ٹیلہ) پر کھڑا ہوگیا۔ جہاں سے وہ ایران کی فوج کو (بخوبی) دیکھ سکتا تھا ــــــــــ بالا:۔ پہاڑی۔ بلندی۔ ٹیلہ۔

۳۔ اس کے حکم پر ہجیر اس کے سامنے حاضر ہوا۔ اسے یوں مخاطب کیا۔ "تیر ٹیڑھا نہیں ہوا کرتا" ــــــــــ کژی:۔ کجی۔ ٹیڑھاپن۔ عیاری۔ مکر۔ جھوٹ۔

۴۔ "ایران کے متعلق جو کچھ میں پوچھوں بتاتا جا۔ اور کسی صورت سچائی کی راہ سے نہ ہٹ:" ہر آنچت:۔ ہر آنچہ ترا۔ جو کچھ تجھے۔ متاب:۔ نہ مڑ۔ نہ ہٹ۔

سوال نمبر ۴:۔ ا۔ مندرجہ ذیل صنائع معنوی کی مثالیں دیکر وضاحت کرو:۔

ایہام۔ تضاد۔ مراعات النظیر۔ لف و نشر۔ حسن تعلیل۔ تجاہل عارف۔ تنسیق الصفات۔

ب ۔ اضافت کی قسمیں بیان کرو۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جواب :- ا- ایہام :- کلام میں ایسا لفظ لانا جس کے دو معنی ہوں۔ اور دونوں کا اطلاق ہو سکتا ہو۔ مثلاً ؎

دیدہ روشن مے شود از چہرۂ زیبائے تو — ور کسے انکار این معنی کند روشن کنم

تضاد :- کلام میں دو ایسے الفاظ لانا جن کے معانی متضاد ہوں۔ مثلاً ؎

تا نگرید ابر کے خندد چمن — تا نگرید طفل کے جوشد لبن

مراعات النظیر :- شعر میں ایسے الفاظ کو جمع کرنا جن میں باہمی مناسبت ہو مثلاً ؎

چو از زاغِ کماں گردد عقابِ تیر او پرّاں — شود بوم وجود سوم خصمت جغت با عنقا

لف و نشر :- پہلے چند چیزیں ذکر کرنا۔ اور پھر ان کے متعلقات کو ترتیب با بلا ترتیب لانا۔ اگر ترتیب کے ساتھ لائیں تو لف و نشر مرتب ہوگی۔ اور اگر بغیر ترتیب کے لائیں۔ تو غیر مرتب۔ مثلاً ؎

بروز نبرد آں یلِ ارجمند — بشمشیر و خنجر بہ گرز و کمند

برید و درید و شکست و بہ بست — یلاں را سر و سینہ و پا و دست

حسن تعلیل :- کسی فطری امر یا واقعہ کو شاعرانہ انداز میں کسی غیر فطری سبب پر محمول کرنا۔

مثلاً ؎ تا چشم تو ریخت خون عشاق — زلفِ تو گرفت رنگِ ماتم

تجاہلِ عارف :- کسی امرِ معلوم سے شاعرانہ لطافت کے ساتھ عمداً اپنے آپ کو جاہل قرار دینا۔ مثلاً ؎

چہ میگفتم و در چہ پرداختم — کجا بود اشہب کجا تاختم

تنسیق الصفات :- کسی چیز یا شخص کے صفات کو متواتر ذکر کرنا۔ مثلاً ؎

خداوند بخشندۂ دستگیر — کریم و خطا بخش پوزش پذیر

ب - اضافت کی قسمیں :-

۱- اضافت تملیکی :- (ملکیت)۔ مثلاً باغِ موہن۔

۲- اضافت تخصیصی :- مثلاً پوستینِ انار۔

۳- توضیحی :- مثلاً شہرِ لاہور۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۴- بیانی:- مثلاً خاتمِ زر- (۵) تشبیہی- مثلاً نرگسِ چشم- (۶) استعارہ- مثلاً گوشِ ہوش- (۷) ظرفی:- مثلاً آبِ دریا- (۸) اقترانی:- مثلاً نامۂ عنایت:- (۹) اضافت بادنٰے ملابست:- مثلاً ہندوستانِ ما-

سوال نمبر ۵:- ترکیب نحوی کرو:-

۱ آں قدح بشکست وآں ساقی نماند

۲ بخدا من نخواہم رفت

جواب:-

(۱)

- بشکست .. .. .. فعل
- آں .. .. اشارہ
- قدح .. .. مشارٌالیہ
  - (آں قدح) فاعل
  - (بشکست آں قدح) جملہ فعلیہ ہوکر معطوف الیہ
- و .. .. .. حرف عطف
- نماند .. .. .. فعل
- آں .. .. اشارہ
- ساقی .. .. مشارٌالیہ
  - (آں ساقی) فاعل
  - (نماند آں ساقی) جملہ فعلیہ ہوکر معطوف
- (سب) جملہ معطوفہ ہوا

(۲)

- مے خورم (محذوف) .. فعل با فاعل
- قسم (محذوف) ... مفعول
- ب .. .. (حرفِ قسم) جار
- خدا ... ... مجرور
  - (بخدا) متعلق فعل
  - (مے خورم قسم بخدا) جملہ فعلیہ ہوکر قسم
- نخواہم رفت .. .. فعل
- من .. .. .. فاعل
  - (نخواہم رفت من) جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم
- (سب) جملہ قسمیہ ہوا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حصّہ دُوم
پرچہ ب

(۱)

سوال نمبر ۱:- با محاورہ اردو میں ترجمہ کرو:-

ا- در اخبار آمدہ کہ سلطانِ مصر با پادشاہِ روم طرح مواصلت انداخت۔ دخترِ او را از بہر پسرِ خود خطبہ کرد۔ و ہم دخترِ خود را عقدِ پسرِ وے درآورد۔ و بسبب ایں وصلت رسل و رسائل از جانبین متواصل گشت۔ و باتفاق ایں دو صاحبِ دولت ہر دو مملکت بایک دیگر آراستگی پذیرفت۔ و در امورِ کلی و جزئی مراجعت برائے یک دیگر نمودندے۔ و بے مشورت و تدبیر ہم در ہیچ مہم شروع نفرمودندے۔ روزے ملکِ مصر بقیصرِ روم پیغام فرستاد کہ "پسران زبدۂ حیات و عمدۂ زندگانی اند۔ و نام مابعد از وفات جز بہ حیاتِ ایشاں باقی نے ماند۔

ب- تہران لفظے است عجمی و عجم بتاءِ منقوطہ آں را تلفظ و تحریر مے کنند..... و از قرارِ ری بودہ۔ و فاصلہ میانِ ایں قریہ و رَے دو فرسخ بودہ۔ از شخصِ صادقی شنیدہ شد کہ تہران قریہ بزرگی بودہ و بیوتاتش را در زیرِ زمیں ساختہ بودند و کسی را جز اہالیش راہ بداں نبود۔ و بارہا بپادشاہِ وقت یاغی شدہ بودند۔ کہ شاہ را جز مدارا با ایشاں چارہ نبودہ۔ و منقسم بود بہ دوازدہ محلہ کہ باہم مراودہ نہ داشتند و باغات و بساتین بسیار دارد کہ ہمیں اسبابِ حراستِ اہالی و مایۂ دفعِ دشمن از ایشاں است۔

ج- چوں از چراغ دان گذشتیم، ہم برف بلند بود ہم راہ نامعلوم شد۔ در نواحی لنگر میر غیاث بہ کابل بہ کدام راہ رفتن خود را کنگاش نمودہ شد۔ من اکثری بریں

بودم کہ زمستان است، براہِ قندھار۔ اگرچہ اندکی دور تر است اما بی تردد و دغدغہ رفتہ می شود۔ راہِ کوہ دغدغہ و تردد داست۔ قاسم بیگ آں راہ را دور و ایں راہ را نزدیک گفتہ بسیار حیل کرد۔ آخر بہ ہمیں راہ شدیم۔

ا۔ برہمن گفت اغلب دوستی و دشمنی ثابت و قائم نباشد۔ و ہر آئینہ بعضی بہ حوادثِ زمانہ استحالت پذیرد۔ و بسیار دوستی است کہ بکمال لطف رسیدہ باشد و نماو طراوتِ آں برامتدادِ روزگار باقی ماندہ۔ ناگاہ چشم زخمی افتد و بہ عداوت و استزادت کشد۔ و بارعصبیتہای موروث و دشمنی ہائے قدیم بہ یک مجاملت ناچیز گردد۔

جواب:۔ ا۔ تواریخ میں مذکور ہے کہ مصر کے سلطان نے بادشاہ روم کے ساتھ میل جول کی بنیاد ڈال کر اپنے بیٹے کے لئے رشتہ مانگا۔ اور نیز اپنی لڑکی کا اس کے لڑکے کے ساتھ نکاح کر دیا۔ اس رشتہ کے سبب دونوں طرف سے قاصد اور خطوط آنے جانے لگے اور ان بادشاہوں کے اتفاق سے دونوں سلطنتوں نے ایک دوسرے سے رونق و آراستگی پائی۔ اور تمام چھوٹے بڑے (ضروری وغیر ضروری) معاملات میں ایک دوسرے کی رائے لینے اور باہمی مشورہ اور تدبیر کے بغیر کوئی کام شروع نہ کرتے۔

ایک دن مصر کے بادشاہ نے قیصر روم کے پاس پیغام بھیجا کہ بیٹے زندگی کا خلاصہ اور سہارا ہیں (نوٹ:۔ ایک صاحب لفظ "عمدہ" کا مطلب "تحفہ" لکھتے ہیں جو بالکل لغو ہے) اور ہمارا نام ہماری وفات کے بعد انکی زندگی کے بغیر باقی نہیں رہ سکتا۔

ب۔ تہران فارسی لفظ ہے۔ اور اہلِ یونان تائے منقوطہ (ت) کے ساتھ اسے بولتے اور لکھتے ہیں۔ یہ رے کے دیہات میں سے تھا۔ اس گاؤں اور شہر رے کے درمیان دو فرسنگ کا فاصلہ تھا۔ ایک معتبر (سچے) شخص سے سننے میں آیا ہے۔ کہ تہران ایک بڑا گاؤں تھا۔ اور اس کے مکانات زمین کے نیچے بنے ہوئے تھے۔ اور سوائے اس کے باشندوں کے کسی شخص کو اس کا راستہ معلوم نہ تھا۔ کئی بار وہ لوگ بادشاہِ وقت کے خلاف باغی ہوئے۔ اور بادشاہ کے لئے ان کے ساتھ صلح کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ وہ (تہران) بارہ محلوں میں تقسیم تھا۔ جن میں باہمی آمد و رفت نہ تھی۔ باغات

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ادر چین کثرت سے تھے۔ اور بھی وہاں کے باشندوں کی حفاظت اور دشمن کے دفع کرنے کا سامان تھے۔

ج - جب ہم چراغدان سے گزر گئے۔ برف بھی باند تھی۔ اور راستہ بھی نامعلوم تھا۔ لنگر میر غیاث کے نزدیک مشورہ کیا گیا کہ کابل کو کس راستہ چلیں۔ میری اور بہت سے دوسرے آدمیوں کی یہ رائے تھی۔ کہ سردی کا موسم ہے قندھار کے راستہ سے چلیں۔ اگرچہ قدرے دور ہے لیکن بغیر فکر اور تشویش کے طے ہوسکتا ہے۔ پہاڑی راستہ تشویشناک اور پرخطر ہے۔ قاسم بیگ نے یہ کہہ کر کہ وہ راستہ دور۔ اور یہ نزدیک ہے۔ بڑی بے وقوفی کی۔ آخر ہم اسی راستے پر چل پڑے۔

د۔ برہمن نے جواب دیا اکثر دوستی اور دشمنی ہمیشہ قائم اور برقرار نہیں رہتی۔ بلاشک بعض (یعنی بعض دوستیاں اور دشمنیاں) زمانہ کے حادثات کی وجہ سے بدل جاتی ہیں۔ اور بہت سی حالتوں میں دوستی لطف کے کمال تک پہنچتی ہے۔ اور اس کی تروتازگی اور ترقی بہت مدت تک باقی رہتی ہے۔ پھر اچانک بری نظر لگ جاتی ہے۔ اور دشمنی اور نفرت تک نوبت پہنچتی ہے۔ پھر خاندانی، نسلی، تعصبات اور پرانی دشمنیاں ایک ہی نیکی سے مٹ جاتی ہیں۔

سوال نمبر ۲: ترجمہ کرو۔

ا۔ پس ہمت برانتظام حال و فراغ بال ایشاں مصروف باید داشت۔ و عنانِ عنایت بصوبِ جمعیت و وسعتِ معیشتِ ایشاں معطوف باید ساخت۔ و من بجہتِ پسرِ خود چندیں ذخائر و نفائس و بردہ دستور و ضیاع و عقار مہیا کردہ ام۔ از آں طرف رائے جہاں آرائے آں حضرت در حسنِ اہتمام بحال پسرِ خود چہ اقتضا فرمودہ است۔ چوں ایں پیغام بہ سمعِ قیصر رسید۔ تبسمے فرمود و گفت "مال یار بے وفا و محبوب ناپائدار است۔ از و حسابی نباید گرفت۔ و بہ منافعِ فانئ دنیائے دنی فریفتہ نباید شد۔

ب۔ تہران قریہ است منظم جزو ایالاتِ ری۔ و دارای باغاتِ زیاد و با اشجار

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ثمراتِ خوب وفراوان ۔ وسکنہ درخانہ ہای سرداب مانند بسر می برند۔ ہمیں کہ دشمن حملہ
می آورد، بخانہ ہای تحتانی پناہ جستہ کہ ہر قدر محصور بودنِ شاں امتداد یابد۔ بسبب
کثرتِ آذوقہ کہ از فرطِ احتیاط ذخیرہ کردہ اند، آسودہ اند۔ و بیرون آوردنِ ایشاں از آں
اماکن غیر مقدور است۔ وچوں دشمن مایوس شدہ و معاودت کرد از زیرِ زمین بیروں
مے آیند۔

ج ۔ سلطان نام پشائی راہبر بود۔ نمی دانم از پیریش بود یا از دل پای دادن۔
یا از بسیاری برف بود۔ باری راہ گم کرد و سر نتوانست کرد۔ چوں بہ سعی قاسم بیگ
بایں راہ شدہ بودیم۔ قاسم بیگ بہ ناموس افتادہ خود و پسرانش فرود آمدہ۔ و برف ہا
را زیر کردہ و راہ پیدا کردہ پیش می رفتند۔ دیک روز کہ ہم برف بسیار بود۔ و ہم
راہ نا مشخص۔ ہر چند سعی کردیم نتوانستیم راہ رفت۔ چارہ نیافتہ و برگشتہ
بر جائے کہ ہیزم بسیار بود فرود آمدہ۔

د ۔ پس نزدیک گربہ رفت و پرسید کہ حال چیست؟ گفت "مقرون بہ ابوابِ
بلا و مشقت۔" موش گفت "ہرگز شنوندۂ از من جز راست نشنودہ است۔ و من
ہمیشہ بہ غمی تو شاد بودمے۔ و ناکامی تو عینِ شادی خود شمردمے۔ لیکن امروز در بلا
شریکِ توام۔ و خلاصِ خویش در آں پندارم کہ بر خلاصِ تو مشتمل است۔ و در ایں
خیانت و بد سگالی ندارم۔ نیز راسو را برابرِ من و بوم را بالای درخت می تواں
دید۔ و ہر دو قصدِ من دارند۔ و دشمنانِ تو و من اند۔ ہر گاہ کہ بتو نزدیک شوم۔
قصدِ ایشاں از من بریدہ گردد۔

جواب :- ا۔ اس لئے ہماری ہمت ان کی بہتری اور خوشحالی میں صرف ہونی چاہیئے،
اور مہربانی کی باگ ان کے اطمینان اور سامانِ زندگی کی زیادتی کی جانب پھیرنی چاہیئے۔
میں نے اپنے لڑکے کے لئے اس قدر ذخیرے عمدہ عمدہ چیزیں۔ غلام۔ گھوڑے۔
(کسی مترجم نے تستور کے معنی "خواتین" لکھا ہے جو سراسر غلط ہے) زمینیں۔ جاگیریں فراہم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کر دیئے ہیں۔ آنجناب کی رائے جو دنیا کو آراستہ کرنے والی ہے اپنے بیٹے کی حالت سنوارنے میں کس امر کا تقاضا کرتی ہے؟ جب یہ پیغام قیصر کے کان تک پہنچا۔ تو اس نے مسکرا کر کہا "دولت ایک بے وفا دوست اور فانی محبوب ہے۔ اسے کسی گنتی میں نہ لانا چاہیئے۔ اور رنگینی دنیا کے فانی سامان پر فریفتہ نہ ہونا چاہیئے۔

ب ۔ تہران ایک بہت بڑا قصبہ ہے۔ رے کی حکومت کا حصہ ہے۔ اس میں باغات کی کثرت ہے۔ جن میں بہت سے درخت ہیں۔ پھل عمدہ اور بہت ہیں۔ باشندے سرد خانوں جیسے گھروں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ جونہی دشمن حملہ کرتا ہے تہ خانوں میں پناہ لیتے ہیں۔ کیونکہ خواہ کتنا ہی ان کا محاصرہ لمبا ہو جائے۔ وہ سامان خوراک کی زیادتی کی وجہ سے جو بڑی احتیاط سے جمع کیا ہوتا ہے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ان مکانوں سے انہیں باہر نکالنا ممکن نہیں۔ جب دشمن ناامید ہو کر واپس لوٹ جاتا ہے۔ وہ زمین کے نیچے سے باہر نکل آتے ہیں۔

ج ۔ سلطان نامی پشائی ہمارا راہنما تھا۔ میں نہیں جانتا کہ بڑھاپے کی وجہ سے تھا۔ یا اس نے دل چھوڑ دیا تھا۔ یا برف کی زیادتی کے باعث تھا۔ بہر حال وہ راستہ بھول گیا۔ اور پھر معلوم نہ کر سکا۔ چونکہ قاسم بیگ کی نز غیب (کوشش) سے ہم اس راستہ پر چلے تھے۔ قاسم بیگ خود شرم کے مارے اور اس کے بیٹے گھوڑوں سے اتر آئے۔ اور برف کو ہٹا کر راستہ بناتے تھے اور آگے آگے جاتے تھے۔ ایک دن جب برف بھی بہت تھی اور راستہ بھی نامعلوم تھا۔ اگرچہ ہم نے بڑی کوشش کی ہم آگے نہ بڑھ سکے۔ آخر مجبور ہو کر واپس لوٹے۔ اور جس جگہ ایندھن زیادہ تھا ہم اتر پڑے۔

د ۔ پس وہ بلی کے نزدیک گیا اور پوچھا کہ کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا۔ میں مصیبت اور تکلیف کی شکار ہوں (مصیبت کے دروازوں کے نزدیک ہوں) چوہا بولا "سننے والے نے کبھی بھی مجھ سے سوائے سچی بات کے کچھ نہیں سنا۔ اور میں ہمیشہ تیرے غم پر خوش ہوا کرتا تھا۔ اور تیری ناکامی کو اپنی عین خوشی سمجھتا تھا۔ لیکن آج میں مصیبت میں تیرا ساتھی ہوں۔ اور اپنی رہائی اس میں سمجھتا ہوں جس میں تیری نجات ہے۔ اور اس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بارہ میں کسی قسم کی بد دیانتی اور بری نیت نہیں رکھتا۔ نیز تو بنولے کو میرے پیچھے اور اُلو کو درخت پر دیکھ سکتی ہے۔ دونوں میری جان کا قصد رکھتے ہیں۔ اور تیرے اور میرے دشمن ہیں۔ جس وقت میں تیرے نزدیک آؤنگا۔ ان کا ارادہ میری جان لینے کا ٹوٹ جائے گا۔

سوال نمبر ۳:- ترجمہ کرو۔

ا - شاعرے در مدح خواجۂ بخیل قصیدۂ بگفت۔ و براو خواند۔ ہیچ صلہ نداد۔ یک ہفتہ صبر کرد۔ اثرے ظاہر نشد۔ و قطعۂ تقاضائے بگفت و بگذرانید۔ خواجہ التفات ننمود۔ بعد از ہفتہ ہجو کرد۔ خود را بہ آں نیاورد۔ و شاعر بیامد و بر درِ خانۂ او مرُبع نشست۔ خواجہ بیروں آمد۔ اورا بدید کہ بفراغت نشستہ است گفت "اے مبرم بے حیا! قصیدۂ بگفتی ہیچے ندادم۔ قطعۂ تقاضائے آوردی پروا نکردم ہجو کردی خود باں نیاوردم۔ دیگر بچہ امید اینجا نشستہ؟" گفت "بداں امید کہ بمیری و مرثیہ ات نیز بگویم و بر مردم خوانم و ببرم۔" خواجہ بخندید و اورا صلۂ نیکو بخشید۔

ب - در حینے کہ شیخ ابو علی سینا در اصفہان بود علاؤ الدولہ ابو جعفر بن کاکویہ دیلمی والی آنجا۔ نسبت بدو در مقام تعظیم و تبجیل بودہ اصناف رافت و مکرمت بتقدیم رسانیدے۔ تا آنکہ روزے کمر نقرۂ زر نشان با کارد و آویزہائے مرصع بدو عنایت نمود۔ پس از چند روز ہماں را در میان یکے از خواص غلامانِ خود دید۔ علاؤ الدولہ حقیقت سوال کرد۔ وے گفت حکیم ایں را بہ من بخشیدہ"

ج - و بعد از امتداد ایام قبل شیر شاہ عہد و قول دادہ پورنمل را از آں جا بہ وسیلۂ شاہزادہ عادل خان و قطب خان نائب فرود آوردہ در لشکر گاہِ خویش جائے داد۔ و صد اسپ و خلعت و زر نقد بہ او بخشید۔ و بالآخرہ بفتوئے میر سید رفیع الدین صفوی ایلچی کہ از حضرت سکندر لودی حضرت مقدس خطاب یافتہ بود۔ نقض عہد کردہ پورنمل را با اہل و عیال و اطفال فیل مال گردانیدہ متنفسے از آں ہندواں مفسد و متمرد کہ قریب بہ دہ ہزار کس بودند در آں معرکہ خلاص نیافت۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

د ۔ روزے حکیم انوری در بازارِ بلخ مے گذشت۔ حلقہ دید کہ مردم بسیار جمع آمدہ بودند۔ پیش رفت و سرور میانِ آں حلقہ کرد۔ مردے دید کہ درآں ایستادہ و قصاید انوری بنامِ خود مے خواند۔ و مردم او را تحسین مے کردند۔ انوری پیش رفت وگفت: "اے مرد ایں اشعار کیست کہ مے خوانی؟" گفت "اشعار انوری"۔ گفت "تو انوری را مے شناسی"؟ گفت "چہ مے گوئی! انوری منم"۔ انوری بخندید و گفت "شعر دزد شنیدہ بودم۔ اما شاعر دزد ندیدہ بودم"۔

جواب:۔ ا۔ ایک شاعر نے ایک کنجوس خواجہ کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا اور اس کے روبرو پڑھا۔ اس نے کوئی معاوضہ نہ دیا۔ ایک ہفتہ صبر کیا۔ مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ تب اس نے تقاضا کا قطعہ لکھ کر پیش کیا۔ خواجہ نے توجہ نہ دی۔ ایک ہفتہ کے بعد اس نے ہجو لکھی۔ لیکن اس نے مطلق پرواہ نہ کی۔ شاعر آیا اور اس کے گھر کے دروازہ پر پالتھی مار کر بیٹھ گیا۔ خواجہ باہر نکلا۔ اس کو دیکھا کہ مزے سے بیٹھا ہے۔ کہنے لگا "اے بے شرم ضدی تو نے ایک قصیدہ لکھا۔ میں نے کچھ نہ دیا۔ پھر تو تقاضا کا قطعہ لکھ کر لایا۔ میں نے پرواہ نہ کی۔ تب تو نے ہجو لکھی۔ میں نے اس کی طرف بھی توجہ نہ دی۔ پھر کس امید پر یہاں بیٹھا ہے۔ اس نے جواب دیا" اس امید پر کہ تو مرے اور میں تیرا مرثیہ بھی لکھوں اور لوگوں کو سنا کر چلا جاؤں۔ خواجہ ہنس دیا اور اس کو اچھا خاصہ انعام دیا۔

ب ۔ جس زمانہ میں شیخ ابو علی سینا اصفہان میں تھا علاؤ الدولہ ابو جعفر بن کاکویہ دیلمی جو وہاں کا حاکم تھا اس کی بڑی عزت اور تعظیم کیا کرتا تھا۔ اور اس پر طرح طرح کی مہربانیاں اور بخششیں کیا کرتا تھا۔ حتٰی کہ ایک دن ایک چاندی کی پیٹی جس پر سونے کا کام تھا مع خنجر اور چاقو آویزوں کے اس کو عنایت کی۔ چند دن کے بعد وہی پیٹی اپنے ایک خاص غلام کی کمر پر دیکھی۔ علاؤ الدولہ نے اس کی حقیقت پوچھی۔ اس نے جواب دیا حکیم ابو علی نے مجھے بخشی ہے۔

ج ۔ محاصرہ کے دلوں کے بلیے ہونے کے بعد شیر شاہ وعدہ اور اقرار کر کے پورن سل کو وہاں سے شاہزادہ عادل خاں اور قطب خاں نائب کے ذریعہ نیچے لایا (یعنی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

قلعہ سے باہر نکالا) اور ۹۰ سے اپنے لشکر گاہ میں جگہ دی۔ اور ایک سو گھوڑے خلعت اور نقدی اسے بخشی۔ آخرکار میر سید رفیع الدین صفوی ایلچی کے فتویٰ پر جس نے سکندر لودی کے دربار سے حضرت مقدس کا خطاب پایا تھا۔ اس نے (یعنی شیر شاہ نے) اپنا عہد توڑ دیا۔ اور پورنمل کو اس کی بیوی بچوں سمیت ہاتھیوں کے پاؤں تلے کچلوا دیا۔ ان شریر اور سرکش ہندوؤں میں سے جو تقریباً دس ہزار تھے۔ ایک آدمی بھی اس جنگ میں نہ بچا۔

د۔ ایک دن حکیم انوری بلخ کے بازار میں سے گذر رہا تھا۔ اس نے ایک دائرہ دیکھا۔ جس میں بہت سے لوگ جمع تھے۔ آگے بڑھا اور دائرہ کے اندر گھس گیا۔ اس نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہاں کھڑا ہو کر انوری کے قصیدے اپنے نام سے پڑھ رہا ہے۔ اور لوگ اس کی تعریف کر رہے ہیں۔ انوری آگے بڑھا اور پوچھا اے مرد! یہ شعر کس کے ہیں جو تو پڑھ رہا ہے۔ اس نے جواب دیا انوری کے۔ پھر پوچھا گیا تو انوری کو پہچانتا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ تو کیا کہتا ہے میں خود انوری ہوں۔ انوری ہنس پڑا اور بولا میں نے شعروں کے چور تو سنے تھے۔ لیکن شاعر کو چرانے والا نہیں دیکھا تھا۔

سوال نمبر ۶:۔ ۱۔ شرف نساء خانم:۔ (تنہا، آخ لکا نہ) حالا میر دو بیادرم خبر مے دہد۔ خدایا اگر بیاید بپرسد چرا گریہ مے کردی؟ چہ خواہم گفت؟ آہ ہرگز نمی توانم بگویم۔ برائے چہ گریہ مے کردم۔ بہتر ش ایں ہست۔ حاشا بکنم۔ گوئم کہ ہیچ گریہ نمی کردم۔

(چشمہاش را با دستمال پاک مے کند۔ دریں حال در باز شدہ شہر بانو خانم داخل میشود)

شہر بانو خانم:۔ دختر! ایں بچہ را چرا آنکاں وادہ انداختہ۔

شرف نساء خانم:۔ بچہ زیر گل برود! مگر آرام مے گیرد؟ از صبح تا بحال نگذاشتہ دو چنگ پشم بزنم۔ شیطانی مے کند۔ گاہ پشم بر مے دارد۔ گاہے چار قدم را مے کشد۔ من ہم بحال آمدم، یک خوردہ دورش انداختم۔ گریہ کناں دو دیدہ سر تو آمدہ است۔ خوں کہ نشدہ است۔

ب۔ شہباز بیگ:۔ آدم از گرسنگی و برہنگی پئے دزدی و دوگی مے رود۔ الحمد للہ من کم و کسرے دارم۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شہربانو خانم :- (بر پیشخند) بہ بینی کدام گدا ہا دزد شدند - راہ زدند - ترا بخدا ! بغفلت
نناز ! برو پے کارت ! تو بگلی از راہ در رفتہ (شہباز سرش را پائیں انداختہ مے رود)
نگر حاتم خاں آقا و شہربانو خانم مردہ اند کہ یک مردکہ ۔ فرنگی شہباز را از راہ در بردہ
پاریس ببرد ؟ دختر شرف نسا ر فراموش کردم ۔ بگو بہ بینم آں خس و خاشاک در چین
شہباز را بچہ زبان ہا تابیدہ بپاریس مے برد ؟

ج ۔ شرف نسا خانم :- (از جابرخاستہ) واہ خدا خاک بسرم ۔ زنکہ چہ حرفہا مے زند ۔ زمین
زیر پایم لرزید ۔ برخیزم ۔ فرار کنم (زود از اطاق بیروں آمدہ مے رود)

شہربانو خانم :- (رو بہ دخترِ کوچک کردہ) گلچہرہ ! بابات پشتِ خانہ با چوپاناں حرف میزند ۔
برو ۔ بگو زود ایں جا بیاید ! کار واجبی ہست (گلچہرہ مے رود) ایں فرنگیہا چہ قدر
مردمانِ ناشکر و نمک نشناس مے شوند ۔ ہیچ نیکی نمے فہمند ۔ من بے عقل باز
ہر روز غذائے سرنہار موسی ژوردان کرہ باید باشد ۔ سرشیر باید باشد ۔ سرشام
پلو (پلاؤ) باید باشد ۔ سبز قورمہ باید باشد ۔ ولایتِ خودش کہ مے رود نگوید زنانِ
ایلاتِ قراباغ بے معرفت مے شوند ۔ حرمتِ مہمان را نمے توانند بجا بیاورند ۔
دہ بیا ، بعد ازیں ببردم خوبی کن ۔ تمام خوبیہام بباد رفت ۔

د ۔ حاتم خاں آقا :- فرزند تو ہنوز بچہ ۔ ایں ہا ہمہ حرفِ مفت است ۔ از برائے انسان
عقل لازم است ۔ برائے یک زبان زیادتر دانستن عقل بیشتر نمے شود ۔ آدم باید
بہر زبانے کہ دارونی الجملہ فہیم و از رسوم و عاداتِ اہلِ زمانہ مطلع باشد ۔ کارِ
خودش را پیش ببرد ۔

شہباز بیگ :- یکے از اہلِ زمانہ ہم مردمانِ پاریس است ۔ بحرفِ خود شما رسومِ آنہا را نیز
باید دانست ۔

حاتم خاں آقا :- چہ عیب دارد ؟ میل داری رسومِ آنہا را ہم یاد بگیر !

شہباز بیگ :- دریں صورت اگر پاریس نہ روم ۔ رسومِ آنہا چہ طور یاد بگیرم ۔

حاتم خاں آقا :- خیلے آسان است ۔ چنانچہ من خودم غیر از قراباغ جائے نرفتہ ام ۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

محض دیدنِ موسیٰ زوردان و شنیدنِ اختلاطہائے او ہمہ رسومِ آنہا را بلدم۔

جواب۔ ا۔ شرف نساء خانم:۔ (اکیلی ہی اکیلی) اُف ری بدکار۔ اب ماں کے پاس جائے گی۔ اور خبر کردے گی۔ یا میرے مولا! اگر ماں آکر مجھ سے پوچھے کہ "تو روتی کیوں تھی"؟ میں کیا جواب دوں گی۔ ہائے میری قسمت۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ کہ میں اپنے رونے کی وجہ بتا دوں۔ بہتر تو یہی ہے کہ صاف مکر جاؤں۔ اور کہہ دوں کہ میں بالکل نہیں روئی۔ (روئی ہوگی میری بلا جانے میری بلا) (اپنی آنکھوں کو رومال سے پونچھتی ہے۔ اسی اثنا میں دروازہ کھلتا ہے۔ اور شہر بانو خانم اندر آتی ہے)۔

شہر بانو خانم:۔ بیٹی! اس بچی کو تو نے جھٹکا کر کیوں دے ٹپکا ہے؟

شرف نساء خانم:۔ قبر میں پڑے یہ بچی! شاید وہاں نچلی بیٹھ سکے۔ سویرے سے لے کر اب تک اس نے مجھے دو مٹھی بھر اُون بھی نہیں صاف کرنے دی۔ شرارتیں کر رہی ہے۔ کبھی اُون اٹھا لے جاتی ہے۔ کبھی میری اوڑھنی کو کھینچتی ہے۔ میں بھی آخر سٹ پٹا کر تنگ آگئی۔ اور اس کو ذرا دور دھکیل دیا۔ یہ روتی روتی دوڑی۔ اور تمہارے پاس چلی گئی۔ کوئی خون تو نہیں ہوگیا! آخر۔

ب۔ شہباز بیگ:۔ انسان بھوک ننگ کا ستایا ہوا چوری چکاری اور غنڈا پن اختیار کرتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے کسی چیز کی بھی تنگی اور پرواہ نہیں۔

شہر بانو خانم:۔ (طعن آمیز ہنسی کے ساتھ) واہ! اچھا تو کون سے بھک منگے چور بن گئے۔ اور ڈاکہ ڈالنے لگ پڑے۔ تجھ کو قسم ہے خدا کی اپنی عقل پر نہ اترا۔ جا اپنا کام کر۔ تو تو بالکل بدراہ ہوگیا ہے۔

(شہباز سر کو نیچے ڈالے چلا جاتا ہے)

تو کیا حاتم خان آقا اور شہر بانو خانم کہیں مرگئے ہیں۔ جو ایک یورپی مردوا شہباز کو راستے سے بہکا کر پیرس لے جائے۔ (جب تک ہم زندہ ہیں کوئی طاقت بھی شہباز کو پیرس نہیں لے جاسکتی) بیٹی شرف نساء! اری میں تو بھول ہی گئی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مجھ کو بتاؤ نا کہ وہ گھانس پھونس اکٹھا کرنے والا شہباز کو کن کن لچھے دار باتوں میں
پھسلا کر اسے پیرس لے جا رہا ہے۔

ج۔ شرف النساء خانم:۔ (اپنی جگہ سے اٹھ کر) اُف میرے اللہ! خاک پڑے میرے سر پر۔
یہ چرواہا کیا باتیں بنا رہی ہے۔ ادھر تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ اب میں اٹھوں
اور نکلوں (جلد ہی کمرے سے باہر آ کر چل دیتی ہے۔

شہر بانو خانم:۔ (اپنی چھوٹی لڑکی سے مخاطب ہو کر) گلچہرہ تمہارا باپ گھر کے پچھواڑے
گڈریوں سے بات چیت کر رہا ہے۔ جاؤ اور اسے یہاں بہت جلد آنے کے لئے
کہو۔ کام بہت ضروری ہے۔ (گلچہرہ بھاگ جاتی ہے) یہ فرنگی لوگ کس قدر
ناشکرے اور نمک حرام ہوتے ہیں۔ کسی کی نیکی نہیں جانتے۔ میں ہی بیوقوف
تھی۔ (جو یہ کہتی کہ) موسیٰ زوردان کے کھلانے کے لئے ہر روز صبح کے وقت مکھن
ضرور چاہیئے۔ ملائی بھی چاہیئے۔ شام کے وقت پلاؤ ضرور ہو۔ کباب بھی ہو۔
(میرا مطلب یہ تھا کہ) کہیں وہ نہ ہو کہ اپنے ملک میں جا کر یہ کہنے لگے۔ کہ قرا باغ
کے قبیلوں کی عورتیں سلیقہ و تمیز نہیں رکھتیں۔ آئے گئے کی آؤ بھگت نہیں کر سکتیں
یا میری توبہ! اور دیکھو لو لوگوں کے ساتھ نیکی کر کے۔ میری تمام نیکیوں پر
پانی پھر گیا۔

د۔ حاتم خاں آقا:۔ بیٹیا! تو ابھی بچہ ہے۔ یہ سب بے فائدہ باتیں ہیں۔ انسان کے لئے
تو بس عقل کی ضرورت ہے۔ ایک زبان سے زیادہ اور زبانیں جان لینے سے عقل نہیں
بڑھ جاتی۔ انسان کو چاہیئے کہ جو بھی زبان وہ جانتا ہے اسی میں سب کچھ سمجھے۔ اور دنیا
والوں کی رسموں اور خصلتوں سے واقف ہو جائے۔ اور اسی سے اپنا کام چلائے۔

شہباز بیگ:۔ پیرس کے لوگ بھی تو آخر دنیا والوں میں ہی شامل ہیں۔ خود آپ کے قول کے
مطابق ان کی رسموں کو بھی جاننا چاہیئے۔

حاتم خاں آقا:۔ اس میں ہرج ہی کیا ہے۔ اگر تمہاری خواہش ہو تو ان کی رسموں کو
بھی سیکھ لو۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شہباز بیگ :- ایسی صورت میں اگر میں پیرس نہ جاؤں تو ان کی رسموں کو کیسے سیکھ سکتا ہوں۔

حاتم خان آغا :- تو اس میں مشکل ہی کیا ہے۔ جیسا کہ خود میں بھی قرا باغ سے باہر کسی جگہ نہیں گیا۔ صرف موسی ژوردان کو مل کر اور اس کی بات چیت سننے سے ہی پیرس کے لوگوں کی تمام رسموں کو جان گیا ہوں۔

سوال نمبر ۵ :- سلیس اردو میں ترجمہ کرو۔

ملک زادہ را شنیدم کہ کوتاہ بود وحقیر، و دیگر برادرانش بلند، بالا و خوب رُو۔ بارے پدر بکراہت و استحقار در روے نظر ہمے کرد۔ پسر بفراست و استبصار بجا آورد و گفت اے پدر کوتاہ خردمند بہ کہ نادانِ بلند۔ ہر چہ بقامت کہتر بقیمت بہتر۔ پدر بخندید دارکانِ دولت بپسندیدند۔ و برادراں بجاں بر نجیدند ؎

تا مرد سخن نگفتہ باشد   عیب و ہنرش نہفتہ باشد

شنیدم کہ ملک را دراں قرب دشمنے صعب روے نمود۔ چوں لشکر از ہر دو طرف روئے درہم آوردند و قصدِ مبارزت کردند اول کسے کہ بمیداں در آمد آں پسر بود۔

جواب :- میں نے سنا ایک شہزادہ پست قد اور بد صورت تھا۔ اور اس کے دوسرے بھائی بلند قامت اور خوبصورت تھے۔ ایک بار اس کے باپ نے اسے نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھا۔ بیٹا اپنی دانائی اور تیز فہم کے بل بوتے پر سمجھ گیا (تاڑ گیا) اور کہنے لگا اے باپ! پست قد دانا بلند قامت بیوقوف سے بہتر ہوا کرتا ہے۔ جو قد میں چھوٹا ہوتا ہے۔ قیمت میں بڑا ہوتا ہے"۔ باپ ہنس پڑا۔ اور درباری (امرا و وزرا) بہت خوش ہوئے مگر بھائی سخت رنجیدہ ہوئے ؎

ہلائے نہ گر کوئی اپنی زباں   ہوں عیب و ہنر اس کے کیونکر عیاں

(پھر) میں نے سنا کہ بادشاہ کے نواح میں ایک زبردست دشمن کھڑا ہو گیا۔ جب دونوں طرف سے فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی اور حملہ آوری کی نوبت آئی۔ تو پہلا شخص جو میدان جنگ میں کود اوہی (پست قد) لڑکا تھا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سوال نمبر۶:۔ با محاورہ فارسی میں ترجمہ کرو:۔

ایک مشہور عالم فاضل۔ ہندوستان کا ایک بلند رتبہ سیاسی لیڈر، مسلمانوں کا مایہ ناز راہنما جناب سر سید احمد خاں بے شک انیسویں صدی میں بہت بڑے سیاستدانوں میں سے تھا۔ اس قابل عزت ہستی نے پچاس سال سے زیادہ ہندوستان کے مسلمانوں کی سیاسی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں سنبھالے رکھی۔ کبھی ان کی تعلیم و تربیت کی طرف دھیان دیتا۔ اور کبھی ان کی سیاسی ترقی کی طرف متوجہ ہوتا۔ اور اپنی غیر معمولی دماغی قوتوں کو ان کی ترقی کے ذرائع کی تلاش میں صرف کرتا رہا۔ وہ جس قدر فہم و فراست قوتِ فکر۔ یکسوئی طبیعت اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ نیک صفات اور عادات (جو ایک مقرر۔ ریفارمر۔ مصنف اور فلاسفر و سیاسی لیڈر کے لئے لازم ہیں) رکھتا تھا بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔

جواب:۔ عالمِ شہیر و فاضلِ کبیر۔ قائد سیاسیٔ بلند مرتبتِ ہندوستان۔ مایۂ افتخارِ مسلمانان جناب سر سید احمد خاں بے شبہ اعظمِ سیاسیون در قرنِ نوزدہم میلاد بود۔ ایں وجودِ محترم متجاوز از پنجاہ سال زمامِ مہامِ سیاسیٔ مسلمانانِ ہندوستان را بکفِ کفایتِ خود گرفتہ گاہے بہ تعلیم و تربیتِ آنہا پرداختے و زمانے دیگر بہ ارتقائے سیاسیٔ آنہا التفات نمودے۔ و قوائے عقلانیٔ فوق العادتِ خود را در جستجوئے وسائلِ ترقیٔ ایشاں مصروف مے داشت۔ کثرتِ فہم و فراست۔ قوتِ فکر۔ راسئے وحدتِ ذہن۔ و فصاحت و بلاغت کہ با صفاتِ حمیدہ و عاداتِ ستودہ (کہ برائے نطاق و مصلح۔ مصنف۔ فیلسوف و قائدِ سیاسی لازم باشند) در وجودِ خود مجتمع ساختہ بود بہ ندرتاً در موجودِ اشخاصِ دیگر مشہود مے شود۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پرچہ ب

(۲)

سوال نمبر ۱:- ترجمہ کرو:-

ا - یعقوب لیث را در مبادیِ جوانی یکے از پیرانِ قبیلہ گفت "خاطرم بہ حالِ تو نگراں است - دست پیمائے راست کن - تا از برائے تو کریمۂ از خانوادۂ بزرگ بخواہم -" یعقوب گفت "عروسے کہ من خوش کردہ ام دست پیمانِ او آمادہ است" پیر گفت - "آں را بر من عرض کن تا ببینم کہ چیست - واز عروس نشان دہ تا بدانم کہ کیست" یعقوب بخانہ درآمد، و شمشیرے بیروں آورد و گفت "من عروسِ ممالکِ شرق و غرب را خطبہ خواہم کرد - و دست پیمانِ من ایں تیغِ جوہر دار و ایں شمشیرِ خوں گذار است"

ب - آوردہ اند کہ درآں ایام کہ اسکندر مے خواست کہ رایتِ جہانگیری از سرحدِ روم بر عزیمتِ ضبطِ ممالکِ عرب و عجم برافرازد و رکابِ ہمایوں بجہتِ تسخیرِ بر و بحر عالم حرکت دہد بغایت اندیشہ ناک و ملول خاطر بود - ارسطاطالیس حکیم کہ وزیرِ آں حضرت بود چوں علامتِ فکرت و نشانِ حیرت بر جبہ حال و ناصیۂ احوالِ او ظاہر دید - گفت "اے شاہ جہان! اسبابِ دولت مہیا و آمادہ - و خدم و حشم در موقفِ بندگی و فرمانبرداری استادہ - خزانہ معمور و مملکت موفور - بخت بصفتِ استدامت آراستہ - و نہالِ دولت بشرفِ استقامت پیراستہ - اقبال کمرِ موافقت بستہ - و جاہ و جلال بر آستانۂ عالی بخدمتگاری نشستہ - توزعِ ضمیرِ انور - و تفرقِ خاطر از ہر را سبب چیست"

ج - افاغنہ در تمامیِ ممالکِ محروسہ گوشۂ از شہر سہ سمت بہ شہر دیوار و بارو د خندق و بروج ساختہ دروازہ بہ شہر گذاشتند - و یک طرف آں را ہم بہ صحرا دروازہ گذاشتند - کہ ہر وقت بناءِ شورشے بشود - دست بہ صحرا داشتہ باشند - در راہِ گریز ممرِ فراری باشند - غافل ازاں کہ ہر وقت کہ بنا شود نہ قصاصِ خونِ قزلباشان

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شمشیر ستر زہ شیران و دلیران کشیدہ شود۔ ہماں ببینند کہ دیدند . . . .

د۔ صباح آں برف و چاپقون ایستاد۔ پگاہ کوچ کردہ بہماں دستور سابق برف زیر کردہ و راہ ساختہ بر بالائے وایان بر آمدیم۔ راہ خود در نہایت تندی بالا مے بر آمدہ۔ کوتل زرین مے گفتہ اند تا بالا نہ بر آمدہ بہ پایانِ درہ روان شدیم۔ پیش از آنکہ بپایانِ دابان برسیم روز بہ آخر رسید۔ در دہنۂ درہ منزل کردیم۔ آں شب سرمای عظیم بود۔ بہ مشقت و صعوبت بسیار آں شب را گذرانیدہ شد۔ دست و پائے کسے بسیار را سرما برد۔ پائے کیپہ را دست سیوندوک ترکمان را و پائے اچی را ہمیں شب سرما برد۔ صباح پگاہ بپایانِ درہ رواں شدیم۔ باوجود ایں کہ مے دانستیم کہ ایں راہ نیست دیدہ و دانستہ توکل کردہ پایانِ درہ رواں شدیم۔ از جا ہائے بد و او چہ ہا فرود آمدیم۔ و نماز شام بود۔ کہ دہنۂ درہ بر آمدیم۔

جواب ۱۰۔ یعقوب بن لیث کو شروع جوانی میں قبیلہ کے بزرگوں میں سے ایک نے کہا۔ میرا دل تیری حالت کو (نگاہِ تاسف سے) دیکھ رہا ہے۔ (کیونکہ یہ جوانی غلبۂ شہوت کا وقت ہے) حق مہر تیار کر تاکہ تیرے لئے کسی شریف خاندان سے کسی نیک لڑکی کا رشتہ طلب کروں۔ یعقوب نے جواب دیا اس دلہن کے لئے جسے میں نے پسند کیا ہے حق مہر تیار ہے۔ بزرگ نے کہا اسے میرے سامنے پیش کر تاکہ میں دیکھوں کہ کیا چیز ہے۔ اور دلہن کا پتہ بتا۔ تاکہ مجھے معلوم ہو کہ کون ہے۔ یعقوب گھر میں داخل ہؤا اور ایک تلوار نکال کر لے آیا اور بولا میں مشرق اور مغرب کے ممالک کی دلہن سے نکاح کروں گا۔ اور یہ جو ہر دار (تلوار) اور جوشن کو چیرنے والی شمشیر میرا مہر معجل ہے۔

ب ۔ کہتے ہیں کہ ان دنوں جب سکندر چاہتا تھا کہ فتح کا جھنڈا عرب اور عجم کے ملکوں پر قبضہ کے ارادہ سے روم کی حدود سے بلند کرے۔ اور اپنی مبارک رکاب کو خشکی اور تری کو فتح کرنے کے لئے حرکت میں لائے وہ نہایت متفکر اور رنجیدہ دل تھا۔ ارسطو حکیم نے جو سکندر کا وزیر تھا جب اس کے حالات کی پیشانی پر فکر کے نشان

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور حیرانی کے آثار ظاہر پائے۔ تو کہنے لگا اے دنیا کے بادشاہ! حکومت و دولت کے اسباب تیار اور موجود ہیں۔ اور خدمت گار و نوکر چاکر خدمت اور اطاعت کے مقام میں کھڑے ہیں۔ خزانہ بھرپور ہے۔ اور سلطنت وسیع۔ نصیبہ ہمیشگی کی صفت سے آراستہ ہے۔ اور دولت کا پودا پائداری کی خوبی سے سجا ہے۔ اقبال سازگاری کی کمر باندھے کھڑا ہے۔ اور شان و شوکت حضور کی بلند پایہ دہلیز پر خدمت گاری کے لئے بیٹھے ہیں۔ تو پھر آپ کے روشن ضمیر کی پریشانی اور منور دل کی حیرانی کا کیا سبب ہے؟

ج۔ تمام مقبوضہ ممالک میں افغان شہر کے تین طرف دیوار۔ قلعہ۔ خندق۔ اور برج بناتے تھے۔ اور شہر کے ایک گوشہ میں ایک دروازہ چھوڑ دیتے تھے۔ اور اس باقی طرف (یعنی چوتھی طرف) بھی ایک دروازہ جنگل کے رخ تعمیر کرتے تھے۔ تاکہ جب وقت کوئی شورش پیدا ہو قریب ہی جنگل میں پناہ لے سکیں۔ اور بھاگنے کی راہ اور دوڑ جانے کا راستہ مل سکے۔ لیکن اس سے غافل تھے کہ جب شور و شر ہوگا۔ قزلباشوں کے خون کا بدلہ لینے کے لئے غضبناک بہادروں اور دلیروں کی تلواریں کھنچ جائیں گی۔ اور وہی کچھ دیکھیں گے۔ جو انہوں نے دیکھا۔

د۔ صبح کو برف۔ آندھی اور بارش تھم گئی۔ اور پو پھٹنے کے وقت پہلے کی طرح برف ہٹاتے اور راستہ بناتے ہم درہ کی بلندی پر چڑھ آئے۔ راستہ نہایت سختی سے سیدھا اوپر جاتا تھا۔ اس کو کوتل زریں کہتے ہیں۔ اس کی چوٹی تک چڑھنے کی بجائے ہم درہ کے نیچے کی طرف روانہ ہوئے۔ درہ کے دامن تک پہنچنے سے پہلے ہی دن ختم ہوگیا۔ اس لئے درہ کے منہ پر ہی ہم اتر پڑے۔ اس رات نہایت سردی تھی۔ بہت تکلیف اور مشکل کے ساتھ وہ رات گذاری گئی۔ بہت سے آدمیوں کے ہاتھ پاؤں سردی سے سن ہوگئے۔ علی الصباح درہ کے دامن کے ساتھ روانہ ہوئے۔ باوجود اس کے کہ ہم جانتے تھے کہ یہ ٹھیک راستہ نہیں جان بوجھ کر خدا کے بھروسے درہ کے دامن کے ساتھ ہم چل پڑے۔ خطرناک جگہوں اور ڈھلوانوں سے ہم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نیچے اترے۔ اور شام کی نماز کا وقت تھا کہ درہ کے دہانہ سے ہم باہر نکل آئے۔

سوال نمبر ۲: ترجمہ کرو:-

ا۔ اگر مرا امین گمہ دانی۔ . . . . بالو پیوندم۔ و غرضِ من بحصول رسد۔ و بند ہائے تو ہمہ را ببرم"۔ . . . گر بر ایں سخن پا وردا شت۔ و دانست کہ چوں صلاح ہر دو جانب بداں مقرون است۔ آں را تقدیم باید کرد۔ . . . پس گفت "واثق باش۔ و اعتماد کن کہ ہیچ کس از ربا نقتِ حسنات و ادراکِ سعادات از دوتن محروم تر نماند۔

ب۔ روزے حافظ غیاث الدین محدث کہ از مشاہیرِ علماء زمان بود بیمار شد۔ و ایشاں بعیادتِ وے آمدند۔ حافظ از حقائق و معارفِ صوفیہ سخن درمیان آورد۔ و چوں تتبع آں علم کم کردہ بود و اصطلاحاتِ ایشاں کم ورزیدہ۔ بعضے مسائلِ ایشاں مخالفِ اصطلاح گفت۔ ایشاں در مقابلۂ آں گفت و گوئی سکوت کردند۔ چوں از پیش حافظ رفتند۔ حافظ با جمعے از علما و فضلا، کہ بعد از آں بعیادتِ او آمدہ بودند گفت "مولینا عبدالرحمٰن جامی امروز ایں جا حاضر بود۔ چنداں از مسائلِ غامضۂ صوفیہ گفتم کہ گوش گرفت"۔ ایں خبر بایشاں رسید۔ فرمودند "از آں سخناں کہ او گفت گوش مے باید گرفت"۔

ج۔ مولانا ساغری شاعرے بود کہ بایشاں بازگشت تمام داشت۔ و ایشاں گاہ گاہ باوے مطایبہ مے کردند۔ . . . و مولانا ساغری بہ بخل متہم بود۔ و غرۂ رمضان پیشِ ایشاں نشستہ و در آں روز شکے افتادہ بود در رویتِ ہلال۔ و حاکمِ شرع منادی فرمودہ باید کہ تا وقتِ زوال چیزے نخورند۔ ایشاں فرمودند۔ "مولانا ساغری ہارے علی الصباح چیزے خوردہ"۔ یکے از اصحاب گفت "بہ فراموشی خوردہ باشد"۔ ایشاں گفتند "اگر در حجرۂ خود خوردہ بفراموشی خوردہ"۔

د۔ در ماثرِ اوکتائی قاآن مذکور است کہ شخص پیرے بہ درگاہِ قاآن آمدہ التماس دو دیست بالش زر نمود۔ کہ بر رسم مساعدہ بدو دہند۔ تا بداں تجارت کند۔ نواب او در آں باب مضائقہ نمودند۔ قاآن بر تسلیم آں وجہ اشارت کردہ گفت "ایں

CC-0 Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پیر سالہا در آرزوئے ایں فرشتے بودہ۔ اکنوں کہ اورا دریافتہ۔ او را محروم ساختن از مکرمت و مروت دور است۔ ولائق بشان سلطنتے کہ خدائے جاویدیما ارزانی داشتہ نیست۔ چوں وجہ را تسلیم وے کردند۔ گرفتن ہماں بود و مردن ہماں۔

جواب :- ا۔ اگر تو مجھے امان بخشے (محفوظ کرے)۔ ... تو میں تیرے ساتھ مل جاؤں گا۔ میرا مطلب بھی پورا ہو جائے گا۔ اور تیرے تمام بندوں کو بھی کاٹ ڈالوں گا۔" بلی نے اس بات پر یقین کر لیا۔ اور سمجھ گئی کہ چونکہ دونوں طرفوں کی بہتری اس سے وابستہ ہے۔ اس پر عمل کرنا چاہئے۔ پس اس نے (یعنی چوہے نے) کہا۔ "تو اعتبار کر اور یقین رکھ کہ کوئی شخص نیکیوں کے پانے اور خوش بختیوں کے حاصل کرنے میں دو آدمیوں سے زیادہ بد نصیب نہیں۔

ب۔ ایک دن حافظ غیاث الدین عالم حدیث جو اپنے زمانہ کے مشہور عالموں میں سے تھا بیمار ہو گیا۔ اور وہ (یعنی جامی) اس کی بیمار پرسی کے لئے آئے۔ حافظ غیاث الدین نے تصوف کی حقیقتوں اور اصولوں کا ذکر چھیڑ دیا۔ اور چونکہ اس نے اس علم (یعنی تصوف) کا مطالعہ کم کیا تھا۔ اور صوفیوں کی اصطلاحات کم استعمال کیں۔ اس لئے تصوف کے چند مسئلے اصطلاح کے خلاف بیان کئے۔ وہ (یعنی جامی) اس گفتگو کے جواب میں خاموش رہے۔ جب وہ حافظ سے رخصت ہو کر چلے گئے۔ حافظ نے عالموں اور فاضلوں کی ایک جماعت سے جو بعد ازاں اس کی بیمار پرسی کے لئے آئے تھے کہا۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی آج یہاں موجود تھے۔ میں نے تصوف کے چند ایسے دقیق اور گہرے مسئلے بیان کئے کہ انہوں نے کان پکڑ لئے (یعنی دنگ رہ گئے)۔ جب یہ خبر ان کو پہنچی۔ تو فرمایا۔ ایسی احمقانہ باتوں سے جو اس نے بیان کیں کان ہی پکڑنے چاہئیں (یعنی سننے سے توبہ کرنی چاہئے)۔

ج۔ مولانا ساغری ایک شاعر تھا۔ جو اکثر ان کے ہاں آیا جایا کرتا تھا۔ اور وہ کبھی کبھی اس سے ہنسی مذاق (دل لگی) کیا کرتے تھے۔ مولانا ساغری کنجوسی کے لئے بدنام تھا۔ ماہ رمضان کی پہلی تاریخ وہ ان کے پاس بیٹھا تھا۔ اس دن نئے چاند کو دیکھنے کے متعلق شک ہو گیا تھا۔ عام لوگوں نے منادی کی۔ وادی (ڈھنڈورا پٹوا دیا) لوگوں کو سورج غروب ہونے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تک کوئی چیز نہ کھانی چاہیے۔ انہوں نے فرمایا کہ کم از کم مولانا ساغری نے تو صبح سویرے
ہی کچھ کھا لیا ہوگا۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا بھول کر کھایا ہوگا۔ انہوں نے فرمایا
اگر اس نے کوٹھڑی میں چھپ کر کھایا ہے تو بھول کر کھایا ہے۔

د۔ اوکتائی قاآن کے تذکرہ میں لکھا ہے۔ کہ ایک بوڑھا آدمی قاآن کے دربار میں آیا
اور دس سونے کی مہروں کے لئے التجا کی۔ کہ مدد کے طور پر اسے دیں۔ تاکہ وہ اس سے
تجارت کرے۔ اس کے نائبوں نے اس معاملہ میں حیل وحجت کی۔ قاآن نے اس رقم
کی ادائیگی کا حکم دیا۔ اور کہا کہ یہ بوڑھا سالوں سے اس موقع کی تلاش میں تھا۔ اب جبکہ
اس نے اسے پایا ہے اس کو محروم کرنا بخشش اور جوانمردی سے دور ہے۔ اور اس
سلطنت کی شان کے لائق نہیں جو ہمیشہ رہنے والے خدا نے ہمیں عطا کی ہے۔ جب وہ
رقم اسے دی گئی۔ بس اس کا لینا ہی تھا۔ کہ مر گیا۔

سوال نمبر ۳ (ا) ارسطو فرمود کہ "شک نیست کہ ایالت وحکومت ایں مایہ از
جہان نہ لائقِ ہمتِ بلند و نہ درخورِ ہمتِ ارجمند نیست۔ عرصۂ مملکتِ ابدی را بہ آں
ضم کن تا ہم چنانچہ بعزیمتِ تیغِ جہانسوز ساحتِ سرائے فانی را در قیدِ ضبط می آری۔
بہ برکتِ عدلِ عالم افروز ملکِ سعادتِ باقی ہم در قبضۂ استحقاقِ تو آید۔ تا ایں نقصان
ببرکتِ آں کمال تلافی پذیرد۔ و ایں اندک بزیبِ آں بسیار رونق گیرد"

ب۔ جہد سعی کردن است در تحصیلِ مطالب۔ وجہد رنج بردن است در اکتسابِ
مناصب و مآرب۔ وجد و جہد از اخلاقِ ملوکِ جہانگیر و کشورستان است۔ و ایں
صفت تابعِ ہمت می باشد۔ ہر چند ہمت عالی تر بود۔ جد و جہد در طلبِ مقصود
بیشتر واقع شود۔ و باید کہ مرد بلند ہمت از تحملِ مشقت نترسد۔ چہ حالی از دو بیروں
نیست۔ اگر بہ جہد دامنِ مقصود بدست آید۔ فہو المراد۔ و اگر در حجاب توقف ماند عذر
او نزدیکِ عقلا واضح است۔ و علوِ ہمتِ او در طلبِ مفاخر و آنچہ بر مساعی جمیلہ
دلکش۔

ج۔ بادشاہے مدتے بود کہ اردو و لشکرے بہ ایں بزرگی و منتظمی کسے ندیدہ بود۔ و آنکہ دو دقہ

CC0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

واسلحہ ہمہ آمادہ ومہیا - چندیں ہزار شتر واستر بالاستمرار از اطراف آذوقہ مے آوردو
ایں قشون، کہ بسیاری اش درجنگِ کرمان حاضر بود - رشادتہا وجلادتہا نمودہ بودند، ہمہ
مورد تحسین وخلعت وانعام واحسانہا شدہ بودند - مایۂ تشویق ہمگی گرویدہ مہیای
جنگ بودند - وہمہ ایں تدارکات بدفع افغان بود - واگر اختلالی درکار ایں سردار و
لشکر جبرا نشدہ بود - البتہ بنیانِ افغان را برانداختہ - بلکہ تا سرحدِ ہندوستان ہم
خاشاکِ شان را از روئے زمین مے زدودند - ولی ایں سردار رشید دانا مغلولاً
فرستادہ بطہران وارد نشد -

واہیچ پیر کہن وکلاں سال یاد ندارد کہ از ایں کوتل در وقتے کہ برف ایں قدر کلاں باشد
کسے گذشتہ باشد - بلکہ دریں فصل معلوم نیست کہ عبور نمودن ازیں کوتل در دل کسے گذشتہ
باشد - اگرچہ از بلندی برف چند روزے بجلے تشویش دیدیم - تا آخر بسبب ہمیں برف
بلند خود را بہ منزل رسانیدہ شد - چراکہ اگر ایں مقدار برف بلند نمے بود از آں چیناں
سبے راہہ وا وجیہ کہ مے توانست گذشت - بلکہ اگر برف بلند نمے بود، راہ وجیہ اول
اسپ وشتر د مردم تمام مے ماند -

جواب :- ارسطو نے فرمایا - اس میں شک نہیں - کہ اس قدر حقیر دنیا کی سرداری اور
حکومت آپ کی بلند ہمت کے لائق نہیں - اور نہ ہی آپ کے مبارک ارادہ کے مناسب
ہے - تاہم غیر فانی دنیا کے میدان کو اس میں شامل کریں - تاکہ جس طرح آپ جہان کو جلانے
والی تلوار کی چوٹ سے فانی دنیا کے میدان کو قبضہ میں لاتے ہو - دنیا کو روشن کرنے
والے انصاف کی برکت سے دائمی سعادت کا ملک بھی تیرے حق کے قبضہ میں آجائے -
تاکہ اس کمی کی تلافی اس کمال کی برکت سے ہو - اور یہ کمی (دنیائے فانی) اس زیادتی (آخرت)
کی آرائش سے رونق پائے -

س - مقاصد کے حاصل کرنے میں کوشش کرنا "جد" کہلاتا ہے - اور اغراض اور حاجات
کو پورا کرنے میں رنج اور مشقت اٹھانا "جہد" کہلاتا ہے - جد وجہد دنیا کے فتح
کرنے والے بادشاہوں اور ملکوں کی تسخیر کرنے والے سلطانوں کے اخلاق میں سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے ۔ اور یہ صورت ہمت کے تابع ہوتی ہے ۔ جس قدر ہمت بلند تر ہوگی ۔ اسی قدر مقصد کے حاصل کرنے کے لئے جد و جہد زیادہ ہوگی ۔ بلند ہمت والے انسان کو چاہئے کہ رنج کے برداشت کرنے سے نہ ڈرے ۔ کیونکہ اس کی دو ہی صورتیں ہیں ۔ اگر مشقت اٹھانے سے مطلب کا دامن ہاتھ آجائے تو بہتر یہی مراد ہے ۔ اور اگر مقصد دیر کے پردہ میں پڑا رہے (مطلب پورا نہ ہو) تو اس کا عذر عقلمندوں کے نزدیک ظاہر ہے ۔ اور شان اور بزرگی کے کارناموں کے حصول میں اس کی بلند ہمتی تمام دلوں پر روشن اور عیاں ہے ۔

ج ۔ اتنی بھاری اور منظم فوج مدت سے کسی نے نہ دیکھی تھی ۔ اور نہ ہی اتنا سامان خوراک اور ہتھیار جو بالکل تیار اور موجود رہتا ۔ کئی ہزار اونٹ اور خچر متواتر ادھر ادھر سے سامانِ رسد لاتے رہتے تھے ۔ اس لشکر نے جس کا بیشتر حصہ جنگ کرمان میں شامل تھا ۔ پھرتی اور تیزی کے جوہر دکھائے تھے ۔ تمام نے خراج تحسین ۔ خلعتیں اور انعام و اکرام حاصل کئے ۔ ان سب کی ترغیب کا سامان موجود ہونے کے باعث وہ لڑنے کو تیار رہتے ۔ اور یہ تمام انتظام و تیاری افغانوں کی سرکوبی کے لئے تھی ۔ اگر اس سردار (لطف علی خان) اور بھاری لشکر کے کام میں خلل نہ پڑتا تو ضرور افغانوں کی بنیاد اکھاڑ ڈالتے ۔ بلکہ ہندوستان کی حدود تک ان کا تخم (ذلیل ہستی) روئے زمین سے مٹا دیتے ۔ لیکن (بدقسمتی سے) یہ نیک دل اور عقلمند سردار گلے میں طوق ڈالے ہوئے طہران میں بھیجا گیا ۔

د ۔ کسی بوڑھے اور عمر رسیدہ آدمی کو یاد نہیں کہ اس گھاٹی سے اس موسم میں جب اس قدر برف پڑی ہوئی ہو ۔ کوئی شخص بھی گذرا ہو ۔ بلکہ اس موسم میں اس گھاٹی سے گذرنے کا خیال تک کسی کے دل میں گذرا ہو ۔ اگرچہ برف کی بلندی کی وجہ سے چند روز ہم نے بہت پریشانی دیکھی ۔ لیکن آخر اسی بلند برف کی بدولت ہم اپنی منزل تک پہنچے ۔ کیونکہ اگر برف اس قدر بلند نہ ہوتی ۔ تو ایسے خطرناک راستوں اور ڈھلوانوں سے کون گذر سکتا تھا ۔ بلکہ اگر برف بلند نہ ہوتی تو پہلے ہی کھڈ میں گھوڑے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اونٹ اور آدمی رہ جاتے۔

سوال نمبر ۴ :۔ مندرجہ ذیل پاروں کا سلیس اردو میں ترجمہ کرو :۔

ا۔ حاتم خاں آغا :۔ دریک ساعت من بشما حالی مے کنم۔ بچم! برائے من یقین حاصل شدہ۔ ہر رسمے کہ ما داریم رفتارِ اہلِ پاریس بر خلافِ آنست۔ مثلاً ما دستمانہ حنا مے بندیم۔ فرنگیہا نے بندند۔ ما سر ما ترا مے تراشیم آنہا نمے تراشند۔ ما کلاہ مے نشینیم۔ آنہا سر برہنہ مے نشیند۔ ما کفش پا مے کنیم۔ اینان چکمہ ... ما با دست غذا مے خوریم۔ آناں با قاشق۔ ایں جا آشکار پیشکش مے گیریم۔ آل جا پنہاں مے گیرند۔ ما با ہمہ چیز باور مے کنیم۔ آنہا بہیچ چیز معتقد نمے شوند۔ زنان ما لباسِ کوتاہ مے پوشند۔ زنانِ آنہا بلند تر مے پوشند۔ میانِ ما زن زیاد گرفتن عادت است۔ در پاریس شوہر زیاد کردن۔

ب۔ شہر بانو خانم :۔ الیک سلام۔ خان پری! فہمیدی؟ چہ شد؟ (شرف نسا خانم گوش مے دہد) ہیچ شد کہ شہباز مے رود پاریس۔ حال ترا برائے آں خواستم۔ کہ اگر چارۂ داری بکنی۔ خودت مے دانی حاتم خاں آغا مردِ دہن بینے است۔ اول خوب حرف زد۔ اما آخر سست شد۔ از بعضے سخنانِ بے پائے موسی ژوردان و شہباز فریب خوردہ۔ اما من باید بمیرم یا نگذارم شہباز پاریس برود۔ راستی اشکِ چشم شرف نسا را نمے توانم بہ بینم۔ ہرگز خدا راضی نمے شود؟ و شہباز برود پاریس۔

خان پری :۔ خانم! چارہ آنست کہ آں وقت بشما گفتم۔ چہ لازم است از حاتم خاں آغا یا از دیگرے منت بکشی؟ بفرست در ہمسائیگی از دہ آغیچہ بدیع درویش مستعلی شاہ را کہ از قزلباش آمدہ است بیاورند۔ ہر طورے کہ دلخواہِ خود تست ایں کار را صورت دہد۔ من در جادوئے او یک قدرتے دیدہ ام۔ کہ اگر بخواہد دریک ساعت مرا از پیرہ شوہرم جدا مے سازد۔

ج۔ مستعلی شاہ :۔ بہ خانم! ایں کارِ من است جائے شبہ نیست۔ مگر نشنیدہ چند تا شیاطین را امر کردہ ام ہمیشہ در قلعے شیشہ میان ما آنہا ... و اصولی فتنہ و فساد

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

انداختہ ہرگز آنہا را آرام نگذارند؛ برائے این کہ بالائے منبر رفتہ آشکار بمردم وعظ کردہ بودند۔ بجادوگر و ساحر ہا باور نکنید۔ آیا من نیستم کہ کیلجان نام عفریت را۔ کہ در شیطنت و مفرت فرید عصر است۔ از بدنِ آقا ولی پسر علی قلی منتقل کردہ بجانِ مردم سالیاں مسلط نمودہ ام۔ از ترسِ او شب و روز در خانہ خود شاں نمے توانند راحت بخوابند۔ ہنوز ہم بمردم سالیاں کم قصاص کردہ ام۔ زیرا کہ آنہا پارسال مرا بسالیاں راہ ندادہ دواندند۔ کہ این جادار المومنین است۔ تو درویش وجادوگری اینجا پا مگذار! کدام کار ہام را بگوئیم۔

د۔ شہر بانو خانم :۔ وائے زنکہ! اگر دلت از سنگ است؛ بچارہ پارسیی ہا بما چہ کردہ اند کہ خانہ و عمارتِ شاں را بسرِ شاں بریزیم۔ باعثِ قتلِ ہزار ہزار نفس بشویم؛ مارا باین قیل وقال نباید اختہ است۔ الا آں خس و خاشاک برچین در و بہ مشتعلی شاہ کردہ) بابا درویش! ہرچہ مے دانی بخود او بکن۔ در ایں جا گردنِ خروس رابزن اما ستارۂ مریخ حکم بکن آنہم پس از گزشتن از ارس گردن موسی ژوردان بزند۔ شہباز تنہا بماند۔ باز از ارس بگذرد برگردد۔ بیاید ایں طرف۔ مردنِ یک نفر تقصیر دار بہتر از کشتہ شدن ہزار نفر مردمِ بے گناہ است۔

جواب :۔ حاتم خاں آقا ،۔ میرے بچے! لو میں ابھی تمہیں بتائے دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہو گیا ہے۔ کہ ہمارے ہاں جو بھی رسم ہے۔ پیرس والوں کا طریقہ اس کے الٹ ہے۔ مثال کے طور پر۔ ہم اپنے ہاتھوں کو مہندی لگاتے ہیں۔ پیرس والے نہیں لگاتے۔ ہم اپنے سر کے بال کٹواتے ہیں۔ وہ نہیں کٹواتے۔ ہم ٹوپی پہن کر بیٹھتے ہیں۔ اور وہ ننگے سر ایسا کرتے ہیں۔ ہم پاؤں میں جوتا پہنتے ہیں۔ اور وہ بوٹ۔ ہم ہاتھ سے کھانا کھاتے ہیں۔ اور وہ لوگ چمچوں سے۔ یہاں کھلے بندوں رشوت لے لیتے ہیں۔ اور وہاں خفیہ طور پر۔ ہم ہر بات کو مان جاتے ہیں اور ان کا اعتقاد کسی چیز پہ بھی نہیں جمتا۔ ہماری عورتیں چھوٹا لباس پہنتی ہیں۔ اور ان کی عورتیں لانبے لانبے کپڑے زیب تن کرتی ہیں۔ ہم لوگوں میں زیادہ بیویاں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرنے کا رواج ہے۔ اور پیرس میں خاوند زیادہ کرنے کا۔

ف۔ شہر بانو خانم:۔ الیک سلام! خان پری۔ جانتی ہو کیا معاملہ ہوا۔ (شرف النسا خانم کان لگا کر سنتی ہے) معاملہ یوں ہوا ہے کہ شہباز پیرس کو جا رہا ہے۔ اب میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ اس سلسلے میں اگر کچھ کر سکتی ہو تو کرو۔ تم تو خود جانتی ہو۔ کہ حاتم خان آقا ہاں میں ہاں جڑ دینے والا شخص ہے۔ پہلے تو خوب باتیں کرتا رہا۔ لیکن آخر میں آکر رہ گیا۔ موسیٰ زوروان اور شہباز بیگ کی کچھ بے بنیاد باتیں سن کر دھوکے میں آگیا۔ لیکن میں ہوں کہ یا تو مر جاؤں گی۔ یا شہباز کو پیرس نہیں جانے دوں گی۔ خدا جھوٹ نہ بلائے۔ شرف النسا کی آنکھوں سے ٹپکتے ہوئے آنسو مجھ سے دیکھے نہیں جاتے۔ اس بات کو تو خدا بھی کبھی پسند نہیں کر سکتا۔ کہ شہباز تو مزے لوٹنے کے لئے جائے پیرس کو۔ اور پھول کے سے رخسار رکھنے والی میری پندرہ برس کی بچی آہیں بھرتی رہے۔ آنکھوں سے لہو برسائے۔ ریشم کی مانند پیلی پڑ جائے اور غم میں گھل گھل کر تنکا بن جائے۔

خان پری:۔ بیگم اس کا علاج تو وہی ہے۔ جو میں نے اس وقت تم سے کہا تھا۔ کیا ضرورت پڑی ہے کہ حاتم خان آقا یا کسی اور کا احسان اٹھایا جائے۔ کسی کو بھیج دو کہ ساتھ کے گاؤں آغیچہ بدیع سے مستعلی شاہ فقیر کو ساتھ لے آئے۔ جو کہ ”قزلباش“ سے آیا ہوا ہے۔ جس طرح بھی تمہارے دل کی خواہش ہوگی۔ وہ معاملے کو سلجھا دے گا۔ میں نے اس کے جادو میں ایک اتنی بڑی طاقت دیکھی ہے۔ کہ اگر وہ چاہے۔ تو مجھے آنِ واحد میں اپنے بڈھے کھوسٹ خاوند سے نجات دلا دے۔

ج۔ مستعلی شاہ:۔ اجی واہ بیگم! یہ تو ہوا میرا کام۔ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ تو کیا آپ نے سنا نہیں کہ میں نے کچھ شیطانوں کو حکم دے رکھا ہے کہ شیخی اور اصولی طبقہ کے ملاؤں میں ہمیشہ کے لئے قلعہ شیشہ میں دنگہ فساد ڈال کر انہیں کبھی بھی چین سے نہ بیٹھنے دیں؛ وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ منبر پر چڑھ کر لوگوں کو کھلم کھلا نصیحت کرتے تھے۔ کہ جادو ٹونے کرنے والوں پر یقین نہ کرو۔ کیا میں وہ نہیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوں جس نے کیلیجان نامی بھوت کو جو شیطانی اور مضر رسانی میں اپنی مثال آپ ہے - علی قلی کے بیٹے آقا ولی کے بدن سے اتار کر سالیان کے لوگوں کی جان پر سوار کر دیا - اس کے ڈر کی وجہ سے دن رات اپنے گھروں کے اندر بھی آرام سے نہیں سو سکتے ہیں نے تو ابھی سالیان کے رہنے والوں سے تھوڑا بدلہ چکایا ہے - بھڑووں نے پچھلے برس یہ کہہ کر مجھے سالیان کو راستہ نہ دے کر نکال بھگایا تھا - کہ یہ جگہ مومنوں کا گھر ہے - تم فقیر ہو اور جادوگر - یہاں قدم نہ رکھنا - اپنے کس کس محکمے کا ذکر کروں -

د- شہربانو خانم :- وحشت تیرے کی ! اری جُڑوا ! تیرا دل کہیں پتھر کا تو نہیں ؟ بیچارے پیرس والوں نے بھلا ہمارا کیا بگاڑا ہے ؟ جو ان کے گھروں اور عمارتوں کو ان کے سروں پر گرا دیں - اور ہزاروں انسانوں کی ہلاکت کا موجب بنیں - ہمارے لئے اگر کسی نے یہ جھگڑا بکھیڑا کیا ہے - تو وہ ہے وہی گلے سڑے تنکے چننے والا (موسیٰ ژوردان) (مستعلی شاہ کی طرف منہ کرکے) باواجی ! جو کچھ تمہارے جی میں آئے - وہی کرو - یہاں مرغے کی گردن کاٹ دو - اور منگل ستارے کو حکم دیدو کہ جب موسیٰ ژوردان ارس دریا پار کر چکے تو اس کی گردن کاٹ دی جائے - شہباز اکیلا رہ جائے - اور پھر ارس کو عبور کرکے واپس چلا آئے - آخر ادھر پہنچ جائے ایک قصور وار شخص کا مارا جانا ہزاروں بے گناہوں کے مارے جانے سے کہیں بہتر ہے -

سوال نمبر ۵ :- سلیس اور بامحاورہ اردو میں ترجمہ کرو :-

حکیم از من پرسید کہ چہ طوری کجات درد مے کند ؟ گفتم ، ہیچ جا - روئے بہ طرف (یوسف) عمو کردہ گفت - وا اہمہ بکن - بخدا ہیچ باکے ندارد - دیدم عمو گریاں است - مے گوید - اماں ! ذہیلم حکیم باشی - من دیگر پیش مادر ایں نمے توانم بروم - باید خود را بکشم - باز حکیم گفت - بندۂ خدا قسم خوردم - ہیچ چیز ندارد - قدرے دلش در تشویش و اضطراب است - ایں ہم سبب کدورتے است کہ بر او ناگہانی روئے دادہ است

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نقلے نیست ۔ مے گذرد۔ اگر عادت دارد۔ قدرے شراب کہنہ بدہید۔ بخورد راحت مے شود۔

جواب :- حکیم نے مجھ سے پوچھا کیا حال ہے ۔ تجھے کہاں درد ہے؟ میں نے جواب دیا ہر جگہ۔ میرے چچا (یوسف) کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ فکر نہ کرو۔ خدا کی قسم کوئی خطرہ نہیں۔ میں نے دیکھا۔ چچا جان رو رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں۔ یا خدا! حکیم صاحب رحم کیجئے! اب میں اس کی ماں کو منہ نہیں دکھاؤں گا۔ اب تو مجھے مرنے کے سوا چارہ ہی کیا ہے؟ پھر حکیم صاحب نے کہا۔ بندۂ خدا! میں قسم کھا چکا ہوں۔ اسے کچھ بھی نہیں۔ کچھ گھبرا سا گیا ہے۔ اس کا سبب بھی وہ حادثہ ہے جو اسے اچانک پیش آیا۔ فکر کی کوئی بات نہیں۔ جلد (گھبراہٹ) دور ہو جائے گی۔ اگر وہ پینے کا عادی ہے تو اسے کچھ پرانی شراب پلا دیجئے۔ ابھی آرام آجائیگا۔

سوال نمبر ۶ :- فارسی میں ترجمہ کرو:-

البتہ آپ کو معلوم ہوگا کہ سبزوار کے ملازمین چنگی نے اہلکاران ناکہ گھر کے اتفاق سے فیصلہ کیا تھا کہ جمعے کے دن دس بجے کے وقت مشرقی دروازے کے سامنے پانی کے حوض کے نزدیک ایک جلسہ کریں گے۔ تاکہ کچھ روپیہ بطور چندہ جمع کر کے اس کے خرچ سے پکی اور کچی اینٹیں اور سیمنٹ خرید کر اور معماروں اور مزدوروں کی مزدوری ادا کر کے پرانے باغیچے کے گرد کی دیوار اور اس کے پھاٹک کو نئے سر سے تعمیر کریں۔ تاکہ شہر والوں کی تفریح کی جگہ بن سکے۔

جواب :- البتہ شما اطلاع دارید کہ ملازمین گمرگ خانہ سبزوار بہ اتفاق حضرات نگرانخانہ قرار دادہ بودند کہ روز جمعہ وقت ساعت دہ دم دروازۂ مشرقی نزدیک حوض آب مجلسے منعقد کنند۔ تا یک مبلغ بطریق اعانہ فراہم کردہ برخرج آں آجر و خشت و گچ بدست آوردہ و مزد معماراں و کارگراں دادہ دیوار دور باغیچۂ قدیم و درب آں را مجدداً تعمیر کنند کہ محل تفریح اہالیان شہر باشد۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پرچہ ب

(۳)

سوال نمبر ۱:- اردو میں ترجمہ کرو:-

ا- آوردہ اند کہ ملکے پسرِ خود را بحرب خصمے فرستادہ بود۔ خبر آوردند کہ ملک زادہ گاہ گاہے در راہ زرہ از بدن خود بیروں مے کند۔ و دو شب در یک منزل خیمہ اقامت مے زند۔ پدر بدو نوشت کہ "اے پسر! حق تعالٰے کہ عزت را آفرید کلفت و مشقت را بہ آں قرین ساخت۔ و ذلت را کہ خلق کرد۔ آرام و راحت را با او رفیق گردانید۔ آں گہ عزت را بہ ملوک داد و ذلت را بہ رعایا۔ حظِّ پادشاہ عزِّ مملکت است و قسمِ رعیت امن و امان و استراحت۔ و ایں ہر دو بخشش یک جا جمع نشوند۔

ب- سلطان حسین پسندیدہ۔ قورچی ہماں شبانہ بہ خانۂ اعتماد الدولہ وارد شدہ در وقتے کہ در بسترِ استراحت غنودہ بود۔ او را گرفتہ کور کردند۔ و بہ منزل خود بردہ کہ ذخائر وصول کنند۔ و ہماں شبانہ مسرعان بہ اطراف روانہ کردند کہ در ہر جا از قبیلۂ وے کسے باشد گرفتہ بہ طہران فرستند۔ و فرمان و حکمے بہ کلانترِ شیراز صادر شد کہ بہ امدادِ شہریاں لطف علی خان سردار را گرفتہ محبوساً و مغلولاً بہ طہران فرستند و اگر تحاشی کند بہ زورِ اسلحہ او را با طاعت مجبور کنند۔ ولے لطف علی خان بہ محضِ اظہار اطاعت کردہ تسلیم شد۔ و بہ اصفہانش فرستادند۔ لکن دیگر ایں سوءِ تدبیر و دل سختی ہائے مدعیان مایۂ بدبختی ایرانیاں شُد۔

ج- بارے بعد ازیں واقعات آں لشکرِ منظم و فنون ہا آں استعداد کہ سردار در شیراز جمع آوردہ بود۔ ہمہ متفرق گردید۔ و بعد از سہ روز جز توپخانہ و احمال اثقال چیزے و کسے از آں جمعیت وا ردوئے باحشمت۔ بجا نماند۔ آنچہ انتظار کشیدند۔ از سہ ہزار نفر ترک و کرد موہومی اثرے ظہور نکرد رسید حتی قوافلی کہ از راہ ہائے بسیار دور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سے رسید ند۔ غبارے از راہ گذرے نمے دیدند۔ خلاصہ چوں خبرے از ہیچ طرف نرسید۔ شاہ چیزے دسنگیرش نشد۔ وملتفت گردید کہ چہ خبر است۔ واز ابتداء ایذاء اعتماد الدولہ نادم شدہ صریح گفت "بناید موئے از سرِوے کم شود۔ ہر کس قصدِ جانِ او کند یقیناً جانِ اُورا فدائے وے مے کنم"۔

در نمازِ خفتن بود کہ وریکہ اولانگ فرود آمدیم۔ مردم یکہ اولانگ در وقتِ فرود آمدن از ما خبر یافتند ومارا بخانہائے گرم بُردہ گوسفند ہائے فربہ از برائے ما آوردند۔ واز برائے اسپاں کاہ وجوبے نہایت جمع شد۔ وہیزم وسرگین را نہا بہتے نے۔ از آں چناں سرما وبرف خلاص شدہ ایں چنیں دہ وخانہائے گرم یافتن۔ از آنچناں مشقت وبلا رہائی یافتہ آں چناں نان بسیار وگوسفند ہائے فربہ یافتن ضروریست کہ ایں چنیں مشقت کشیدگاں مے دانند۔

جواب۔ اے کہتے ہیں ایک بادشاہ نے اپنے لڑکے کو دشمن سے لڑائی کے لئے بھیجا۔ لوگوں نے آکر خبر دی کہ شہزادہ راستے میں کبھی کبھی اپنے بدن سے زرہ بکتر اتار ڈالتا ہے اور ایک منزل پر دو راتیں قیام کرتا ہے۔ باپ نے اسے لکھا اُے بیٹے! خدا تعالے نے جب عزت کو پیدا کیا تو محنت اور رنج کو اس کے ساتھ پیدا کر دیا۔ اور جب ذلت کو پیدا کیا تو آرام وراحت کو اس کا ساتھی بنایا۔ (یعنی عزت بغیر مشقت کے حاصل نہیں ہوتی۔ اور آرام وراحت ذلت کا سبب ہیں) تب عزت بادشاہوں کو عنایت کی اور ذلت رعایا کو۔ بادشاہ کا حصہ حکومت کی عزت ہے۔ اور رعیت کا نصیبہ امن وامان اور راحت ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔

ب۔ سلطان حبین کو یہ بات پسند آئی۔ ایک ہتھیار بند سپاہی اسی رات اعتماد الدولہ کے گھر پہنچا۔ اور اس وقت جب وہ آرام کے بستر پر سویا ہوا تھا۔ اسے پکڑ کر باندھا کر دیا۔ اور اپنے مکان میں لے گیا۔ تا کہ اس کے خزانوں پر قبضہ کریں۔ اور اسی رات قاصدوں کو ادھر ادھر بھیج دیا گیا کہ جہاں کہیں اس کے قبیلہ کا آدمی ہو اسے گرفتار کر کے طہران میں بھیج دیں۔ نیز شیراز کے حاکمِ اعلیٰ کے نام حکم جاری ہوا کہ شہریوں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی مدد سے لطف علی خاں سردار کو پکڑ کر قید کر لیں۔ اور گلے میں طوق ڈال کر طہران بھیج دیں۔ اگر حیل و حجت کرے تو ہتھیاروں کے زور سے اسے جبراً مطیع کریں۔ لیکن لطف علی خاں نے محض حکم نامہ دیکھتے ہی اطاعت قبول کی اور سرِ تسلیم خم کر دیا۔ اس کو اصفہان بھیج دیا گیا۔ لیکن حاسدوں (شاکیوں) کی یہ بری چال اور سخت دلی ایرانیوں کی مصیبت و بدقسمتی کا باعث بنی۔

ج۔ القصہ ان واقعات کے بعد وہ منظم لشکر اور آراستہ فوج جو سردار (لطف علیخان) نے شیراز میں جمع کر رکھی تھی تمام کی تمام تتر بتر ہو گئی۔ تین دن کے بعد سوائے توپخانہ اور لوگوں کے سامان کے کوئی چیز اور اس شاندار فوج و لشکر کا کوئی آدمی باقی نہ رہا۔ وہ انتظار کرتے رہے۔ لیکن ان خیالی تین ہزار ترکوں اور کردوں کا نشان تک نہ ملا۔ حتیٰ کہ ان قافلوں نے جو دور و دراز مقامات سے آئے تھے کسی مسافر کا غبار بھی نہ دیکھا۔ قصہ کوتاہ جب کسی طرف سے کوئی خبر نہ آئی تو بادشاہ کو دال میں کالا کالا نظر آیا۔ رشک سا پیدا ہوا۔ اور اس امر کی طرف متوجہ ہوا۔ کیا معاملہ ہے۔ اعتماد الدولہ کی سزا (تکلیف) کے حکم سے شرمندہ ہوا۔ اور صاف صاف کہا "اس کا (اعتماد الدولہ کا) بال بیکا نہ ہو۔ جو شخص اس کے قتل کا ارادہ کریگا۔ میں یقیناً اس کی جان اس پر (یعنی اعتماد الدولہ پہ) قربان کر دوں گا۔

د۔ نماز عشا کا وقت تھا جب ہم یکہ اولنگ کے مقام پر اترے۔ یکہ اولنگ کے آدمیوں کو ہمارے اترتے ہی ہماری خبر مل گئی۔ وہ ہمیں اپنے گرم گھروں میں لے گئے۔ اور موٹی تازی بکریاں ہمارے واسطے لے آئے۔ گھوڑوں کے لئے بہت سا گھاس دانہ جمع ہو گیا۔ ایندھن اور اپلوں کی تو حد ہی نہ تھی۔ ایسی سردی اور برف سے نجات پا کر ایسا گاؤں اور گرم مکانات پانا۔ ایسی تکلیف اور مصیبت سے رہائی پا کر اس قدر خوراک اور موٹی تازی بکریاں پانا ایسی نعمت ہے جو اس قسم کی تکلیف برداشت کرنے والے ہی جانتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سوال نمبر ۲۔ ترجمہ کرو:-

ا- دست راست محلات وشهر شد- پیشِ ما ارابها و تورها که ترتیب داده بودیم شد- ودردست چپ وبعضے جاها خندق وشاخ شد- وهر یک تیر انداز جا آں مقدار که صد (۱۰۰) پنجاه کس برآید جا گذاشته شد- بعضے از مردم لشکر خیلے متردد ومتوهم بودند- توهم وتردد بے تقریب است- آنچه الله تعالے درازل تقدیر کرده است دیگر نمے شود- اگرچه آنها را هم عیب کرده نمے شود- حق بطرف ایشاں بود- چرا که از وطن دو سه ماهه راه آمده شده بود- به غریب قومے کار مردم افتاده بود- نے ما زبانِ آنها را مے دانستیم- نے آنها زبانِ ما را-

ب- چوں گربه سخن موش بشنید شاد گشت وگفت- "سخن تو بحق مے ماند- ومن ایں مصالحت ومناصحت مے پذیرم-" موش گفت "چوں من بتو پیوستم- باید که ترحیبی تمام واجلالی بسزا رود- تا فاصدان نومید شوند وباز گردند- ومن بفراغت ومسرت بند هائے تو ببرم" گربه گفت "چنیں کنم"-

ج- ایں قطعه شهرت گرفت- چوں بر مولانا ساغری خواندند- پیشِ ایشاں آمد- گله آغاز کرد وگفت "خادم دیرینهٔ ایں آستانم- وشما قطعه فرموده اید- که در تمام شهر شهرت کرده- ومردم یاد گرفته اند- وهر جا میرسم- بر من مے خوانند ومے خندند- وایں قطعه مرا رسوائے عالم ساخته- ایشاں فرموده اند که ما گفته ایم- "شاعری مے گفت"- کاتباں وظریفانِ شهر آں را به تصحیف "ساغری ساخته اند"-

د- اما اعتقاد آں سر حلقهٔ ارباب فساد آں بود- که حضرت حق سبحانهٔ تعالے در جسم آدم حلول نموده- لاجرم مسجودِ ملائک گشته- وابلیس بنا بر مخالفت مردود شده وابلیس بصور انبیاء وحکما متمثل گردیده- تا نوبت به ابومسلم وحالا آں کیفیت بمن منتقل شده- الغرض آں ضالِ مضلِ خلق را اضلال نموده بپرستش خود دعوت مے کرد- (تعالی شانه عما یقولون) وآں مردود در مرو تمامه دعوت کرده- چوں در سحر وسیمیا بے نظیر وتنها بود- عامه را بداں فریب داده- جمعے کثیر در ضلال شقاوت مآلِ آں ملعونِ ضال مجتمع شدند-

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri.

جواب ا۔ ہمارے دائیں ہاتھ شہر اور اس کے گرد کا علاقہ تھا۔ ہمارے سامنے جھگڑے اور کٹہرے تھے جو ہم نے ترتیب دئے تھے۔ بائیں ہاتھ اور بعض دوسری جگہ پر خندقیں اور خندقیں تیار کئے گئے۔ اور ہر اس فاصلہ کے درمیان جہاں تک تیر جا سکتا ہے اس قدر جگہ چھوڑی گئی جس میں سو ڈیڑھ سو آدمی آ سکتے ہیں۔ سپاہیوں میں سے بعض بہت گھبرائے اور ڈرے ہوئے تھے۔ ڈر اور گھبراہٹ بے فائدہ ہے۔ جو کچھ خدا تعالےٰ نے شروع میں قسمت میں لکھ دیا ہے۔ وہ تبدیل نہیں ہو سکتا۔ مگر ان کو بھی بُرا نہیں کہہ سکتے۔ وہ بھی سچے تھے۔ کیونکہ وطن سے دو تین ماہ کا سفر کر آئے تھے۔ اور ایک عجیب قوم سے واسطہ پڑا تھا۔ نہ ہم ان کی زبان جانتے تھے۔ اور نہ وہ ہماری زبان سمجھتے تھے۔

ب۔ جب بلی نے چوہے کی باتیں سنیں تو خوش ہوئی اور کہنے لگی تیری بات سچی معلوم ہوتی ہے۔ اور میں تیری صلح اور نصیحت کی باتیں قبول کرتی ہوں۔ چوہے نے کہا چونکہ اب میں تیرے ساتھ مل گیا ہوں۔ اس لئے چاہیئے کہ میرا بڑا پاک خیر مقدم اور مناسب عزت کی جائے۔ تاکہ دشمن (ہماری جانوں کو ہلاک کرنے کا مقصد رکھنے والے) مایوس ہو جائیں۔ اور واپس لوٹ جائیں۔ اور میں اطمینان اور خوشی کے ساتھ تیرے بندوں کو کاٹوں۔ بلی نے کہا۔ میں ایسا ہی کرتی ہوں۔

ج۔ یہ قطعہ مشہور ہو گیا۔ جب لوگوں نے مولانا ساغری کو یہ قطعہ سنایا۔ تو وہ ان کے پاس آیا۔ اور شکایت شروع کی۔ کہنے لگا "میں اس دہلیز (گھر) کا پرانا نوکر ہوں۔ آپ نے ایک قطعہ لکھا ہے جو سارے شہر میں مشہور ہو گیا ہے۔ لوگوں نے اسے یاد کر لیا ہے جس جگہ میں جاتا ہوں وہ میرے سامنے پڑھتے ہیں۔ اور ہنستے ہیں۔ اس قطعہ نے مجھے دنیا میں بدنام کر دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا تم نے تو لکھا ہے "شاعری مے گفت" "ایک شاعر کہہ رہا تھا" شہر کے کانوں اور مسخروں نے نقطے بدل کر اس کا "ساغری" بنا دیا ہے۔

د۔ لیکن فسادیوں کی جماعت کے اس سردار کا عقیدہ یہ تھا۔ کہ اول پاک اور بزرگ خدا حضرت آدم کے جسم میں داخل ہوا۔ اس کے لازمی طور پر فرشتوں نے اسے سجدہ کیا۔ اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شیطان مخالفتِ حق کی وجہ سے مردود ہُوا۔ اسی طرح وہ (یعنی خدا) نبیوں اور حکیموں کی شکلوں میں مجسم ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ ابومسلم کی باری آئی۔ اور اب وہ حالت مجھ تک پہنچی ہے الغرض وہ گمراہ کرنے والا اپنی پرستش کی دعوت دینے لگا۔ اس کی شان بیان سے باہر ہے۔ اور اس مردود نے شروع میں عمراں کی دعوت کا آغاز کیا۔ چونکہ وہ جادو اور طلسم کے علم میں بے مثال اور لاثانی تھا۔ عام لوگوں کو اس کی مدد سے دھوکا دیا۔ اور بہت سے لوگ اس گمراہ لعنتی کے بدانجام سایہ کے نیچے جمع ہوگئے۔

سوال نمبر ۳:۔ ترجمہ کرو:۔

(ا)۔ مستعلی شاہ:۔ خیلے خوب خانم! من ہمیں حالا دریں جا پیشِ چشمِ شما ہیکل پاریس را برپا کردہ بہم مے زنم۔ و بدیوان و عفریت ہا حکم مے کنم۔ درہماں دقیقہ پاریس را بکوبند۔ و تا دہ روز خبرش را برائے موسی ژوردان بیارند۔ تا از بردنِ شہباز بیفتد۔ یا ایں کہ عفریتے بزرگے پیش روئے خود گرفتہ اسم اش موسی ژوردان گزاردہ دریں ساعت گردنش را زدہ بستارہ مریخ حکم خواہم کرد۔ آنہم بہماں طور تا دہ روز دیگر گردنِ موسی ژوردان را بلاتامل بزند۔ شہباز بیگ از چنگِ او خلاص شود۔ حال لطف فرمائید بہ بینم جنابِ شما خراب شدنِ پاریس را مے خواہید یا گردن زدنِ موسی ژوردان را؟

(ب)۔ شہربانو خانم:۔ واللہ! نمے دانم بکدام رضا بشوم! اما دیگر چہ بکنیم؛ شرف نسا ہم راست مے گوید۔ موسی ژوردان فقیر است۔ آدمِ خوب است۔ تقصیرش ہمیں است۔ کہ شہباز را از راہ در بردہ پاریس رفتن را بسرش انداختہ است معلوم مے شود مردمانِ پاریس بد بودہ اند کہ قضا ایں درویش را بما رسانیدہ۔ تا بجادوئے او آنجا را کوبیدہ خراب کنیم (رو بہ مستعلی شاہ کردہ) بابا درویش! بدیوہا و عفریت ہا فرماں بدہ پاریس را زیر و رو کنند۔

(ج)۔ شہربانو خانم:۔ (خشمناک) بسیار خوب! تو از راہ دررفتہ۔ خودت را گم کردہ۔ برو من در ہمیں ساعت حاتم خاں آقا را صدا مے کنم۔ بہ بینم موسی ژوردان چکارہ است! برادر زادۂ او را فریفتہ پاریس مے برد۔ واللہ کارے بسرش مے آرم۔ راہ آمد و شدنش

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دانم کردہ پاریس را ہم فراموش کند۔ بسیار خوب! تو برو!! من حالا حاتم خاں آقا را صدا کنم۔ ببینم ابیست روز بجز وحشی تو مانده چه طور بپاریس مے روی؟

د۔ موسیٰ ژوردان:۔ رباہ فار! حاتم خاں آقا! قصدِ من ایں بود کہ شہباز بیگ را پاریس بردہ۔ اولاً خودم متوجہ تربیت او شدہ زبانِ علومِ فرنگ بقدرِ مقدور بوے تعلیم کنم۔ ثانیاً اورا بدولتِ خود ماں شناسانیدہ در عوضِ نیکی و زحمت ہائیکہ ایں جا درحقِ من کشیدہ ابد از دولت بخششے گرفتہ باز بگرد انم۔ زیرا کہ من از علماء و حکمائے دار العلم تحتِ حمایتِ خاصۂ دولت و از مقربان و معتمدانِ اعلیٰ حضرتم۔ امّا چوں از تقریر شما مشخص شد کہ منکرِ فوائدِ سفر اید بنا بر آں بر من لازم مے شود کہ فوائدِ سفر را موافقِ واقعہ بامثل بشما حالی کنم۔

جواب:۔ (ا)۔ مستعلی شاہ:۔ بہت خوب بیگم! میں اسی وقت اور اسی جگہ تمہاری آنکھوں کے سامنے پیرس کی تصویر بنا کر خراب کئے دیتا ہوں۔ اور بھوتوں کو حکم دیتا ہوں کہ اسی لحظہ پیرس کو ڈھا دیں۔ اور دس دن تک اس کی خبر موسیٰ ژوردان کو پہنچا دیں۔ تاکہ وہ شہباز کو لے جانے کا ارادہ ترک کر دے۔ یا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک بڑا سا مرغا اپنے منہ کے سامنے پکڑ کر اس کا نام موسیٰ ژوردان رکھ لیتا ہوں۔ اور اسی گھڑی اس کی گردن کاٹ کر منگل ستارے کو حکم دیتا ہوں کہ وہ بھی اسی طرح سے آنے والے دس دنوں تک بغیر کسی قسم کی جھجک کے موسیٰ ژوردان کی گردن کاٹ دے۔ تاکہ شہباز اس کے پنجے سے رہائی پائے۔ اب فرمائیے کہ آپ کی ذات شریفہ پیرس کی تباہی کو پسند کرتی ہے۔ یا موسیٰ ژوردان کی گردن کے کاٹے جانے کو؟

ب۔ شہربانو خانم:۔ خدا کی قسم! سمجھ میں نہیں آتا کس بات پر راضی ہوا جائے۔ لیکن اور کیا بھی کیا جائے؟ شرف نسا بھی تو ٹھیک کہتی ہے۔ موسیٰ ژوردان بیچارہ ہے تو بہت اچھا۔ قصور اس کا آخر یہی ہے۔ کہ شہباز کو گمراہ کر کے پیرس جانے کا خیال اس کے دماغ میں بٹھا دیتا ہے۔ نظر آتا ہے کہ پیرس کے لوگ بہت بُرے ہیں۔ جبھی تو خدا کے حکم سے یہ جادوگر فقیر ہم کو مل گیا ہے تاکہ ہم اس کے جادو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سے اس جگہ (پیریس) کو کچل کے رکھ دیں۔ (مستعلی شاہ کو مخاطب کر کے) درویش با...
دیوؤں اور بھوتوں کو حکم دیجئے کہ پیریس کو تباہ کر ڈالیں۔

ج - شہر بانو خانم :۔ (غصے میں آکر) بہت بہتر! تم راستے سے بھٹک گئے ہو۔ اپنے آپ میں نہیں رہے۔ جاؤ میں ابھی گھڑی حاتم خاں آقا کو بلاتی ہوں۔ میں دیکھوں گی۔ کہ موسیٰ ژوردان کی کیا اوقات ہے۔ جو اس کے بھتیجے کو چکمے دے کر پیرس لے جا رہا ہے۔ خدا جانتا ہے اس کی وہ گت بنا کے چھوڑوں گی کہ اور تو اور اپنے آنے جانے کی راہ کو کھو کر وہ پیرس تک کو بھی بھول جائے۔ بہت خوب! تم جاؤ! میں ابھی حاتم خاں آقا کو آواز دیتی ہوں۔ بھلا دیکھوں تو سہی کہ بیس دن تو تمہاری شادی کے رہ گئے ہیں۔ اور تم کیونکر پیرس کو جانے لگے۔

د - موسیٰ ژوردان :۔ (رعب اور سنجیدگی کے ساتھ) حاتم خاں آقا! میرا مطلب یہ تھا کہ شہباز بیگ کو پیرس لے جا کر پہلے تو خود اس کی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ ہو کر جہاں تک ہو سکے اس کو یورپین علموں کی زبان سکھاؤں۔ پھر اس کا اپنی حکومت سے تعارف کرا کے ان نیکیوں اور تکلیفوں کے صلے میں جو آپ نے یہاں میری خاطر اٹھائی ہیں سرکار کی طرف سے اسے کوئی انعام دلا کر واپس بھیج دوں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ میں اس یونیورسٹی کے عالموں اور داناؤں میں سے ایک ہوں جس کو کہ حکومت کی خاص سرپرستی حاصل ہے۔ نیز ملک معظم (شہنشاہ فرانس) کے خاص درباریوں اور معتبر ہستیوں میں میرا شمار ہے۔ لیکن اب جبکہ آپ کی باتوں سے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ آپ سفر کے فائدوں سے انکار کرتے ہیں۔ اس لئے میرے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ کہ میں سفر کے فائدے حقیقت کے مطابق مثال دیکر آپ پر واضح کروں۔

سوال نمبر ۱۲ :۔ ترجمہ کرو :۔

ا - یعقوب لیث در بدایتِ حالِ خود را در مہالک افگندے۔ و خطرہائے کلی را ارتکاب کردے۔ از آسائشِ نفس بر طرف بودے۔ و از کشیدنِ مشقتہا دریک نفس نیاسودے۔ و از گفتن ... ترا باعث بر ین ہمہ جفا کشیدن و خود را

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

درغرقابۂ ہلاک انگندن چیست ؟ گفت " مراد ریغ مے آید عمرِ عزیز خود را در اصلاح روی و مس صرف کردن ۔ وروی توجہ بہ پیشۂ کہ در آں شریک بسیار باشد آوردن ۔

ب ۔ مطالب صحیح وے چناں بر شاہ اثر کرد کہ در واقع گریست ۔ و اوّل علامات بدبختی و انقراضِ دولت صفویہ ہمیں حرکت و ناتمام شدنِ اُو بود ۔ بعد ازیں حوادث چند نفر از فرستادگانِ مولانا عبداللہ لزگی وارد شدہ عرض کردند ۔ کہ دو سال قبلیا لزگیہ بنا ئے شورش گذاشتہ مامورینِ دیوان را از مملکتِ خود بیروں کردند ۔ و با دو ہزار سوار جرار ولایتِ ارمن و گرجستان و بعضے بلادِ آذر بائیجان را قتل و غارت مے کردند ۔

ج ۔ ایں ہم یک سفارتِ دیگر بود کہ در سفرنامۂ ازاک موریہ مسطور است ۔ " در ۱۲۲۳ ہمراہ سفیرے کہ از انگلیس آمدہ بود ۔ بودم ۔ بعد از پیشوازی و تشریفاتِ لائقہ لازمہ بفاصلہ سی قدم درب عمارت سلطنتی در دار الخلافہ طہران ہمہ از اسپ پیادہ شدہ با نامہ و تحف پادشاہِ انگلیس روانہ شدیم ۔ چوں وارد عمارت سلطنتی شدیم ۔ از دالانِ تاریک ممتدی عبور کردہ بحیاط کوچکی رسیدیم ۔ چوں ایام دہۂ عاشورہ بود ۔ پذیرائی ما آشکارا منافیٔ قانون مذہبی بود ۔

د ۔ در ہندوستان یک رسمے است در وقت ایں چنیں کار افتادن ۔ زر دادہ سپاہ نوکر مے گرفتہ اند ۔ ایں مردم را سہبندے گویند ۔ اگر ایں چنیں خیال مے کرد یک دو لک ہم نوکر مے توانست گرفت ۔ اللہ تعالےٰ راست آورد ۔ نے جوانانِ خود را راضی توانست کرد ۔ نے خزینہ ہمہ را توانست قسمت کرد ۔ جوانانِ خود را چگونہ راضی توانست کرد ۔ کہ امساک بر طبیعتش بسیار غالب بود ۔ و نمودنِ زر بے حد طالب ۔ بے تجربہ جوانے بود ۔ نے آمدنِ او بہ سر انجام بود ۔ نے رفتنِ او ۔ نے ایستادن او ۔ باہتمام ۔ نے جنگ کردن ۔

جواب :- ا ۔ یعقوب بن لیث اپنی زندگی کے ابتدائی زمانہ میں اپنے آپ کو خطرات میں ڈالنا اور بڑے بڑے خطروں میں پڑ جانا ۔ نفس کے آرام سے جدا رہنا ۔ اور محنت کرنے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سے دم بھر بھی نہ رکتا - لوگوں نے اسے کہا تو ایک ٹھٹھیرا ہے - تیرے اس قدر محنت و مشقت برداشت کرنے اور اپنے آپ کو موت کے بھنور میں ڈالنے کا کیا سبب ہے؟ اس نے جواب دیا "مجھے افسوس ہوتا ہے - کہ اپنی عزیز عمر کو کانسی اور تانبے کی درستگی میں صرف کروں - اور ایسے پیشہ کو اختیار کروں جس میں اور بہت سے شریک ہوں - میری جد و جہد اس لئے ہے کہ میں اپنے آپ کو ایسے بلند مرتبہ پر پہنچاؤں کہ میرے ہم جنسوں (یعنی نوع انسان) میں سے کوئی بھی میرا شریک نہ ہو -

ب - اس کے سچے بیانات سنے بادشاہ پر ایسا اثر کیا کہ واقعی رو پڑا - اور صفوی خاندان کی بدنصیبی اور خاتمہ کی پہلی علامت اس کی یہی حرکت اور زوال تھا - ان واقعات کے بعد عبداللہ لزکی کے چند ایلچی دربار میں آئے - اور مندرجہ ذیل امور کے لئے معافی مانگی -

دو سال پہلے لزگیوں نے شورش بپا کی - اور اپنے ملک سے سرکاری ملازموں کو نکال دیا - نیز دو ہزار بہادر سواروں کے ساتھ ارمن - گرجستان اور آذربائجان کے چند شہروں میں لوٹ مار کی تھی -

ج - لو - ایک اور سفارت کا حال سنئے جو انزاک موریہ کے سفرنامہ میں مذکور ہے - سنہ ۱۲۲۳ھ میں میں اس سفیر کے ہمراہ تھا - جو انگلستان سے آیا تھا - ضروری اور مناسب عزت و احترام اور استقبال کے بعد دارالخلافہ طہران میں بادشاہی محل کے پھاٹک سے تئیس قدم کے فاصلے پر ہم سب گھوڑوں سے اترے - اور انگلستان کے بادشاہ کے تحفوں اور خط کے ساتھ پیدل روانہ ہوئے - جب ہم شاہی عمارت میں داخل ہوئے ایک لمبے اور اندھیرے دالان میں سے گذر کر ایک چھوٹے سے صحن میں پہنچے - چونکہ محرم کے ابتدائی دس دن تھے (محرم کا ماتم ہو رہا تھا) اس لئے ہمارا استقبال ظاہرا مذہبی قانون کے خلاف تھا -

د - ہندوستان میں ایک رواج ہے - کہ اس قسم کے موقعوں پر (یعنی جنگ کے موقعوں پر) روپیہ دے کر خاص عرصہ کے لئے نوکر رکھ لیتے ہیں - ایسے لوگوں کو سہبند کہتے ہیں - اگر اس کو یہ خیال آجاتا تو ایک دو لاکھ ملازم اور رکھ سکتا تھا - اللہ تعالے نے ٹھیک کیا - وہ بلا وجہ لڑائی کو طول نہ دے سکا اور نہ ہی اپنا خزانہ بانٹ سکا - وہ اپنے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جوان سپاہیوں کو کس طرح خوش کر سکتا تھا۔ کیونکہ کنجوسی اس کی طبیعت پر غالب تھی۔ اور خود بھی اسے روپیہ جمع کرنے کا بے حد لالچ تھا۔ وہ ایک ناتجربہ کار جوان تھا۔ اور نہ اس کے حملے کا کوئی طریقہ تھا اور نہ پسپائی کا ڈھنگ۔ نہ وہ ڈٹ کر لڑنے کی تدبیر جانتا تھا۔ اور نہ ہی جنگ کے اصول سے واقف تھا۔

سوال نمبر ۔ یکے را از ملوک مدت عمر سپری شد۔ و قائم مقامے نداشت وصیت کرد۔ کہ بامداداں نخستین کسے کہ از در شہر درآید۔ تاج شاہی بر سر وے نہید۔ و تفویضِ مملکت بوے کنید۔ اتفاقاً اول کسے کہ درآمد۔ گدائے بود۔ ہمہ عمر لقمہ لقمہ اندوختہ و رقعہ بر رقعہ دوختہ۔ ارکانِ دولت و اعیانِ حضرت وصیتِ ملک بجا آوردند۔ مدتے ملک راند۔ تا بعضے امرائے دولت گردن از طاعت او بہ پیچانیدند۔ و ملوک از ہر طرف بمنازعت برخاستند۔ درویش ازیں واقعہ خستہ خاطر مے بود۔ بارے بدوستے قدیم گفت۔ وقتے غمے نانے داشتم۔ و امروز غمے جہانے ؎

اگر دنیا نباشد دردمندیم   وگر باشد بمہرش پائے بندیم

جواب :۔ کسی بادشاہ کی زندگی کے دن پورے ہو گئے۔ اس کا کوئی وارث (نائب) نہ تھا۔ اس نے (مرتے وقت) وصیت کی کہ علی الصباح جو پہلا شخص شہر کے دروازے سے داخل ہو اسی کے سر پر تاج شاہی رکھ دو۔ اور ملک اس کے سپرد کر دو۔ اتفاق سے پہلا آدمی جو (شہر کے اندر) داخل ہوا۔ ایک بھکاری تھا۔ ساری عمر روٹی کے ٹکڑے مانگتا رہا۔ اور چیتھڑے پر چیتھڑے سیتا رہا۔ سلطنت کے وزیروں اور دربار کے امیروں نے بادشاہ کی وصیت پر عمل کیا۔ کچھ عرصہ وہ حکومت کرتا رہا۔ حتیٰ کہ بعض امیر اس کی اطاعت چھوڑ کر سرکش ہو گئے۔ اور ہر طرف سے حاکم اس کے ساتھ لڑائی پر آمادہ ہو گئے۔ فقیر (گدا) اس واقعہ سے رنجیدہ خاطر رہا کرتا تھا۔ ایک بار اس نے اپنے ایک قدیم دوست کو کہا "ایک وقت تھا جب مجھے صرف ایک روٹی کی فکر ہوا کرتی تھی۔ مگر آج ایک دنیا (سلطنت) کا غم دامنگیر ہے" ؎

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اگر اہلِ ثروت نہ ہوں تو ہے زحمت ۔۔۔ ہے لیکن یہ دولت کی الفت بھی کلفت

سوال نمبر ۶ :- فارسی میں ترجمہ کرو :-

راستے میں ایران کے موجودہ دور کے شاعروں کے متعلق ذکر چھڑ گیا۔ اور مہمان نے مجھے ایک اہم بات بتائی۔ اور وہ یہ ہے کہ میں نے کہا "قدیم شاعر مشکل اور پر تخیل اشعار نہیں کہا کرتے تھے۔ اور یہ رسم عہد متوسطین میں رونما ہوئی۔ انہوں نے رودکی اور سعدی کی سادہ صاف اور شیریں طرز چھوڑ دی۔ اور تصنع اور مضمون آفرینی اختیار کر لی۔ مگر شعرائے جدید نے پھر وہی پرانا طریقہ رائج کر دیا"۔

مہمان نے کہا "عہد متوسطین کے وہی شعراء گورگانیہ سلاطین کے زمانے میں ہندوستان میں گئے۔ اور وہاں بھی اسی اسلوب کو رواج دیا۔ اب تک ہندوستانی شاعر اسی روش کو اپنائے ہوئے ہیں۔ اور فارسی اور اردو میں اسی طرز کے شعر کہتے ہیں۔

جواب :- درراہ صحبتِ شعرائے متاخرین ایران درمیان آمد۔ و یک اطلاع مہمے از مہمان حاصل کردم۔ آں ایں است کہ گفتم "شعرائے متقدمین اشعارِ مشکل پُر مضمون نمے گفتند۔ ولے ایں رسم در عہد متوسطین آغاز ید۔ طریقۂ رودکی و سعدی را کہ اشعارِ صاف و سادہ و شیریں گفتن بود۔ ترک کردہ اشعار مشکل مضمون دار مے گفتند۔ ولے متاخرین ہماں طرزِ متقدمین را تجدید کردند"۔

مہمان گفت "ہماں شعرائے متوسطین در زمانِ سلاطینِ گورگانیہ بہند رفتند۔ و طریقۂ شاعریِ خود شاں را دراں جا ترویج کردند۔ تاکنوں ہماں روش در شعرائے ہند شیوع دارد۔ در فارسی و اردو بہ ہماں طریق شعر مے گویند۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پرچہ ب

(دوم)

سوال نمبر ۱:- اردو میں ترجمہ کرو:-

(۱) اگرچہ رفتار و گفتار وحشیانہ آں سفیر مذکور قبیل راکہ در ۱۱۳۴ اللہ دُرّی آفندی نام عثمانی شرفیاب حضور شاہ سلطان حسین شدہ بود۔ نخواستیم ۔ بنگاریم۔ ولے محض تطبیق و تقابل و سنجیدن دو مامور را حد انسانیت و معقولیت و ادب و تربیت لابُد شدم ایں دو کلمہ را باز بنگارم و ارباب بصیرت را بہ تفاوت اشخاص ...ات و متحیر بدارم کہ دُرّی آفندی خود نگاشتہ است۔

(ب) در وقت نمودار شدن سپاہی غنیم بطرف برانغار میل او بسیار بود۔ ازیں جہت عبدالعزیز راکہ در طرح معین بود بہ برانغار کومک فرستادہ شد۔ سپاہی سلطان ابراہیم کہ از دور نمودار شد ہیچ جا درنگ نمودہ تیز مے آمد۔ پیشتر کہ آمد سپاہی ما کہ بہ آنہا نمودار شد ایں ترتیب و یسال راکہ ملاحظہ کردند حصر شدہ بایستم ناایستم ۔ بیایم نیایم طورکردہ نے توانست ایستاد۔ نے مثل پیش بے درنگ توانست آمد۔

(ج) موش پیشتر آمد۔ گربہ او را گرم بپرسید۔ راسو و بوم رفتند۔ و موش بہ آہستگی بند ہائے او را بریدن گرفت۔ گربہ گفت "زود ملول شدی۔ و اعتقاد بکرم عہد تو بہ خلاف ایں بود۔ چوں بر حاجت خویش پیروز آمدی۔ نگر نیت تبدیل کردی۔ و در انجاز وعدہ مدافعت مے اندیشی"؟

موش گفت ؎

"ہر کس کہ در وفائے تو سوگند بشکند — پشت و دلش بزخم حوادث شکستہ باد"

(د) فردوسی طوسی بے نظیر زمانِ خود بودہ۔ در شاہنامہ بر فضل و کمال او دلیلے واضح است و لائح۔ نام وے حسن بن اسحٰق بن شرف شاہ است۔ و از دہقان زادہ ہائے طوس بودہ و مبادی حال بامر زراعت شغل گرفتہ۔ و گویند

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عمیدوالی طوس چار باغے در غایت خوبی ساختہ بود۔ آں را فردوس نام نہادہ۔ و پدر ابواسحٰق بن شرف شاہ بتربیت آں باغ مقرر بود۔ و وسے باین نسبت و مناسبت فردوسی تخلص کردہ۔

جواب :۔ اگرچہ اس سے پہلے مذکورہ سفیر کی وحشیانہ گفتگو اور رویہ یعنی دری آفندی نام ترک جو ۱۱۳۴ھ میں بادشاہ سلطان حسین کے دربار میں شرفیاب ہوا تھا کا حال نہیں لکھنا چاہتے۔ لیکن صرف دو سفیروں کی حد انسانیت۔ معقولیت۔ ادب اور تربیت کے تولنے اور مقابلہ کرنے کے لئے میں مجبور ہو گیا کہ دو کلمے لکھوں۔ اور عقلمندوں کو ان اشخاص کا فرق بیان کر کے حیران و پریشان کروں وری آفندی نے خود لکھا ہے۔

ب۔ جب دشمن کی فوج نمودار ہوئی۔ تو اس کا رخ ہماری دائیں طرف تھا۔ اس لئے عبدالعزیز کو جو ہزرو فوج میں مقرر تھا فوج کے دائیں حصہ کی امداد کو بھیجا گیا۔ سلطان ابراہیم کی فوج کا غبار جو دور سے نظر آیا۔ کسی جگہ نہ ٹھہرتے ہوئے تیزی سے چلا آرہا تھا۔ جونہی وہ ذرا آگے آئے۔ ہماری فوج ان کو دکھائی دی۔ اور ہماری فوج کی ترتیب اور تنظیم کا انہوں نے ملاحظہ کیا تو جھجک گئے (رک گئے) اور گویا زبان حال سے کہہ رہے تھے ٹھہریں یا نہ ٹھہریں۔ آگے بڑھیں یا نہ بڑھیں۔ اب نہ تو ایک جگہ ٹھہر سکتے تھے۔ اور نہ ہی پہلے کی طرح بغیر رکے آگے بڑھ سکتے تھے۔

ج۔ چوہا آگے بڑھا۔ بلی نے تپاک سے اس کی مزاج پرسی کی۔ بندلا اور الو چلے گئے۔ اور چوہے نے آہستہ آہستہ اس کے بند کاٹنے شروع کئے۔ بلی بولی۔ تو اتنی جلدی ہی تھک گیا ہے۔ رنگ آ گیا ہے۔ اکتا گیا ہے) تیرے ٹھیک وعدے میں جو میرا اعتقاد تھا۔ وہ اس کے خلاف تھا۔ (یعنی تیرے وعدے پر مجھے اعتبار تھا اور یہ امید نہ تھی کہ تو میرے بند کاٹنے میں اتنا غافل ہوگا) اب جبکہ تو نے اپنی غرض پوری کر لی ہے۔ شاید تیری نیت بدل گئی ہے۔ اور اپنا وعدہ پورا کرنے سے کتراتا ہے۔ چوہے نے جواب دیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ے۔ جو شخص تیری وفاداری میں اپنی قسم توڑ دے۔ خدا کرے اس کی پیٹھ اور اس کا دل حادثوں کی چوٹ سے چور چور ہو جائے۔

د۔ فردوسی طوسی اپنے زمانہ کا بے مثال شاعر تھا۔ اور شاہنامہ اس کی لیاقت اور کمال کا صاف اور روشن ثبوت ہے۔ اس کا نام حسن بن اسحٰق بن شرف شاہ ہے۔ اور وہ طوس کے ایک زمیندار کا بیٹا تھا۔ شروع زندگی میں کھیتی باڑی کے کام میں مشغول ہوا۔ کہتے ہیں کہ طوس کے حاکم عمید نے ایک نہایت خوبصورت چار باغ (شاہی پارک) بنوایا تھا۔ اور اس کا نام فردوس رکھا تھا۔ اس کا (یعنی فردوسی کا) باپ اسحٰق بن شرف شاہ اس باغ کی نگرانی کے لئے مقرر تھا۔ اس نے اس تعلق اور مناسبت سے فردوسی اپنا تخلص اختیار کیا۔

سوال نمبر ۲:۔ سلیس اردو میں ترجمہ کرو:۔

ا۔ عمارت از اسب پیادہ شدہ وارد تالار شدم۔ شاہ سلطان حسین در محاذی درب ورود تالار روئے مسند زرتار مرصع مروارید دوزی روئے زمین بہ تخت نشستہ در یمین ویسار وزراء و ولات ایالات و اُمرا بیگلر بیگیان صف زدہ بعضے ایستادہ بعضے نشستہ و زیادہ از سی نفر از سران و سرداران قزلباش ہمہ با لباسہائے ملون و سلاحہائے مشعشع در دو طرف تالار صف زدہ حاضر بودند۔ ایلچی از میانِ اینہا گذشتہ بدونِ اعتنا بہ احدی مغرورا رو بشاہِ سلطان رفتہ۔

ب۔ آفتاب یک قد نیزہ برآمدہ بود کہ انگیز جنگ شد۔ تا نیمروز شدن ضرب جنگ بود۔ نیم روز شدہ بود کہ اعدا مغلوب و مقہور و احباب بلبہج و مسرور شدند۔ بفضل خود و کرم اللہ تعالےٰ۔ این چنین کار دشواری را بما آسان کرد۔ و آنچناں لشکر بسیاری را در نیم روز بخاک یکساں کرد۔ پنج شش ہزار کس نزدیک ابراہیم در یک جا بہ قتل رسیدہ بودند۔ دیگر ہر جا مردہا را درین معرکہ پانزدہ شانزدہ ہزار کس تخمین می کردیم۔ آخر آگرہ آمدن از تقریر مردم ہندستان معلوم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شد کہ چہل پنجاہ ہزار کس دریں معرکہ مردہ بودہ اند۔

ج۔ اما آنکہ بے مخافت بہ دواعی صفاءِ عقیدت افتتاحی کند۔ در ہمہ احوال باعتماد باشد۔ و آنکہ بہ ضرورت در پناہ دوستی آید۔ حالات میانِ ایشاں متفاوت رود۔ گاہ آمیختگی و مباسطت۔ وگاہ دامن درچیدن و مجانبت۔ و من بدانچہ قبول کردہ ام۔ قیام مے نمایم۔ و در صیانتِ نفس مبالغت لازم مے شمرم۔ چہ مخافت من از تو زیادت از آں طائفہ است۔ کہ بہ اہتمام جانبِ تو از قصدِ ایشاں ایمن گشتم۔

د۔ چوں ہلاکو خان در نیشاپور قتلِ عام کرد۔ یکے از مغلولانِ تاتار دست شیخ عطار گرفتہ بود۔ و مے برد کہ اورا در مقتلِ عام سر از تن بردارد۔ شیخ را در آں حال خوش گشتہ بود۔ و توحید غلبہ کردہ۔ ردی در قاتل کرد و گفت "بایں کہ تاج نمدی بہ سر نہی و تیغِ ہندی بر کمر بندی و از جانبِ ترکستان و مکر و دستان بر آئی۔ پنداری کہ ترا نے شناسم"۔ پس در آں محل کہ آں لشکری کہ تیغ از نیام برکشید۔ و شیخ را بر سر پا نشانید۔

جواب :۔ عمارت میں گھوڑے سے اتر کر بڑے کمرہ میں داخل ہوا۔ شاہ سلطان حسین بڑے کمرہ کے پھاٹک کے سامنے سنہری تاروں والی اور موتیوں سے جڑی ہوئی مسند پر جو زمین پر بچھے ہوئے تخت پر رکھی تھی بیٹھا تھا۔ دائیں بائیں وزیر امیر اور جاگیردار اور سردار قطار باندھے بعض کھڑے اور بعض بیٹھے تھے۔ قزلباش سرداروں اور امیروں میں سے کوئی تیس سے زیادہ تھے۔ جو تمام رنگ برنگ کے لباس پہنے چمکدار ہتھیاروں کے ساتھ کمرے کے دو نو طرف قطاریں باندھے موجود تھے۔ ان کے درمیان میں سے ایلچی گذر کر کسی کی طرف توجہ نہ کرتے ہوئے مغروروں کی طرح بادشاہ کی طرف چلا۔

ب۔ آفتاب نیزہ بھر نکل آیا تھا کہ جنگ شروع ہوئی۔ دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی۔ دوپہر ہوئی تھی کہ دشمن مغلوب اور شکست خوردہ ہو گیا۔ اور دوست خوش اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شادماں ہوئے۔ خداوند تعالےٰ نے اپنے فضل اور کرم سے ایسے مشکل کام کو ہمارے لئے آسان کر دیا۔ اور اس قدر بھاری لشکر کو آدھے دن میں خاک کے ساتھ ملا دیا۔ پانچ چھ ہزار آدمی ابراہیم کے نزدیک ایک ہی جگہ قتل ہوئے تھے۔ باقی ہر جگہ ادھر ادھر مردوں کا اس لڑائی میں پندرہ سولہ ہزار کا اندازہ کرتے تھے۔ آگرہ میں پہنچنے کے وقت ہندوستان کے لوگوں کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ اس جنگ میں چالیس پچاس ہزار آدمی مر گئے تھے۔

ج۔ لیکن وہ دوست جو بغیر کسی خوف کے نیت کی صفائی کے باعث اختیار کرتا ہے ہر حالت میں قابل اعتبار رہے۔ اور وہ دوست جو ضرورت سے مجبور ہو کر دوستی کی پناہ میں آتا ہے۔ ان کے حالات میں تبدیلی آجاتی ہے۔ کبھی میل ملاپ اور فراخدلی اور کبھی قطع تعلق اور کنارہ کشی۔ میں نے جو کچھ وعدہ کیا ہے۔ اس پر قائم رہوں گا۔ لیکن اپنی ذات کی حفاظت میں نہایت احتیاط سے کام لینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میں تجھ سے ان لوگوں کی نسبت (نیولا اور آلو کی نسبت) زیادہ ڈرتا ہوں۔ جن کے ہلاک کرنے کے ارادہ سے تیری بدولت محفوظ ہوا ہوں۔

د۔ جب ہلاکو خاں نے نیشاپور میں قتل عام کیا۔ تو تاتاری منگولوں میں سے ایک نے شیخ عطار کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ اور لے جا رہا تھا۔ تاکہ قتل گاہ عام میں اس کا سر تن سے جدا کرے۔ شیخ پر اس وقت وجد طاری تھا (سرشاری کی حالت تھی)۔ اور وحدت کا خیال غالب تھا۔ قاتل کی طرف توجہ کی اور کہا اس وجہ سے کہ تو نے نمدے کا تاج سر پر پہن رکھا ہے اور ہندی تلوار کمر پر باندھی ہوئی ہے۔ اور ترکستان کی طرف سے مکر و فریب سے آیا ہے۔ تو سمجھتا ہے کہ میں تجھے نہیں پہچانتا۔ پس اس وقت جب اس ترکی نے تلوار میان سے نکالی۔ اور شیخ کو پاؤں کے بل بٹھایا۔

سوال نمبر ۳۳:۔ بامحاورہ اردو میں ترجمہ کرو:۔

ا۔ شرف نسا خانم:۔ از دور رفتہ، دست دراز کردہ از پشت کارگاہش چند پارچہ کاغذ نیم صفحہ وزآوردہ بار سے کند، تلمبار را ایں شکستہ را پیش برائے من کہ آورد؟ تو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بیاوردی؟ شگفتی صورت دختران پاریس است، ببین! در پاریس چه قدر دختران خوش گل هست۔ اینها در مجالس وغیره همه رو باز با پسران یک جا نشست و برخاست می کنند۔ هنوز من از خجالتم این شکل ها را بزن عموت نشان نداده ام۔

ب - شهربانو خانم:- بابا درویش! برائے یک کار جزوی ترا زحمت داده ام۔ مطلب این است که شهباز بالمره گمراه شده۔ یک مهمان فرنگی داریم۔ خیال کرده است باتفاقِ او بشهر پاریس برود۔ این بچه دُگل رخسارهٔ مرا که شسته نامزدِ اوست۔ و پس از بیست روز بنائے عروسی داشتیم۔ گریان و نالان بگذارد۔ من و حاتم خان آقا هر چه گفتیم والتماس نمودیم، گوش نداد۔ بائیست کارے بکنی، شهباز نتواند پاریس برود۔ موسی ژوردان از او دست کشیده نبرد۔

ج - مستعلی شاه:- (خنده کنان) چرا یعنی چه؟ مردکه، حالا این خاتون مکرمه صد تا باجاقلوئے تازه سکه برائے این مطلب بمن خواهد داد۔ ده روز هم مهلت است که جادوئے من اثرِ خود را به بخشد۔ و کسے هم بر این سِر واقف نیست و نخواهد شد۔ بعد از گرفتنِ باجاقلوها دست و پایم را که نبسته اند۔ تا ده روز نے توانم خود را بآں طرفے بیندازم؟ مرا در آنجا که پیدا خواهد کرد۔ بعد از من هر چه بادا باد۔ اگر تا ده روز پاریس خراب شد باجاقلو هائے فیل و فال از هضم رابع خواهد گزشت۔ تو چه می دانی؟ بلکه تا آں مدت بسانحهٔ از سانحات پاریس خراب شود، مگر این نوعِ حادثات عجیبه در عالم که وقوع یافته است؟

د - مستعلی شاه:- بلے! عمل تمام است۔ شهر پاریس زیرِ برجِ عقرب اتفاق افتاده از تاثیرِ این برج بوده است۔ که هرگز بلا ازین شهر کم نمے شود۔ (بعد برخاسته چوب دستی در دست گرفته رو بشهر بانو خانم و دخترش کرده) نترسید خانم ها! دلتا نرا فاتحم بدا زید البعد ملک حشتش را گردانده صورت خود را ... ساخته این

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

منترا مے خواند) دغدغہا فتنذرے تنب الکری کرندی تنب الکمو کمو ہا بیبندی بندی بندی! ازیچپ وراست تحود دمیدہ دلبوہا وعفریت ہارا باسم وصدائے مہیب خواندہ فرمان مے دہد) یا ملیخا یا بلیخا یا سلیخا بر گنبد پارلیس را از جائے خود بر نبید الآں بزہین چنانکہ من ایں ہیکل را زدہ زیر وزرو مے کنم۔

جواب ۱۔ ا۔ شرف النسا خانم :۔ (جلدی سے جاکر اپنا ہاتھ بڑھاتی ہے۔ اور اپنے کرتہ کے پیچھے سے آدھے آدھے صفحہ کے کچھ کاغذ نکال کر کھولتی ہے) شہباز! تو یہ تصویریں میرے لئے کون لایا تھا؟ کیا یہ تم نہیں تھے؟ کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ "یہ پیرس کی کنواریوں اور لیڈیوں کے عکس ہیں؟ دیکھو پیرس میں کس قدر خوبصورت جوان لڑکیاں ہوتی ہیں۔ یہ سب کی سب جلسوں وغیرہ میں کھلے منہ جوان لڑکوں کے ساتھ ایک ہی جگہ اٹھتی بیٹھتی ہیں"۔ میں نے تو ابھی تک مارے حیا کے یہ تصویریں تیری چچی کو نہیں دکھائیں۔

ب۔ شہر بانو خانم :۔ بابا درویش! میں نے ایک چھوٹے سے کام کے لئے آپ کو تکلیف دی ہے۔ بات یہ ہے کہ ہمارا شہباز راستے سے بالکل بھٹک گیا ہے۔ ہمارے ہاں ایک فرانسیسی مہمان ہے۔ اس کا خیال ہے کہ اس کے ساتھ شہر پیرس کو جائے۔ یہ پھول کے سے گال رکھنے والی بچی جو بیٹھی ہے۔ اس کی منگیتر ہے۔ اور بیس دن بعد ہمیں اس کا بیاہ رچنا ہوگا۔ بیچاری کو روتی پیٹتی چھوڑ کر جانا چاہتا ہے۔ میں اور حاتم خاں آقا نے ہر چند کہا اور عرض کی۔ اس نے ایک نہ سنی۔ اب چاہیئے کہ تم کوئی ایسا کام کرو کہ شہباز پیرس نہ جا سکے۔ اور موسیو ژوردان اسے ساتھ لے جانے سے ہاتھ اٹھائے۔

ج۔ مستعلی شاہ :۔ (ٹھٹھا مار کر) کیا معنی کیوں؟ ابے چھوکرے۔ یہ بی بی صاحبہ ابھی ابھی مجھے اس مقصد کے لئے نئے نئے ڈھلے سو با جا قلو دیں گی۔ اور پھر جادو کا اثر ہونے کو دس دن کی مہلت بھی تو ہے۔ طرہ اس پر یہ کہ کسی کو بھی اس بھید کا علم نہیں۔ اور نہ ہی ہو سکے گا۔ جب مجھے باجا قلو مل جائیں گے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میرے ہاتھ پاؤں کسی نے باندھ ہی نہیں لئے ہوں گے۔ کیا میں دس دنوں میں بھی اپنے آپ کو یہاں سے دور نہیں لے جا سکوں گا۔ وہاں کون ہوتا میرا سراغ نکالنے والا؟ میرے بعد چاہے کچھ بھی ہو۔ مجھے اس سے کیا؟ اگر دس روز تک پیرس تباہ ہو گیا۔ تو بغیر کسی دانتا کلکل کے یہ باجا فلو، ہضم کر جاؤں گا۔ اور ڈکار تک نہیں لوں گا۔ بھلا تمہیں کیا پتہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس وقت تک کسی قدرتی حادثے کی وجہ سے ہی پیرس اجڑ جائے۔ کیا اس قسم کے انہونے حادثے دنیا میں پیش نہیں آتے رہے۔

د۔ مستعلی شاد:۔ (یہاں تو) اب عمل ختم ہو گیا۔ پیرس کا شہر برج عقرب کے نیچے واقع ہو گیا ہے۔ اسی برج ہی کی تاثیر تو ہے۔ جس کے باعث اس شہر سے کبھی بھی آفتیں نہیں ٹل سکیں (پھر اٹھ کر ہاتھ میں ایک چھڑی تھام کر شہر بانو خانم اور اس کی بیٹی سے مخاطب ہوتا ہے) تو بیبیو! اب ڈرو نہیں۔ اپنے دل کو ٹھکانے رکھو۔ اس کے بعد آنکھوں کی پلکوں کو پھیر کر اپنی شکل ڈراؤنی بنا لیتا ہے۔ اور یہ منتر پڑھتا ہے۔ وغدغما فنندے ننب الکری کرندی ننب الکوہا یندی بیندی! (اپنے دائیں بائیں پھونک کر دیووں اور بھوتوں کو دہشت ناک ناموں اور آواز سے پکار کر حکم دیتا ہے) اوبلیجا! اد بلیجا او سلیجا پیرس کو اپنی جگہ سے اکھاڑ دو۔ اور چشم زدن میں زمین کے ساتھ ہموار کر دو۔ جیسا کہ میں اس شکل کو تلپٹ کر کے نہس نہس کئے دیتا ہوں۔

سوال نمبر ۴:۔ ترجمہ کرو:۔

ا۔ و در اوائل دولتِ ابد مدتِ قاجاریہ بملاحظہ قرب و جوار استر آباد و مازندران طہران پایہ تخت و مرکز سلطنت شد۔ و روز بروز رو بہ ترقی نہاد۔ و عماراتِ عالیہ و مساجد و حمام خوب و بازار و سراہائے مرغوب افراختہ و ساختہ۔ و مسقط الراسِ فقیر نیز در ایں شہر است۔ در ۱۳۰۰ھ کہ مشغولِ جمع نفائسِ این موزۂ نفیس ہستم و خارج شہر بیمن و میمنت تختِ سلطنت بلند بخت حضرت اعلیٰ شاہنشاہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ناصر الدین۔ اللہ (ناصر الدین) چنداں صورتِ آبادی و وسعت ونعمت وجمعیت یافتہ۔
ب۔ رائے گفت برہمن را "کہ شنودم داستانِ آں کس کہ بے رویت وفکرت خود را در ورطۂ حیرت وندامت انداختہ وبستۂ دام پشیمانی وغرامت گردانید۔ اکنوں بازگوئے داستان آں کس کہ دشمنانِ بسیار از چپ وراست وپس وپیشِ او در آیند۔ چنانکہ در چنگال ہلاک وقبضۂ تلف افتد۔ پس مخرجِ خویش در ملاطفت وموالات یکے از ایشاں بیند۔ وبسلامت برجہد۔ واگر ازیں باب بلیہ سر نتواند شُد۔ گرد ملاطفت چگونہ برآید۔ وصلح بچہ طریق التماس نماید؟"
ج۔ وہم برایں جملت کہ تقریر افتاد۔ موش عقدہا ببرید۔ ویک عقدہ بگذاشت وآں شب ببودند۔ چنداںکہ سیمرغ سحرگاہی در افقِ مشرق پروازی کرد۔ وبال نور گسترِ خویش را براطراف بپوشانید۔ صیاد از دور پیدا آمد۔ موش گفت "وقت آں است کہ باقی ضمانِ خویش باد ارسانم" وآں عقدہ ببرید۔
د۔ مولانا در آخرِ عمر در قریہ اسفرلیس از اعمال نیشاپور منزوی شد۔ واز آمیزشِ خلق کنارہ کرد۔ بعد از چندگاہ جمعے یاراں عزیمت زیارتِ او کردہ از شہر رُو بہ آں دہیہ کردند۔ وبدرِ باغ او آمدند۔ در بستہ بود۔ ہرچند در زدند وفریاد کردند کسے جواب نہ داد۔ یکے بہ دیوار بالا رفت۔ واز درونِ باغ در را کشاد۔ یاراں در باغ در آمدند۔ وبدرِ خانۂ او رفتند۔ ودیدند کہ آں را نیز فرو بستہ در بسیار زدند وفریادہا کردند۔ کسے جواب نہ داد ودر نکشاد۔ ویکے بحیلۂ بسیار بالائے بام برآمد۔ واز راہِ زینۂ بام بخانۂ او در آمد۔ دید کہ مولانا بر سجادۂ خود سجدہ کردہ۔
جواب:۔ (۱) ہمیشہ قائم رہنے والی قاچاریہ سلطنت کے شروع میں استر آباد اور مازندران کے نزدیک ہونے کے لحاظ سے طہران دار الخلافہ اور سلطنت کا مرکز بنا۔ اور دن بدن ترقی کرتا گیا۔ بلند عمارتیں، مسجدیں، عمدہ عمدہ حمام اور پسندیدہ بازار اور سرائیں بنائی گئیں۔ اور اس فقیر (یعنی مصنف) کی جنم بھومی بھی یہی شہر ہے۔ سنہ ۱۳۰۱ھ میں جب میں اس شاندار عجائب گھر کے لئے عمدہ و عجیب اشیاء جمع کرنے میں مشغول ہوں۔ شہر کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بیرونی حصہ حضرت شہنشاہ ناصر الدین کے بلند بخت والی سلطنت کے تخت اور ہمت کی برکت سے اس قدر آباد۔ وسیع نعمتوں سے بھرپور اور معمور ہو گیا ہے۔

ب۔ راجہ (دوابشلیم) نے برہمن سے کہا۔ "میں نے اس شخص کی کہانی سن لی۔ جس نے بغیر سوچے سمجھے اپنے آپ کو حیرانی اور شرمندگی کے دریا میں ڈال دیا۔ اور پشیمانی اور ندامت کے جال میں پھنسا لیا۔ اب مجھے اس آدمی کی کہانی سنا۔ جسے بہت سے دشمن دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے گھیر لیں۔ اور اس طرح موت کے پنجے میں اور تباہی کے قبضہ میں پھنس جائے۔ پس وہ اپنے بچاؤ کی راہ ان میں سے ایک کے ساتھ صلح اور دوستی میں دیکھے۔ اور بچکر نکل جائے (جان بچاکر بھاگ جائے) اور اگر کسی طریق سے رہائی حاصل نہ ہو تو کس طرح نرمی اختیار کرے اور کس ڈھنگ سے صلح کی التجا کرے۔

ج۔ اس طریق کے مطابق جو بیان کیا گیا ہے۔ چوہے نے گانٹھوں کو کاٹ ڈالا۔ اور ایک گانٹھ چھوڑ دی۔ اس رات وہ وہیں رہے۔ جونہی کہ صبح کا سیمرغ (یعنی آفتاب) مشرق کے افق پر اڑا (یعنی سورج نکلا) اور اپنے روشنی پھیلانے والے بازوؤں کو چاروں طرف پھیلایا۔ شکاری دور سے ظاہر ہوا۔ چوہے نے کہا۔ اب وقت ہے کہ باقی ضمانت بھی ادا کروں۔ (یعنی آخری گانٹھ کاٹنے کا وعدہ پورا کروں) یہ کہہ کر اس نے وہ گانٹھ بھی کاٹ دی۔

د۔ مولانا اپنی عمر کے آخری حصہ میں نیشاپور کے علاقہ کے گاؤں اسفریس میں گوشہ نشین ہو گیا۔ اور لوگوں کے ساتھ ملنے جلنے سے کنارہ کشی کی۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کے دوستوں کی ایک جماعت نے اس کی ملاقات کا ارادہ کیا۔ اور شہر سے روانہ ہو کر اس گاؤں کا رخ کیا۔ اور اس کے باغ کے دروازہ پہ آئے۔ دروازہ بند تھا۔ ہر چند دروازہ کھٹکھٹایا اور چیخے چلائے۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ ان میں سے ایک دیوار پر چڑھ گیا۔ اور باغ کے اندر سے دروازہ کھول دیا۔ دوست باغ کے اندر داخل ہو گئے۔ اور اس کے مکان کے دروازہ پہ گئے۔ اور دیکھا کہ وہ بھی بند ہے۔ دروازہ بہت کھٹکھٹایا۔ اور آوازیں دیں۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ اور نہ ہی دروازہ کھولا۔ ان میں سے ایک آدمی بڑی مشکل سے چھت پر چڑھا۔ اور چھت کی سیڑھی سے اس گھر کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اندر داخل ہوا۔ اس نے دیکھا کہ مولانا نماز کی چٹائی پر سجدہ کئے ہوئے ہے۔

سوال نمبر ۵:۔ سلیس اور با محاورہ اردو میں ترجمہ کرو:۔

بعد از جلوس چوں جمیع امرا بہ جمعیت ہائے خود در درگاہ حاضر بودند۔ بخاطر رسید کہ ایں لشکر را در خدمت فرزند سلطان پرویز بر سر رانا کہ در عہد پدرم مکرراً افواج بر سر او تعین یافتہ بود وفتح او میسر نگشت باید فرستاد۔ در ساعت سعید فرزند مذکور را بخلعتہائے فاخرہ و شمشیر مرصع و تسبیح مروارید کہ ہفتاد و دو ہزار روپیہ قیمت داشت۔ و اسپان عراقی و ترکی۔ و فیلان نامی سرفراز ساختہ رخصت نمودیم۔

جواب:۔ تخت نشینی کے بعد جب تمام سردار اپنے لشکروں سمیت دربار میں حاضر ہوئے۔ دل میں آیا کہ اس لشکر کو فرزند سلطان (پرویز) کی زیر سرکردگی رانا پر (جس کے خلاف میرے باپ کے عہد میں کئی بار لشکر کشی کی گئی مگر اس کی سرکوبی نہ ہو سکی) چڑھائی کے لئے بھیجا جائے۔ ایک مبارک گھڑی میں شہزادہ مذکور کو بیش بہا پوشاکوں۔ جڑاؤ تلوار۔ موتیوں کی مالا جس کی قیمت بہتر ہزار روپے تھی۔ عراقی اور ترکی گھوڑوں اور نامور ہاتھیوں سے سرفراز کر کے رخصت کیا۔

سوال نمبر ۶:۔ فارسی میں ترجمہ کرو:۔

ہاں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہاتھی کے بچے کو جنگل سے پکڑ کر لاتے ہیں۔ اور سدھا لیتے ہیں۔ جب سدھ جاتا ہے تو اس پر سواری کرتے ہیں۔ اور اس شخص کے اشارے کے مطابق جو اس کی گردن پر بیٹھا ہوتا ہے۔ اور جسے مہاوت کہتے ہیں چلتا پھرتا ہے۔ اپنے مالک کو خوب پہچانتا ہے۔ جب مہاوت کہے "سلام کر" تو سونڈ کے سرے کو اٹھا کر اپنے ماتھے سے لگا لیتا ہے۔

جواب:۔ بلے مے خواہم عرض کنم کہ بچۂ فیل را از جنگل گرفتہ مے آرند۔ و تربیت مے کنند۔ وقتے تربیت شد۔ بر آں سواری مے کنند۔ بر حسب اشارۂ شخصے کہ بر گردنش نشستہ باشد۔ و آں را فیلبان مے گویند۔ نقل و حرکت مے کند۔ صاحب خود را خوب مے شناسد۔ ہرگہ فیلبان بگوید "سلام کن" سر خرطوم خود را بر داشتہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باہپیشانئے خود وصل مے کند ۔

پرچہ ب
(۵)

سوال نمبر ۱ :۔ اردو میں ترجمہ کرو :۔

ا ۔ موش جواب داد ۔ بداں کہ خلقتِ ما بر معادات بودہ است ۔ اکنوں بہ دوستی کہ برائے حاجت حادث شدہ است چنداں تکیہ نتواں کرد ۔ کہ چوں موجب از میاں خاست ۔ لاشک بقرارِ عداوت باز گردد ۔ و ہیچ دشمن موش را چوں گربہ نیست ۔ و ہر دو تن را اضطرار حال و دواعی حاجت بدیں مصالحت کشید ۔ امروز کہ موجب از میاں برخاست ۔ بے شبہت دشمنانگی تازہ شود ۔ و ترا با خویشتن آشنائی نے شناسم جز آنکہ مے خواہی بجز ردانِ من ناہار بشکنی ۔ و بہ ہیچ تاویل در عقلِ خود روا نمے دارم ۔ کہ بہ زرقِ تو مغرور شوم ۔ ؎

گربہ را با موش کے بودہ است مہر مادری

ب ۔ و آں صورت موجب از دیادِ فسادِ اعتقادِ آں گمراہاں شدہ روز بروز کارِ آں نابکار بالا مے گرفت ۔ تا چند حصن حصین آنجا بدست آوردہ ندائے "انا و لا غیری" در مے داد ۔ تا آں کہ مہدی عباسی مُسَیَّب بن زُہیر را بدفعِ او فرستاد ۔ و مُسَیَّب کار برو تنگ گرفتہ ۔ برقعی چوں دانست کہ از آں ورطہ نخواہد جست ، و از آں مہلکہ نے تواند رست ۔ بنابریں در شہور سنہ ستّ و ستّین و مائتہ اتباعِ خود را در شراب زہر دادہ ، خود در خُم تیزابی نشست ۔ و اجزاءِ اعضاءِ ناپاکش تحلیل رفتہ ۔ بغیر از موئے سر، ہیچ اثرے نماند ۔ واللہ اکبر ! ؎

بس رنگ بوالعجب کہ دریں نیلگوں خم است

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ج ۔ در فرح بعد الشدہ از یحیی نقل کردہ اند کہ در عہدِ مہدی احوالم بغایت پریشان

بود۔ چنانچہ کار بہ جائے رسید کہ پیراہن از تن بدر کردہ بفروختم۔ وصرف معاش کردم۔ شمہ از حالِ مختل بہ ابی خالد احول۔ کہ درآں حین کاتب ابوعبداللہ اشعری وزیر مہدی بود۔ در میان نہادم۔ وے اصلاً التفاتے نکرد۔ من خود را ملامت کردہ بغایت اندوہناک گشتم۔ اما وے در اندیشۂ من بودہ۔ ہم درآں چند روز در یک معاملہ بمن سی ہزار درم رسانید۔ وعذر بسیار خواست۔

د۔ الحاصل شیر شاہ چوں یک سر سپاہی خویش را بلکی نمے داد۔ وافغاناں نزد او از ہر چہ نوال گفت عزیز تر بودند۔ نخواست کہ لشکر خود را حوالۂ بلائے ہندو واق جاہل سازد۔ بنا بر آں حیلۂ انگیختہ کتابتہا از جانب سرداران مالدیو بہ تعبیہ وتلبیس بنام خود نوشت۔ بہ ایں مضمون کہ وقت آراستگیٔ معرکہ، ہیچ حاجت تلبست۔ کہ بادشاہ خود مباشر قتال وجدال شود۔ ما خود مالدیو را زندہ گرفتہ مے سپاریم۔ بشرط آنکہ فلاں وفلاں جا را بہ ما انعام فرمایند۔

جواب :- ا۔ چوہے نے جواب دیا۔ "تو سمجھ کہ ہماری طبیعت باہمی دشمنی پر مبنی ہے۔ (یعنی ہم طبعی یا فطرتاً دشمن ہیں) اب اس دوستی پہ جو ضرورت کی بنا پر پیدا ہوئی۔ زیادہ بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ جب سبب (دوستی کا) ہی نہیں رہا۔ تو یقیناً دشمنی تازہ ہوگی۔ اور چوہے کے لئے بلی جیسا کوئی دشمن نہیں۔ اور دونو کو حالت کی تنگی اور ضرورت کی وجہ نے صلح پہ مجبور کیا۔ آج جبکہ وہ سبب درمیان سے دور ہوگیا ہے۔ بلا شبہ پرانی دشمنی تازہ ہوگی۔ میں تجھے اپنا دوست نہیں سمجھتا ہوں۔ سوائے اس کے کہ تو چاہتی ہے۔ کہ مجھے کھا کر ناشتہ کرے (بھرت کھولے) اور کسی وجہ سے اپنی عقل کے مطابق یہ جائز نہیں سمجھتا ہوں کہ تیری مکاری سے دھوکا کھاؤں۔ ۵

بلی کو چوہے سے ماں ایسی محبت بھلا کب ہو سکتی ہے۔

ب۔ یہ صورت حال ان گمراہوں کے عقیدہ کے زیادہ بگڑنے کا سبب ہوئی۔ اور اس بدبخت کا کام دن بدن ترقی کرتا گیا۔ حتیٰ کہ وہاں کے چند مضبوط قلعے اس نے اپنے قبضہ میں کر لئے اور "میں ہوں اور میرے سوا کوئی نہیں" کی رٹ مارنے لگا۔ یہاں تک کہ مہدی عباسی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نے مسیب بن زہیر کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ اور مسیب نے اس کا قافیہ تنگ کر دیا۔ برقعی نے جب سمجھ لیا کہ اس بھنور سے نہیں نکل سکے گا۔ اور اس ہلاکت کے مقام سے نہیں بچ سکے گا۔ اس لئے ۱۶۶ھ کے مہینوں میں اپنے پیروؤں کو شراب میں زہر دے دیا۔ اور خود تیزاب کے مٹکے میں بیٹھ گیا۔ اس کے ناپاک اعضاء کے تمام حصے گھل گئے۔ اور سوائے سر کے بالوں کے اس کا کوئی نشان نہ رہا۔ خدا بہت بڑا ہے

اس نیلگوں مٹکے میں بہت ہی عجیب و غریب رنگ ہیں۔ یعنی نیلے آسمان سے عجیب واقعات رونما ہوتے ہیں۔

ج۔ فرج بعد الشدہ میں یحییٰ کی طرف سے بیان ہے۔ کہ مہدی کے زمانہ میں میرے حالات نہایت پریشان تھے۔ چنانچہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ بدن سے کرتہ اتار کر میں نے بیچ دیا۔ اور ضروریات زندگی کے لئے خرچ کر دیا۔ میں نے اپنی بری حالت کا تھوڑا سا ذکر ابی خالد احول (بھینگا) کو کیا جو اس زمانہ میں مہدی کے وزیر ابو عبداللہ اشعری کا محرر تھا۔ اس نے بالکل توجہ نہ دی۔ میں نے اپنے آپ کو ملامت کی اور نہایت رنجیدہ ہؤا۔ لیکن اسے میرا فکر رہا۔ چند ہی دنوں کے اندر اندر ایک سودا میں مجھے تیس ہزار درم دلوا دیئے اور بہت معافی مانگی۔

د۔ الغرض چونکہ نغیر شاہ اپنے ایک سپاہی کا سر بھی ایک ملک کے عوض نہ دیتا تھا۔ اور اس کے نزدیک افغان ہر چیز سے زیادہ عزیز تھے۔ اس لئے وہ نہیں چاہتا تھا کہ اپنے لشکر کو جاہل ہندوؤں کی سختی کا شکار بنائے۔ اس لئے اس نے ایک چال چلی۔ راجہ مالدیو کے سرداروں کی طرف سے مکر و فریب کے ساتھ اس نے اپنے نام جعلی خطوط لکھے۔ جن کا مضمون یہ تھا کہ میدان جنگ آراستہ کرنے کے وقت اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ بادشاہ بذات خود جنگ و جدل کرے۔ ہم خود مالدیو کو زندہ گرفتار کر کے آپ کے حوالے کر دیں گے۔ اس شرط پر کہ فلاں فلاں علاقہ ہمیں بطور انعام دیا جائے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سوال نمبر ۲ :- ترجمہ کرو :-

ا - القصہ در حینے کہ افلاسِ من درجۂ کمال داشت و در آں عیدے کہ نزدیک ما آمدہ بود مادرِ فرزندان با من گفت ما در شدّتِ فقرے توانیم صبر کرد - و لیکن دلِ من تحمّلِ بے نوائی اطفال ندارد - چہ ابنائے جنس ایشاں دریں عید اثواب ملوّن خواہند پوشید - و ایں بیچارگان با جامہائے دریدہ خواہد بود اگرے نوائی تدبیرے کن تا محقّرے بدست آوری و در وجہ مصالح جگہ گوشگان مصروف داری -

ب - من صورتِ واقعہ را با او در میان نہادم - وے گفت "چوں نوشتہ تو بمن رسید - با آنکہ غیر ازیں ہیچ نداشتم - مروت تقاضائے آں نمے کرد - کہ آں وجہ را بالتمام نزد تو نفرستم - وچوں مرا نیز اخراجات ضروری واقع بود - تدبیرے جز ایں نداشتم - کہ نزد فلاں کہ دوستِ من و تو است - فرستم - و چیزے ازو التماس کنم چوں نزدِ او ارسال داشتم - او ہمیں کیسہ را سر بمہر نزد من فرستاد ؎

بسیار بودہ است کہ مردانِ رہِ وفا   پا بر سر محافظت سیم و زر نہاد

لاجرم در تعجب افتادہ - پیشِ تو آمدم کہ حقیقت استکشاف نمایم ؎

مشرق و مغرب ہمہ پر ہمدم است   لیک ازآں گونہ کہ باید کم است

ج - القصہ آں نہنگ دریائے دغا و آں شیر بیشۂ ہیجا - چوں بہ صاحب قرآن آشنا نبود - او را نشناختہ - بطرفے دیگر تاختہ و قشون قشون بہادران کأنّہم حمرٌ مستنفرۃٌ فرّت من قسورۃٍ ، از حملۂ ضرغام انتقام او روگرداں شدہ خالِ عار بر رخسارِ روزگارِ خود مے گذاشتند - و اقتضائے مضمون ایں بیت مے کردند ؎

گر بزی بہنگام و سر بر بجائے   بہ از پہلوانی و سر زیر پائے

حاصل کہ در آں معرکہ کارزاری نمود - کہ داستانِ ہفت خوانِ پوردستان بر طاقِ نسیاں ماند - ع

چوں کہ سعادت نبود ، کوشش بے حد چہ سود

د - غرض کہ من نیز بمثل آں عرب عمل نمودہ حق بر دودمانِ جوجی و چنگیز خان

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ثابت مے گردانم۔ بشرطآنکہ چوں بہ مجلس صاحبقران رسی۔ ازجانبازیٔ ما یاد آری۔ وایں حکایت را بر صحیفۂ تاریخ نگاری۔" ایباج اوغلان قبول کرد۔ وامیر جلال دل براستیصال نہادہ۔ آب را بد وداده۔ اوراکہ بسر حدِ ہلاک رسیده بود۔ خلاص ساختہ۔ وخود نیز بدین آں مکرمت ازآں لجۂ ہائل بہ ساحل رسید۔

جواب :- ا۔ الغرض اس زمانے میں جب میری غریبی انتہا درجے تک پہنچی ہوئی تھی۔ اور عید کے موقع پر جو نزدیک آرہی تھی۔ بچوں کی ماں (یعنی میری بیوی) نے مجھے کہا۔ تو غریبی کی تنگی میں صبر کرسکتے ہیں۔ لیکن میرا دل بچوں کی بے سروسامانی کو برداشت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اس کے ساتھی اس عید کے موقع پر رنگ برنگ کے کپڑے پہنیں گے۔ اور یہ بچارے پھٹے پرانے کپڑوں کے ساتھ ہوں گے۔ اگر تو کرسکتا ہے۔ تو کوئی تدبیر کر۔ تاکہ تھوڑی سی رقم حاصل کرے۔ اور اپنے لختِ جگر کی ضروریات کے پورا کرنے میں خرچ کرے۔

ب۔ میں نے اسے تمام واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا۔ جب تمہارا رقعہ مجھے ملا۔ باوجود اس کے کہ میرے پاس سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا۔ جوانمردی اس بات کی اجازت نہ دیتی تھی۔ کہ وہ رقم تمام کی تمام تمہیں نہ بھیجوں۔ اور چونکہ مجھے بھی ضروری اخراجات پورے کرنے تھے اس کے سوا کوئی اور چارہ نہ تھا۔ کہ فلاں شخص کو جو میرا اور تمہارا مشترکہ دوست ہے۔ ایک رقعہ بھیجوں اور اس سے کچھ مانگوں۔ جب میں نے اسے ایک رقعہ بھیجا۔ تو اس نے وہی تھیلی تھر لگی لگائی میرے پاس بھیجدی ہے

اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی آدمی نے وفاداری کی وجہ سے چاندی اور سونے کی حفاظت پر اپنے پاؤں رکھے (یعنی مال وزر کی پرواہ نہ کی) لہذا مجبوراً حیران ہوکر تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ حالات کی اصلیت معلوم کروں۔

مشرق اور مغرب دوستوں سے بھرے ہیں۔ لیکن اس قسم کے دوست جو درکار ہیں کم ہیں۔

ج۔ الغرض چونکہ جنگ کے سمندر کا وہ نگرمچھ اور لڑائی کے جنگل کا وہ شیر (شاہ منصور)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

صاحبقران کو نہ جانتا تھا۔ اس کو نہ پہچانا اور دوسری طرف چلا گیا۔ بہادروں کے دستے کے دستے (گویا کہ وہ ڈرے ہوئے گدھے ہیں جو شیر کے سامنے سے بھاگتے ہیں) اس شیر کا سا انتقام رکھنے والے کے حملہ سے منہ موڑ کر بھاگ رہے تھے۔ اور اپنی زندگی کے رخسار پر شرم (ذلت) کا تل (دھبہ) لگا رہے تھے۔ اور ذیل کے بیت کے مضمون کی پیروی کر رہے تھے۔

وقت پر لڑائی سے بھاگ جانا اور سر کا قائم رہنا بہادروں سے اور سر کا پاؤں میں لڑھکنے سے بہتر ہے۔

الغرض اس میدان جنگ میں وہ ایسی بہادری سے لڑا کہ دستان کے بیٹے رستم کی ہفت خوان کی داستان لوگوں کو بھول گئی ؎

جب خوش بختی یاوری نہ کرے تو کوششِ بیحد کا کیا فائدہ۔

د۔ الغرض میں بھی اس عربی کی مثال پر عمل کر کے جوجی خاندان اور چنگیز خاندان پر ایک احسان کرتا ہوں۔ بشرطیکہ جب تو امیر تیمور صاحبقران کی مجلس میں پہنچے۔ تو ہماری جانثاری کو یاد دلانا۔ اور اس کہانی کو تاریخ کے صفحوں پر لکھنا۔ ایباج اوغلان نے یہ بات مان لی۔ اور امیر جلال نے اپنی فنا کا ارادہ مصمم کر لیا۔ اس کو پانی دے دیا۔ اور اسے نجات دی۔ جو موت کی سرحد تک پہنچ چکا تھا۔ اور خود بھی اس بخشش کی برکت سے اس خوفناک بھنور سے بچکر کنارے لگا۔

سوال نمبر ۳:۔ ترجمہ کرو۔

ا۔ شہباز بیگ،۔ شرف نسا را چرا مثلِ بچہ حرف مے زنی۔ ایں شکل ہالائے کتاب موسی ژوردان بود۔ وقتے کتابہاش را کشودہ نگاہ مے کرد۔ چشمش بایںہا افتاد۔ درآورد۔ داد بمن۔ گفت۔ ببر بنامزدت نشان بدہ۔ بگو دختران و عروسانِ پاریس امسال ایں قسم لباس مے پوشند۔ سالِ گذشتہ طورِ دیگر لباس داشتند۔ سال آئندہ نوع دیگر لباس خواہند پوشید۔ در پاریس ہر سال رسم لباس پوشیدن عوض مے شود۔ من ہم آوردم۔ دادمت۔ ازیں چہ درآمد؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ب۔ شرف نسا خانم:۔ ننہ جان! ہیچ مگو۔ موسی ژوردان بیچارہ است۔ آدم خوبیست۔ این
بیلاتی ہر روز از گلہائے عجیب و شگوفہا دستہا بستہ بتوسط شہباز بیگ برائے من
مے فرستاد۔ کہ بر بنا مزوّن بدہ۔ بہ بیبند۔ چند سال است این بیلا تہا را مے گردد
ہرگز این گل و شگوفہا را دیدہ است؟ و یک آئینہ بمن بخشیدہ است۔ صورت گلہائے
نیگی دنیا کہ در باغ عجائبات پاریس مے روید۔ در پشت آں کشیدہ شدہ۔ مرا مثل
دختر خود مے خواست۔ من خودم را کشتن مے دہم۔ مئے گزارم گردن موسی ژوردان
را بزنند۔ پاریس از خراب بشود۔ بما چہ؛ اگر در آں جا دختر و عروسان روباز مے گردیدند
شہباز ہرگز آنجا نمے رفت۔ پاریس خراب گردد۔ و دختر و عروسش ہم بمیرند۔

ج۔ شرف نسا خانم:۔ چہ مے دانم؛ بچۂ جاہل است۔ موسی ژوردان عقلش را ندیدہ
کہ در پاریس دختراں و عروساں رُو باز در مجالس نشست و برخاست مے کنند چیز ہائے
دیگر ہم بسیار گفتہ است۔ آنہم جنوں بسرش زدہ دیوانہ شدہ۔ بگوید۔ باید یک دفعہ
بروم۔ پاریس را ببینم۔ اول از عموم رخصت مے خواہم۔ اگر نگذارد و شب سوار مے
شوم۔ مے جہم آں سمت ارس موسی ژوردان را پیدا کردہ با ہم رفتہ تماشائے پاریس
را خواہم کرد۔

جواب:۔ ا۔ شہباز بیگ:۔ شرف نسا! کیوں بچوں کی سی باتیں بنا رہی ہو؟ یہ تصویریں تو
موسی ژوردان کی کتاب میں پڑی تھیں۔ ایک بار جب کہ وہ کتابیں کھول کر پڑھ رہا
تھا۔ تو اس کی نظر ان تصویروں پر آ پڑی۔ اس نے انہیں نکال لیا۔ اور مجھے دیکر
کہنے لگا۔ لے جاؤ۔ اپنی منگیتر کو دکھاؤ۔ کہو کہ پیرس کی جوان اور بیاہتا لڑکیاں اس سال
اس طرح کا لباس پہنتی ہیں۔ پچھلے سال اور قسم کا لباس پہنتی تھیں۔ اگلے سال اس
سے بھی مختلف قسم کی پوشاک زیب تن کریں گی۔ پیرس میں کپڑے پہننے کا فیشن
ہر سال بدلتا رہتا ہے۔ میں بھی یہ فوٹو لے آیا۔ اور لاکر تمہیں دے دیئے۔ اس
سے بھلا کونسی قیامت آ ٹوٹی؟

ب۔ شرف نسا خانم:۔ امی جان۔ ایسا نہ کہو۔ موسی ژوردان بے چارہ تو ایک بھلا آدمی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے۔ ان گرمیوں میں ہر روز عجیب وغریب پھولوں اور کلیوں کے گلدستے بنا بنا کر مجھے شہباز کے ذریعہ سے بھیجا کرتا تھا۔ اسے یہ کہہ کر کہ اپنی منگیتر کے پاس لے جاؤ۔ اسے دید تاکہ ان کا نظارہ کر لے۔ اسے سرد مقامات میں گھومتے کئی سال ہو گئے ہیں۔ ایسی کلیاں اور پھول کسی نے دیکھے تھوڑے ہیں۔ اور پھر اس نے ایک آئینہ دے رکھا ہے۔ اس کی پشت پر امریکہ کے ان پھولوں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ جو پیرس کے نباتاتی باغوں میں اگتے ہیں۔ مجھے اپنی بیٹی جان کر چاہتا رہا ہے۔ میں اپنے آپ کو ہلاک کروا لونگی۔ موسی ژوردان کی گردن نہیں اڑنے دوں گی۔ پیرس اگر تباہ ہونا ہے تو ہو جائے۔ ہماری بلا سے۔ اگر وہاں کنواریاں اور بیاہی لڑکیاں ننگے منہ نہ پھرتیں۔ تو شہباز کبھی بھی وہاں نہ جاتا۔ خدا کرے پیرس بھی تلیسٹ ہو جائے۔ اور وہاں کی کنواریاں اور دلہنیں بھی موت کے گھاٹ اتر جائیں۔

ج۔ شرف نساء خانم :۔ جانے میری بلا! نادان چھوکرا ہے! موسی ژوردان نے یہ بتا کر اس کی عقل پر پانی پھیر دیا ہے۔ کہ پیرس کی محفلوں میں نوجوان لڑکیاں اور نئی نویلی دلہنیں کھلے منہ اٹھتی بیٹھتی ہیں۔ اس نے ایسی ہی اور بھی کئی چکنی چپڑی باتیں سنائی ہیں۔ ادھر اس کے (شہباز کے) سر میں بھی جنون سما گیا ہے۔ کہتا ہے کہ مجھے ایک بار جا کر پیرس کی سیر ضرور کرنی چاہیئے۔ پہلے تو اپنے چچا سے اجازت چاہوں گا۔ اور اگر اس نے اجازت نہ دی تو رات کے وقت گھوڑے پر سوار ہو کر کھسکتا بنوں گا۔ دریائے ارس کے اس پار موسی ژوردان کی تلاش کر کے اکٹھے چل دیں گے اور پیرس کی سیر کریں گے۔

سوال نمبر ۵ :۔ ترجمہ کرو۔

ا۔ چوں امیر بے نظیر و ہمال (یعنی تیمور) در یک سال صبح اقبال فرمان دہ مصر و شام را بشام زوال رسانیدہ آں بلاد را لگد کوب عساکر بیداد گر دانیدہ و بغداد را لیسر پنجۂ قہر و غلبہ مسخر و مفتوح ساختہ قتل عام بتقدیم رسانید۔ چنانچہ در آں دیار از دیار اثر نہ گذاشتہ زمستانش در قرا باغ قشلاق کرد۔ در آں اثناء ارادۂ تسخیر روم از خاطرش سر زدہ امراء و ارکانِ دولت ایں معنی را کارہ بودند۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ب ۔ اول افتتاح از قلعہ کماخ ، کہ کمند تسخیر خواقنین صاحب تدبیر بہ شرفاتینا کاخش نرسیدہ است، کرد۔ آں قلعہ را، کہ از امہات قلاع آں ولایت و بر ذروۂ کوہی منیع واقع است۔ کہ وہم تیز تک در ارتقاءِ معارج آن، چند نوبت بہ سنگ تفرقہ بر آید۔ و نفسِ طائرِ خیال سبک بال از عروج بر بروج فلک مثالش بہ تنگ آید۔

ج ۔ صاحب ظفرنامہ گوید از غرایب آں سرزمین است۔ کہ ہر سال در فصلِ بہار سہ روز متوالی صغار طیور مثل بچۂ عصفور کہ از نو بر آوردہ باشند۔ از ہوا فرود مے آیند۔ و اہالی آنجا آنرا جمع نمودہ نمک سود میکنند۔ و در اوانی و ظروف ذخیرہ مے سازند۔ و ہرچہ در آں سہ روز گرفتہ نمی شود، ہر شش بزرگ شدہ مے پرد۔

د ۔ حالا دغدغہ بخاطر خود راہ مدہ، کہ بشکرانہ فتحی، کہ واہب منان بہ من کرامت کردہ ہیچ بدی بتو نمے رسانم۔ و نیفیر روی تضرع بخاک نہادہ، بگناہ خود معترف شدہ بعرض رسانید۔ کہ سہ پسر من موسیٰ و عیسیٰ و مصطفےٰ درین جنگ بودہ اند۔ از مردہ و زندۂ ایشاں خبرے ندارم۔ امیر کبیر جمعے را تعیین نمود۔ کہ تفحص کنند۔ موسیٰ کہ گرفتہ بودند۔ پیش ایلدرم آوردند۔ عیسیٰ و مصطفےٰ جان بہ تنگ پا بدر بردہ بودند۔

جواب :- ا ۔ جب بے مثال اور یکتا امیر تیمور نے ایک ہی سال میں مصر اور شام کے حاکم کے اقبال کی صبح کو زوال کی شام تک پہنچایا۔ توان علاقوں کو ظلم کے لشکروں سے پائمال کروایا۔ بغداد کو غضب اور طاقت کے پنجے سے فتح کیا۔ اور قتل عام کیا۔ چنانچہ اس ملک میں باشندوں کا نشان تک نہ چھوڑا۔ اس نے سردی کا موسم قرا باغ میں بسر کیا۔ اس اثنا میں روم کے فتح کرنے کا خیال اس کے دل میں پیدا ہؤا۔ اس کی سلطنت کے امیر وزیر اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے۔

ب ۔ سب سے پہلے اس نے قلعہ کماخ کو فتح کیا جس کے محل کے کنگروں تک مدبر خاقانوں کی فتح کی کمند نہیں پہنچی تھی۔ اس قلعہ کو جو اس ملک کے تمام قلعوں سے بڑا ہے۔ اور ایسے پہاڑ پر واقع ہے جہاں پہنچنا مشکل ہے۔ اور جس کی بلندیوں تک چڑھنے میں تیز رفتار وہم کئی بار پریشانی کے پتھروں سے ٹکراتا ہے۔ اور جس کے آسمان جیسے برجوں پر چڑھتے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چڑھتے ہلکے بازو والے خیال کے پرندے کا دم بھول جاتا ہے۔

ج۔ ظفر نامہ کا مصنف لکھتا ہے "اس ملک کی عجیب باتوں میں سے ایک یہ ہے۔ کہ ہر سال بہار کے موسم میں تین دن متواتر چھوٹے چھوٹے پرندے چڑی کے بچوں کی طرح جن کے ابھی نئے پر نکلے ہوں ہوا سے نیچے اترتے ہیں۔ اور وہاں کے باشندے ان کو جمع کر کے نمک آلودہ کرتے ہیں۔ اور برتنوں میں بھر کر رکھتے ہیں۔ اور ان میں سے جو نہیں پکڑے جاتے جب ان کے پر بڑے ہو جاتے ہیں وہ اڑ جاتے ہیں۔

د۔ اب تو کسی قسم کے خوف کو اپنے دل میں جگہ نہ دے۔ کیونکہ اس فتح کے شکریہ میں جو احسان کرنے والے اور بخشنے والے خدا نے مجھے عنایت کی ہے۔ میں تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔ قیصر نے عاجزی اور التجا کا چہرہ خاک پر رکھا۔ اور اپنے گناہ کا اعتراف کیا۔ اور عرض کیا۔ اس جنگ میں میرے تین بیٹے موسیٰ۔ عیسےٰ اور مصطفےٰ شامل ہوئے۔ مجھے کچھ خبر نہیں کہ آیا وہ زندہ ہیں یا مردہ۔ امیر کبیر نے ایک جماعت کو ان کی تلاش پر مقرر کیا۔ موسیٰ کو جسے گرفتار کر لیا گیا تھا۔ ایلدرم کے پاس لائے۔ عیسےٰ اور مصطفےٰ بھاگ کر جان بچا لے گئے تھے۔

سوال نمبر ۵:۔ بامحاورہ اردو میں ترجمہ کرو:۔

طائفہ دزدانِ عرب بر سرِ کوہے نشستہ بود و منفذِ کارواں بستہ۔ و رعیتِ بلدان از مکائدِ ایشاں مرعوب۔ و لشکرِ سلطان مغلوب۔ بحکم آنکہ ملاذے منیع از قلۂ کوہے گرفتہ بود۔ و ملجا و ماوائے خود کردہ۔ مدبرانِ ممالکِ آں طرف در دفعِ مضرتِ ایشاں مشاورت کردند۔ کہ اگر ایں طائفہ ہم بریں نسق روزگارے مداومت نمایند مقاومت ممتنع گردد۔

درختے کہ اکنوں گرفتست پائے
بہ نیروئے شخصے بر آید ز جائے

وگر ہمچناں روزگارے ہلی
بگردونش از بیخ بر نگسلی

جواب:۔ عربی چوروں کا ایک گروہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہوا اور قافلے کا راستہ روکے ہوئے تھا۔ (گرد و نواح کے) علاقہ کے لوگ ان کی چالوں (عیاریوں) سے خوفزدہ تھے۔ اور بادشاہ کا لشکر عاجز تھا۔ کیونکہ انہوں نے پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوئی تھی۔ اور اپنا گڑھ بنایا ہوا تھا۔ جہاں رسائی ممکن نہ تھی۔ ان ملکوں کے داناؤں (تدبیر کرنے والوں) نے اس مصیبت کو رفع کرنے کے لئے صلاح مشورہ کیا۔ اور (سوچا) کہ اگر ان لوگوں نے یہی وطیرہ اختیار کئے رکھا تو انکی سرکوبی (مقابلہ) ناممکن ہو جائے گی ؎

جو پیڑ اک ابھی ہے زمیں سے اُگا   اسے ایک بچہ بھی دے گا گرا
مگر جب بنے گا درختِ قوی   نہ گردواں بھی جڑ سے سکے گا ہلا

سوال نمبر ۶ :۔ فارسی میں ترجمہ کرو:۔

پچھلی یورپی جنگ کے موقعہ پر انگلستان اور فرانس کی جمہوریتوں کا روس کی شخصی حکومت کے ساتھ اتحاد تھا۔ جنگ کے آخر میں امریکہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ حتیٰ کہ ان تمام طاقتوں نے مل کر جرمنی پر غلبہ پا لیا۔ اور جنگ کو کامیابی کے ساتھ ختم کر دیا۔ مگر اس کی وجہ کیا ہے کہ فاتح اتحادیوں کا ساتھی ہوتے ہوئے بھی روس کا شیرازہ بکھر گیا۔ روس کی تباہی کا بڑا سبب اس کی اندرونی گڑبڑ تھی۔ قوم اور حکومت میں اتفاق نہ تھا۔ لوگوں کو زار کی جابرانہ حکومت سے نجات پانے کا بہترین موقعہ ہاتھ لگا۔

جواب :۔ در موقعہ جنگِ گذشتہ اروپائی مشروطۂ انگلیس و فرانسہ با استبداد روس اتحاد داشت۔ در اواخر جنگ امریکہ ہم با ایں ہا ہم دست شد۔ تا ایں دول باتفاق بر المان غالب شدند۔ و جنگ را بکامرانی بسر آوردند۔ اما ایں را سبب چیست کہ روس رفیقِ فاتحین بودہ مضمحل شد۔ علتِ خرابی روس بیشتر اغتشاش داخلہ بود۔ میانِ دولت و ملت اتفاقے نہ بود۔ و رعایا برائے نجات خود از حکومت جابرانہ زار ایں موقعہ را غنیمت شمردند (ایشاں را ایں موقعہ ...... دست داد)

A Key to Your Success"
Sure Success at Your door

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پرچہ جات کے علاوہ دیگر اہم امتحانی اشعار

از

سفینۂ ادب

	تعداد شعر	صفحہ
١- جہاں برآب نہاد است و زندگی برباد	۵	٢٦٣
٢- عروسِ ملک نکوروی و خوبیست و لے	۴	٢٦۴
٣- صورتِ زیبائے ظاہر ہیچ نیست	۵	٢٦۵
۴- از درونِ خستگاں پرہیز کن	۵	٢٦٦
۵- بوئے آلودگی از خرقۂ صوفی آمد	٧	٢٦٧
٦- بہ سخن گفتنِ او عقل ز ہر دل برمید	۵	٢٦٨
٧- دریغ خلعتِ زیبائے احسن التقویم	٦	٢٦٩
٨- بسے صورت بگردیدہ است عالم	٧	٢٧٠
٩- خوش است عمر دریغا کہ جاودانی نیست	۵	٢٧١
١٠- جہاں ز دست بداوند دوستانِ خدار	۵	٢٧٢
١١- وصالِ حضرتِ جاں آفریں مبارک باد	٦	٢٧٣
١٢- مرادِ نفس ندادند اہلِ سرائے غرور	۵	٢٧۴
١٣- یارے گرت بہ گورِ عزیزاں گذر بود	۴	٢٧٧
١۴- بر سمرقند اگر بگذری اے بادِ سحر	۵	٢٧٨
١۵- بر بزرگانِ زمانہ شدہ خرداں سالار	٦	٢٧٩

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۱۶- رحم کن رحم برآں قوم کہ رسوا گشتند	۴	۲۸۰
۱۷- بہرہ باید از عدلِ تو نیز ایران را	۵	۲۸۰
۱۸- زو شنو حالِ خراسان و عراق اے شہِ شرق	۵	۲۸۱
۱۹- ماہ فروردین جہاں را از دیر دیدار کرد	۷	۲۸۵
۲۰- دشت گوئی گستریدہ حلۂ دیباستی	۵	۲۸۶
۲۱- ہر چہ ماہی باشد اندر قعرِ دریا خوں شود	۵	۲۸۸
۲۲- مہترے کو را چو حاتم کہتر و درباں بود	۴	۲۸۸
۲۳- تا چوں باغ از برگ ریزاں چوں تنِ بیدل شود	۵	۲۸۹
۲۴- باز ایں چہ شورشے است کہ در خلقِ عالم است	۵	۲۹۰
۲۵- کشتی شکست خوردۂ طوفانِ کربلا	۵	۲۹۰
۲۶- بر خوانِ غم چو عالمیاں را صلا زدند	۶	۲۹۱
۲۷- باد آں غبار چوں بمزارِ نبی رساند	۵	۲۹۲
۲۸- ترسم جزائے قاتلِ او چوں رقم زدند	۵	۲۹۲
۲۹- ایں کشتہ فتادہ بہاموں حسین تست	۵	۲۹۴
۳۰- اے چرخ غافلی! کہ چہ بیداد کردۂ	۵	۲۹۵
۳۱- مرا با تو امروز پیماں یکے است	۴	۳۲۶
۳۲- چوں بشنید گفتارہائے درشت	۵	۳۲۶
۳۳- درفشش ببرد ند با او بہم	۵	۳۲۷
۳۴- برآورد گہ رفت و نیزہ گرفت	۵	۳۲۷
۳۵- چو خورشید رخشاں بگسترد پر	۵	۳۲۸
۳۶- نشاں داد مادر مرا از پدر	۵	۳۳۰
۳۷- ہمے گفت کای جانِ مادر کنوں	۱۱	۳۳۳
۳۸- ہمے گفت و مے خست مے کند موی	۷	۳۳۴

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۳۹- یارب این قاعدۂ شہر بہ گیتی کہ نہاد	۵	۳۳۵
۴۰- رخ گفت از تو کہ تو سی فضلِ من بہتر از اتک	۵	۳۳۶
۴۱- از سپہر عصف منم بر دوشنت رزم انجم فشاں	۵	۳۳۷
۴۲- ہفت گردوں را بدوز و تیر او وہ بیک نوش	۵	۳۳۷
۴۳- سخن را سرانجام سے نماند سنت	۵	۳۳۸
۴۴- شبے خوش ہمچو صبح زندگانی	۵	۳۳۹
۴۵- سرو بالائے تو در خاک در بغست و دریغ	۵	۳۴۰
۴۶- زیر گل تنگ دل اسے غنچۂ رعنا چونی	۵	۳۴۱
۴۷- یک روز عقابے ز سر سنگ ہوا خواست	۵	۳۴۲
۴۸- آں لحظہ کجا بودم دیں لحظہ کجا یم	۵	۳۴۲
۴۹- نانِ جویں و خرقۂ پشمیں و آب شور	۶	۳۴۳
۵۰- نظر کردم بہ چشم رائے و تدبیر	۵	۳۴۴
۵۱- دلا بارِ جہاں بر گردنِ جان	۶	۳۴۴
۵۲- پاینده باش زارع بدبخت رنج بر	۴	۳۵۱
۵۳- از کوه برشد ند خروشاں سحابہا	۵	۳۵۲
۵۴- افتاده ایم سخت بہ دام بلائے گل	۵	۳۵۳
۵۵- اول قدم کہ بوسہ زند گل بہ پائے ما	۴	۳۵۴
۵۶- اے خطہ ایراں مہیں اے وطنِ من	۵	۳۵۴
۵۷- گویند عارفان ہنر و علم کیمیاست	۵	۳۵۹
۵۸- آزاده کس نگفت ترا تا کہ خاطرت	۵	۳۶۰
۵۹- ز ترکتازی تو مانده بیوه زن ناہار	۵	۳۶۲
۶۰- ز خود پرستی و آزم چنیں شد آخر کار	۴	۳۶۴
۶۱- ہنر و فضل اگر مایۂ جاه و خطر است	۵	۳۶۸

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۱۲۸ سالگرام در وار ہٹ
Salgram Kaul

بیانِ حالی

فی شرح

دیوان حالی

از

پروفیسر ایس۔ ایل۔ گومر ایم۔ اے (یونیورسٹی گولڈ میڈلسٹ)

خصوصیات

۱۔ حالی کے حالات زندگی اور کلام پر مبسوط تبصرہ و تنقید۔ (۲) تصحیح متن۔ (۳) مشکل الفاظ کے معانی۔ (۴) تشریح طلب اشعار کی مکمل توضیح وغیرہ۔

کرشنا بک ڈپو۔ موہن لال روڈ۔ لاہور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

[illegible]

[illegible]

[illegible]

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri